UNIVERSAL LIBRARY
OU_226422
UNIVERSAL LIBRARY

جملہ حقوق محفوظ ہیں

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ نفیسہ و مقالہ لطیفہ

یعنی

نور العینین

فی

جواز البکاء علی الحسینؑ

مع

نور العینین فی مجالس الحسینؑ

[illegible] عقلی و نقلی دلائل [illegible] کتب فریقین سے ثابت [illegible] ہے

[illegible] مجالس امام حسینؑ کا سلسلہ کب شروع ہوا [illegible]

[illegible]

[illegible] عمدہ و نادر رسالہ ہے

مصنفہ

جناب فضیلت مآب [illegible] مولانا مولوی سید محسن علی شاہ صاحب ظلہ العالی

حسب فرمائش

جناب ملاذ المصنفین مولانا سید محمد سبطین صاحب ایڈیٹر البرہان زید فضلہ

مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں چھپ کر دفتر البرہان لاہور سے شائع ہوا

البرہان

یہ رسالہ چار سال سے دینی و قومی خدمت بجا لا رہا ہے۔ ہمیں اس کے ظاہر کرنیکی ضرورت نہیں۔ کہ اس میں کیا خوبی ہے اور کیسا ہے۔ بوقت مطالعہ آپکو خود معلوم ہو جائیگا صرف اتنا عرض کر دینا ہے۔ کہ ہر طبقے کے حضرات۔ علماء۔ فضلاء اور گریجوایٹ صاحبان نے اس کا خیر مقدم کیا اور پسند فرمایا ہے۔ ہر ایک مذہب و ملت کا شخص اس کو پڑھتا اور پڑھ سکتا ہے۔ اسلوب پسندیدہ۔ طرز تحریر میں دلائل و براہین نہایت ہی مستقیم ہوتے ہیں حقیت و صداقت اسلام و بانی اسلام جملہ اصول و عقائد مذہب کی اصلیت و حقیقت تعلیم انبیاء۔ اخلاق نبوی اور امامت و خلافت کے سربستہ اسرار معلوم کرنے کے لئے بہترین ذخیرہ ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ماہ بماہ ایک ایسے علمی و اخلاقی رسالہ کا مطالعہ کریں جس سے امور معاد و معاش منتظم اور اصلاح و فلاح دارین حاصل ہو۔ اور ہمیشہ ایک علمی ذخیرہ۔ عالمانہ مناظرہ کا خزانہ آپ کے پاس موجود رہے۔ اور رسالہ جات و اخبار بینی سے مقصود صرف رفع الوقتی نہیں ہے۔ تو "البرہان" کو ضرور منگائیے۔ جس کا عام سالانہ چندہ صرف عہ۸ خاص خاص رؤساء و حکام سے عـ۱۰ و عـ۲۵ روپے۔ لکھائی چھپائی بہت ہی عمدہ۔ اور بڑی آب و تاب سے لاہور سے شائع ہوتا ہے +

خاکسار مینیجر البرہان۔ بازار حکیماں لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور العین

حصہ اول

فی

جواز البکاء علی الحسینؑ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمدؐ و آلہ الطاہرینؑ - امابعد بخدمت برادران اہل اسلام گزارش ہے - کہ انجمن امامیہ لاہور نے بغرض اشاعت اسلام یہ خدمت اپنے ذمہ منظور فرمائی ہے کہ وقتاً فوقتاً چھوٹے چھوٹے رسائل اسلام کے متعلق انجمن موصوف کی طرف سے شائع ہوا کرینگے - چونکہ اسلامی نیا سال شروع ہونیوالا ہے - اور اس کی ابتدا ایسے مہینہ سے ہوتی ہے - جس میں بانی اسلام کا نواسہ تین دن کا بھوکا پیاسا اسلام پر قربان ہوا تھا - اس اسلامی قربانی کی یادگار یہ مہینہ ہر نئے سال اہل اسلام میں تازہ کرتا ہے - اس مہینہ میں اہل اسلام اپنے رسولؐ کے نواسہؑ کے مصائب کو یاد کر کے روتے اور غم کرتے ہیں - اس لئے ممبران انجمن امامیہ نے حقیر سے یہ خواہش فرمائی - کہ ایک مختصر رسالہ جس میں بدلائل شرعی یہ ظاہر کیا جائے کہ اس غم میں اہل اسلام کا رونا اور حزن کرنا کہاں تک درست ہے تحریر کروں - اور یہ شروع سال کا پہلا رسالہ انجمن کا محسوب ہو - چنانچہ بنابر تعمیل ارشاد اس عاصی نے بدلائل قرآنی د

احادیث نبوی اس مختصر رسالہ کو مرتب کر کے انجمن موصوف کی نذر کیا۔ امید ہے۔ کہ برادران اہل اسلام توجہ سے اس پر غور فرما کر مجالس عزا امام حسین علیہ السّلام میں شرکت فرمائینگے۔ اور باقی اسلام کی محبّت کا ثبوت دینگے۔ اس مختصر رسالہ کا نام نور العین فی جواز البکاء علی الحسینؑ رکھا گیا۔ خداوند عالم اس سے اہل اسلام کو نفع بخشے۔ وما توفیقی الا باللہ +

رونا عند اللہ ممدوح ہے

قال اللہ تبارک وتعالےٰ فی کتابہ المجید وفرقانہ الحمید وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (پ سورۂ مائدہ)۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ انسان کی ظاہری حرکات وسکنات افعال واقوال کا اثر اُس کے باطن پر پڑتا ہے۔ اور جو کچھ انسان کے باطن میں مرکوز ہے۔ وہ ظاہری حرکات وسکنات کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ صاف بات ہے۔ کہ اچھا بیج اپنے پھل پھول سے پہچانا جاتا ہے۔ مشاہدہ گواہ ہے۔ کہ جس وقت ہم کسی سچے دوست یا کسی بڑے محسن کی مصیبت کا حال سُنتے ہیں۔ تو بے اختیار ملال کے آثار ہمارے چہرہ پر آشکارا ہونے ہیں۔ اور اگر کسی مخالف کی حالتِ خراب سُنتے ہیں۔ تو فی الفور آثار سرور چہرہ پر نمودار ہوجاتے ہیں۔ غرض ظاہری حرکات کا باطن پر اثر ہوتا ہے۔ اور باطنی خیالات کا آئینہ ظاہری حرکات ہیں۔ ہنسنا اور رونا دونوں ظاہری حرکات ہیں۔ جو ہر ایک ان میں سے انسانی مافی الضمیر کی خبر دیتے ہیں۔ ہم کو اس مقام پر صرف رونے پر بحث کرنے کی ضرورت ہے۔ رونا فی ذاتہ ایک نہایت ممدوح چیز ہے۔ کیونکہ رونا رقت قلب پر دلالت کرتا ہے۔ اور ماحصل تمام عبادات وریاضات نفسانی کا رقت قلب ہے +

رونا اندرونی دُکھ کی خبر دیتا ہے۔ اور دل پُر دردگی مرح مشہور ہے۔ رونا نہیں آتا جب تک کہ دل میں درد محسوس نہ ہو۔ اور درد کو وہی دل محسوس کر سکتا ہے۔ جو قلب سلیم ہو۔ گویا رونا اپنے رونے والے کے دل کی خبر دیتا ہے۔ کہ وہ سلیم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت

لہ رسالہ موصوف محرم الحرام ۱۳۲۷ھ میں انجمن امامیہ کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ چونکہ نہایت ہی مفید ثابت ہوا لوگ ہاتھوں ہاتھ لیگئے۔ اب تقریباً نایاب ہے۔ اس کتاب کے حصہ دوم کے ساتھ دوبارہ شائع کیا گیا ہے تاکہ مومنین اس سے بہا کی زیادتی سے محروم نہ رہیں۔ (مدیر ادشبیر البرہان) +

ابراہیم علیہ السلام کے دل کی خبر دیتا ہے۔ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔
(پ ۲۳ سورۂ والصّٰفّٰت) یعنی نوحؑ کے شیعوں میں سے ابراہیم بھی تھے۔ جو اپنے پروردگار کی طرف
قلب سلیم سے رجوع ہوئے۔ اہل اسلام کے واسطے رونے کی فضیلت میں اس سے زیادہ
اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ خداوند عالم اُس گروہ کی تعریف میں جس کی نسبت فرماتا ہے۔ وَاَوْحَیْنَا
اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ (پ ۱۷ رکوع ۵) ہم نے اُن کی طرف افعال خیر کی وحی فرمائی۔ اسی گروہ کی تعریف
میں فرماتا ہے۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ (پ ۱۷ رکوع ۵) وہ لوگ تمام افعال خیر کی طرف
سُرعت کرتے تھے۔ اس پاک گروہ کی حالت قرآن مجید میں ظاہر فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ
وَاِسْرَآءِیْلَ وَمِمَّنْ هَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا (پ ۱۶ سورۂ
مریم) یعنی یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا۔ یعنی انبیاء جو آدمؑ کی نسل سے ہیں۔ اور اُن
لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا۔ اور ابراہیمؑ و یعقوبؑ کی
نسل میں سے جن کو ہم نے راہ راست دکھائی۔ اور منتخب فرمایا۔ ان لوگوں کی یہ حالت ہے۔
کہ جب اُن کو رحمان کی آیتیں سُنائی جائیں۔ تو وہ لوگ سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور روتے ہیں۔
آیہ مجیدہ کے لفظوں سے بغیر کسی دور دراز تاویل یا تفسیر کے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔
کہ رونا تمامی انبیاء علیہم السلام کا فعل ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد علماء کا نمبر ہے
العلماء ورثۃ الانبیاء۔ اہل علم کی حالت بیان فرماتا ہے۔ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ
خُشُوْعًا (پ ۱۵ بنی اسرائیل) یعنی سجدہ میں گرتے ہیں اور روتے ہیں۔ اور اُن کی عاجزی زیادہ
ہوتی ہے۔ رونا عارفان حق کی نشانی ہے۔ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْیُنَهُمْ
تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (پ ۷ مائدہ) جب سنتے ہیں اُس چیز کو جو نازل کی گئی ہے
طرف رسولؐ کے۔ دیکھتا ہوگا تو اُن کی آنکھوں کو۔ کہ اُن میں سے آنسو ڈھلک پڑتے ہیں
بسبب معرفت کے۔ آیہ مجیدہ لفظاً دلالت کرتی ہے۔ کہ مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ کو سُن کر رونا
عارفان حق کا نشان ہے۔ پس جب مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ کو سُن کر رونا عارفان حق کا نشان
ہے۔ تو اب صرف اس بات کی تحقیق ہونی چاہئے۔ کہ آیا واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام
منجملہ اُن چیزوں کے ہے۔ جو رسولؐ کی طرف نازل ہوئیں یا نہیں ؟
اگر اہل اسلام کے نزدیک قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ

(پ رکوع ۱۲) یعنی دُنیا میں کوئی خشک اور تر باقی نہیں ہے جس کا بیان اس کتاب میں نہ ہو۔ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (پ ۲۲ رکوع ۱۷) یعنی ہر شے کو ہم نے امام مبین میں جمع کر دیا ہے۔ تبیاناً لکل شیءٍ (پ ۱۴ رکوع ۱۸) یعنی قرآن میں ہر شے کا بیان ہے۔ سچا ہے اور تسلیم شدہ ہے تو ضرور ہے۔ کہ یہ واقعہ بھی حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نازل ہُوا ہوگا۔ اجمالاً ہو یا تفصیلاً۔ اس صورت میں اس واقعہ کو سُن کر جو نہ روئے۔ وہ معرفت سے دور سمجھا جائیگا جس قدر مراتب معرفت بلند ہوتے جائینگے۔ اور جس قدر رقت قلب ترقی کرتی جائیگی جس قدر قلب سلیم ہوتا جائیگا۔ اُسی قدر رونے کی حرکات میں بھی ترقی ہوتی جائیگی۔ پہلا درجہ صرف چہرہ پر ملال کا آنا ہے۔ اور اپنی صورت کو غمناک بنانا۔ اس سے ترقی ہُوئی۔ تو آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا۔ اور اس سے بڑھ کر ترقی ہُوئی۔ تو چیخیں مار کر رونا۔ حق تعالےٰ نے جہاں اور انبیاءؑ کے باکی (رونے والا) ہونے کا وصف بیان فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص وصف سے یاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ (پ ۱۲ رکوع ۷) یعنی حضرت ابراہیمؑ نہایت حلیم اور آہ کرنے والا تھا۔ حب فی اللہ میں آہ مار کر رونا حضرت ابراہیمؑ کا وصف ہے۔ بعد دلائل قرآن کے اگرچہ ضرورت نہ تھی۔ کہ ہم اس قصہ کا رسولؐ کی طرف نازل ہونا حدیث سے ثابت کریں۔ مگر قرآن مجید سے مطالب کا فہم کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ جمیع العلم فی القرآن لکن۔ تقاصر عنہ افہام الرجال۔ صاحب ما ینطق عن الھوٰی ان ھو اِلّا وحیٌ یوحیٰ کی زبان سے اس واقعہ کا منزّل من اللہ ہونا ہم ثابت کئے دیتے ہیں۔ یہ وہ احادیث نبویؐ ہیں۔ جن کو خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے اپنی کتاب سر الشہادتین میں درج کیا ہے۔ یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ اور ارزاں قیمت پر صرف ۱ر سے بازار سے مل سکتی ہے۔ اس پر شاہ سلامت اللہ صاحب نے فارسی شرح لکھی ہے " طبرانیؒ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف وجاءنی بھذہ التربۃ فاخبرنی انہا مضجعہ " طبرانی نے جناب عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مجھ کو جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد زمین کربلا میں قتل کیا جائیگا۔ اور جبرئیلؑ میرے پاس یہ خاک لائے۔ اور خبر دی۔ کہ یہ خاک اُس کی قبر کی جگہ کی ہے اخرج ابو داؤد والحاکم عن ام الفضل بنت الحارث ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی

ھذا یعنی الحسینؑ واتانی بتربۃ من تربتہ حمراء"۔ ابوداؤد اور حاکم نے ام الفضل سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا میرے پاس جبرئیلؑ نے آکر مجھ کو خبر دی۔ کہ میری امت میرے اس بیٹے یعنی حسینؑ کو قتل کریگی۔ اور اُن کے مدفن کی سُرخ خاک جبرئیلؑ ہمراہ لائے۔

عـ۳" اخرج الحاکم والبیھقی عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ یوماً بالحسینؑ فوضعتہ فی حجرہ ثم حانت منی التفاتہ فاذا عینا رسول اللہ تھریقان من الدموع فقال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی تقتل ابنی ھذا"۔ حاکم اور بیہقی نے ام الفضل سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میں حسینؑ کو لیکر رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور میں نے حسینؑ کو رسولؐ کی گود میں دیا۔ پھر جو میں نے دفعۃً حضرتؐ کی طرف دیکھا۔ تو چشم مبارک سے آنسو جاری تھے۔ پس فرمایا رسول خداؐ نے۔ کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے تھے۔ اور مجھ کو خبر دی۔ کہ میری امت میرے بیٹے حسینؑ کو قتل کریگی۔ عـ۴

اخرج ابن راھویہ وابونعیم والبیھقی عن ام سلمۃ رضی اللہ عنھا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اضطجع ذات یوم فاستیقظ وھو خاثر وفی یدہ تربۃ حمراء یقلبھا قلت ما ھذہ التربۃ یارسول اللہ قال اخبرنی جبرئیل ان ھذا یعنی الحسین تقتل بارض العراق وھذا تربتھا ابن راھویہ ابونعیم بیہقی جناب ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز رسول خدا پہلو پر لیٹے ہوئے تھے۔ کہ ناگاہ اندوہگیں وغمناک بیدار ہوئے۔ اور اُن کے ہاتھ میں ایک ڈبی خاک کی تھی۔ اُس کو بار بار دیکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسولؐ اللہ یہ کیسی خاک ہے۔ فرمایا مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے۔ کہ میرا بیٹا حسینؑ زمین عراق میں قتل کیا جائیگا۔ اور یہ اُس مکان کی خاک ہے۔ عـ۵ غنیۃ الطالبین مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۷۵ "روی عن امسلمۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ فی منزلی اذ دخل علیہ الحسین علی صدر النبی یلعب وفی ید النبی قطعۃ من طین ودموعہ تجری فلما خرج الحسین دخلت فقلت بابی انت وامی یارسول اللہ طلعت علیک وفی یدک طینۃ وتبکی فقال لی لما فرحت بہ وھو علی صدری اتانی جبرئیل ناولنی طینۃ التی یقتل علیھا فلذالک بکیت"۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول خدا میرے مکان میں تھے۔ کہ حسین علیہ السلام آئے۔ اور رسول خداؐ کے سینہ پر کھیلنے لگے۔ رسول خداؐ کے ہاتھ میں ایک خاک تھی۔ اور حضرتؐ کے آنسو جاری تھے۔ جس وقت امام حسینؑ تشریف لیگئے میں نے

عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپ کے دست مبارک میں یہ خاک کیسی تھی اور آپ روکیوں رہے تھے؟ حضرتؐ نے فرمایا۔ میں حسینؓ کو دیکھکر خوش ہو رہا تھا اور وہ میری چھاتی پر کھیل رہا تھا۔ کہ جبرئیلؑ آئے۔ اور یہ خاک مجھ کو دی۔ کہ حسینؓ اسی خاک پر قتل کیا جائیگا۔ اور اسی واسطے میں رو دیا تھا۔ اسی مضمون کی حدیثیں کتب احادیث اسلام میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ ہم نے انہیں پر اکتفا کیا۔ اگر درخانہ کس است یک حرف بس است احادیث مندرجہ سے اس واقعہ کا رسولؐ پر منزل من اللہ ہونا صاف طور پر پایا جاتا ہے۔ اور نیز نزول واقعہ کے وقت رسول خداؐ کا رونا اور غمناک ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور فعل رسولؐ امت اسلام میں سنت سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر جس فعل کو رسولؐ نے بارہا ادا فرمایا ہو۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ فعل اُمّت میں سُنّت نہ قرار پائے۔

کیا شرعاً کسی مُردہ کیواسطے رونا گناہ ہے؟

اس میں شک نہیں۔ کہ انسانی تعلقات ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہیں۔ کہ بنی آدم اعضائے یکدیگر اند۔ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ انسان کے کسی عضو کو درد ہو۔ یا کٹ جائے۔ تو اضطراراً وہ آہ کرتا ہے۔ اور "ہر کرا درد سے رسد لاچار گوید وائے را"۔ شریعت اسلام عین فطرت کے مطابق ہے۔ اور حالت اضطراری پر انسان کو مجبور نہیں کرتی۔ بلکہ امور اضطراری میں شریعت نے وسعت فرمائی ہے۔ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ (سپ۲ ع ۵) پس جن سے انسان کو جسمانی تعلق ہے۔ اُن کے فقدان پر ضرور قلب میں درد پیدا ہوتا ہے۔ اور جب قلب میں درد پیدا ہوا۔ تو مجبوراً اُس کا ظہور آنکھوں سے آنسوؤں کے ذریعہ سے ہوگا۔ شریعت اس کو ہرگز منع نہیں فرماتی۔ البتہ اُس کے لئے شریعت نے ایک حد معین فرمادی ہے۔ کہ فانی تعلق کے دُور ہونے پر انسان اُس سے تجاوز نہ کرے۔ بانی اسلامؐ کا ارشاد ہے۔ ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بھذا او اشار الی لسانہ صحیح مسلم مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۰۱۔ خداوند عالم کسی پر آنسو بہانے یا غمناک ہونے سے عذاب نہیں کرتا لیکن زبان سے کلمات ناشائستہ کہنے پر عذاب کرتا ہے مشکوۃ المصابیح باب البکاء علی المیت میں انسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایسی حالت میں کہ ابراہیمؑ آپکا بیٹا حالت نزع میں تھا۔ اور حضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پس عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ آپ روتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے بیٹے عوف کے تحقیق یہ رحمت ہے۔

آنکھیں روتی ہیں۔ اور دل غمگین ہے۔ اور ہم وہ بات نہیں کہتے۔ جو خدا کو ناپسند ہو۔ اور ہم اے ابراہیم تیرے فراق میں محزون ہیں۔ اس حدیث پر شیخ عبدالحق شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں بیان ہے حالت نزع ابراہیم پسر رسالت پناہ کا۔ کہ اس وقت تشریف لیگئے اور پیار کیا اور روئے۔ پس کہا عبدالرحمن نے۔ کہ لوگ تو روتے ہیں۔ اور آپ بھی روتے ہیں۔ باوجود اس بڑی شان اور معرفت کے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ رحمت ہے۔ یعنی اس کو اس حال میں دیکھکر رحم آتا ہے۔ یہ رونا اثر اس کا ہے۔ نہ کہ بسبب بے صبری کے۔ جیسا کہ تو نے خیال کیا۔ اور دل غمگین ہے۔ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف۔ کہ جو غمگین نہ ہووے۔ وہ بسبب سنگدلی کے ہے۔ اور جو نہ روئے۔ وہ بسبب قلت رحمت کے ہے۔ پس یہ حال یعنی رونا اور غم کرنا کامل تر ہے نزدیک اہل کمال کے حال اس کے سے۔ کہ مرا بیٹا اس کا۔ اور وہ ہنستا ہو۔ پس عدل یہ ہے۔ کہ دے ہر ذی حق کو حق اس کا۔ اس مضمون کی حدیثیں صحیح بخاری اور مسلم میں کثرت سے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی میت پر رونا اور غم کرنا اس حد تک منع نہیں ہے۔ کہ زبان سے کوئی کلمہ ناشائستہ نکلے۔ بعض بے علم نادان آیہ "لاتقربوا الصلوٰۃ" کی طرح حدیث کا ایک ٹکڑہ "ان المیت یعذب ببکاء اھلہ علیہ" سنا دیا کرتے ہیں۔ یعنی رونے سے میت پر عذاب کیا جاتا ہے۔ ان بے انصافوں نے خدا کی ذات کو معاذاللہ ایسا بے انصاف قرار دے رکھا ہے۔ کہ وہ زندوں کے فعل کا مردوں سے مواخذہ کرتا ہے۔ سبحانہ وتعالےٰ عما یقولون علوًا کبیرا (پ ۵ رکوع ۵) حالانکہ بخاری اور مسلم میں اس حدیث کی تکذیب کا ایک باب علیحدہ ہے۔ جناب عائشہ اس کی تردید فرماتی ہیں۔ کہ ہرگز رسول خدا نے ایسا نہیں فرمایا۔ کیونکہ قرآن میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخرےٰ (پ رکوع ۷) ایک سے دوسرے کا بھار نہیں اٹھوایا جائیگا۔

اس قدر تمہید کے بعد میں ناظرین کو اصل مطلب کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جب فانی تعلقات پر غمگین ہونے اور گریہ و بکا کرنے سے اسلامی شریعت میں ممانعت نہیں ہے۔ تو جہاں ایمانی اور روحانی تعلقات ہوں۔ ان پر غم کرنا یا رونا کیونکر منع ہو سکتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اہل ایمان کو اس قدر ایمانی تعلقات ہیں کہ اگر ان کو تفصیلاً تحریر کیا جائے۔ تو یہ چند اوراق اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا میں مختصراً اس مقام پر ان وجوہات و تعلقات کو تحریر کرتا ہوں۔ جن سے امام حسینؑ پر غم کرنا رونا اور ان کا

ذکر کرنا ضروری ثابت ہوتا ہے۔

اخوۃ ایمان مین الحب فی اللہ ترمذی اور مشکوۃ وغیرہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ کہ ہر ایک مومن کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک در سے اُس کے عمل صالح صعود کرتے ہیں۔ اور ایک در سے اُس کا رزق نازل ہوتا ہے۔ جب وہ مومن مرجاتا ہے۔ تو اُس پر آسمان اور زمین روتے ہیں۔ اور یہی مطلب ہے آیہ مجیدہ فما بکت علیہم السماء والارض (پ ۲۵ رکوع ۱۴) کا جب ایک مومن سے بسبب قوۃ ایمان زمین آسمان کو اس قدر محبت ہوجاتی ہے۔ کہ وہ اُس کا غم کرتے اور روتے ہیں۔ تو اُس کے ہم جنس مومن کو کس قدر رنج اور غم ہونا چاہئے۔ شریعت میں عمدہ ترین افعال الحب فی اللہ ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ ان اللہ یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلہم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی۔ صحیح مسلم مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۱۷۔ خداوند عالم قیامت کے دن فرمائیگا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو صرف میری عظمت کے سبب ایک دوسرے کو دوست رکھتے تھے نہ کسی دُنیاوی باعث سے۔ آج میں اُن کو سایۂ عاطفت میں جگہ دونگا۔ اسی صفحہ میں دُوسری حدیث اس مضمون کی ہے۔ کہ ایک شخص کسی برادر مومن کی ملاقات کو جارہا تھا۔ اللہ تعالے نے ایک فرشتہ کو اُس کے راہ گذر پر بھیجا جب وہ شخص اُس فرشتہ سے ملا۔ تو فرشتہ نے پوچھا کہ کہاں جاتا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ ایک برادر مومن کی ملاقات کو جاتا ہُوں۔ فرشتہ نے کہا۔ کیا اُس نے تجھ پر کوئی بخشش کی ہے جس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔ اُس شخص نے کہا۔ نہیں بلکہ میں صرف خدا کے لئے اُس کو دوست رکھتا ہُوں۔ فرشتہ نے کہا۔ مجھے اللہ تعالے نے تیری طرف بھیجا ہے۔ اور میں تجھ کو اطلاع دیتا ہُوں۔ کہ اللہ تعالے تجھ کو ایسا ہی دوست رکھتا ہے۔ جیسا تو اُس شخص کو اللہ کے لئے دوست رکھتا ہے۔ اگر کوئی اس حدیث کو غور سے دیکھے۔ تو ہمارے مطلب کے لئے صرف یہ ہی حدیث کافی ہے۔ کہ جب ایک مومن کی زیارت کے لئے جانا عند اللہ یہ درجہ رکھتا ہے کہ اُس کے پاس ملائکہ بشارت دینے کو حاضر ہوتے ہیں۔ تو ایک رئیس المومنین کے مصائب کو یاد کرکے محض حب فی اللہ کے تقاضا سے غمگین ہونا یا رونا کہاں تک اجر رکھتا ہے حب فی اللہ کا ہی تقاضا تھا کہ جناب ابوالبشر آدم علی نبینا وعلیہ السلام ایک سو سال

تک حضرت ہابیلؑ کے غم میں روئے۔ چنانچہ علامہ ثعلبی لکھتے ہیں "وقال سالم بن ابی جعدۃ لما قتل قابیل ھابیل بکی آدم مائۃ سنۃ لا یضحک۔ تاریخ ثعلبی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۷ جناب یعقوب علیٰ نبینا و علیہ السلام کے بارہ فرزندوں میں سے ایک جناب یوسفؑ غائب تھے۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جناب یعقوبؑ کو علم تھا۔ کہ یوسفؑ زندہ ہے۔ پھر اس قدر یوسفؑ کے فراق میں روئے۔ کہ بصارت جاتی رہی +

ہمارے بعض سلیم الطبع مگر سادہ لوح مسلمان اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ رونا اور غم کرنا تو امام حسین علیہ السلام پر جائز ہے۔ مگر ماتم کرنا اور واویلا کرنا جائز نہیں ہے۔ خیال کرنا چاہئے۔ کہ جب حب فی اللہ میں بصارت جیسی شریف چیز کا ضائع کر دینا ایک نبی اللہ کے لئے جائز ہے۔ تو حب فی اللہ میں امام حسین علیہ السلام کیواسطے ماتم کرنا یا چلا کر رونا کیوں جائز نہ ہوگا۔ چونکہ ان آیات مجیدہ میں ہمارے معترضین کے بہت سے اعتراضوں کا جواب قرآن مجید نے دیا ہے۔ اس واسطے ہم اُن کو پورا نقل کرتے ہیں "قال بل سولت لکم انفسکم امراً فصبر جمیل۔ عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا انہ ھو العلیم الحکیم۔ وتولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف و ابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم قالوا تاللہ تفتؤ تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھالکین" (پ ۱۳ سورۂ یوسفؑ) لفظی ترجمہ آیات مجیدہ کا یہ ہے۔ کہ "جب برادران یوسفؑ بنیامین کو مصر میں یوسفؑ کے حوالہ کر کے حضرت یعقوبؑ کی خدمت میں پہنچے۔ تو سارا قصہ بیان کیا۔ کہ بنیامین نے چوری کی تھی۔ اُس کو حاکم مصر نے پکڑ لیا ہے۔ تو یعقوبؑ نے کہا۔ تم اپنے دل سے بات بنا کر لائے ہو۔ پس صبر جمیل ہے۔ یعنی ایسا صبر کرونگا جس کا شکوہ کسی بندہ تک نہ پہنچے۔ مجھے تو امید ہے۔ کہ اللہ میرے سب لڑکوں کو میرے پاس لائیگا۔ اور جناب یعقوبؑ اُن سے علیحدہ جا بیٹھے۔ اور فرمایا (ہائے یوسفؑ)۔ اور اُن کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں۔ اور وہ نہایت اندوہناک اور غمگین تھے۔ یہ حال یعقوبؑ کا دیکھ کر بیٹے کہنے لگے۔ کہ قسم خدا کی آپ یوسفؑ کو ہی یاد کرتے رہینگے۔ یہانتک کہ بیکار ہو جائینگے۔ یا ہلاک ہو جائینگے۔" آیات مجیدہ سے چار امور بصراحت ثابت ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ حب فی اللہ میں رونا چلانا۔ پیٹنا منافی صبر نہیں ہے۔ دوم یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یوسفؑ زندہ ہے۔ سوم حب فی اللہ میں ایک عضو شریف کا معطل کر دینا جائز ہے۔ چہارم نہ صرف روتے روتے اپنی بینائی کا ضائع کرنا بلکہ اپنی حالت کو ہلاکت تک پہنچا دینا جائز ہے۔ کوئی کہہ سکتا

ہے۔ کہ یہ تمام افعال ایک خدا کے نبی سے فانی بیٹے کی محبت میں سرزد ہوئے نہیں۔ وہ بیٹا نبی تھا۔ اس لیئے ایک نبی کو اُس کے ساتھ محبت فی اللہ تھی۔ ہر گاہ حب فی اللہ میں ایک نبی خدا سے ایسے افعال کا سرزد ہونا ممدوح اور مستحسن ہے۔ تو ایک نبی ؐ کے نواسے کیلئے محض الٰہی محبت میں "ہائے حسینؑ" کہکر رونا یا چلانا یا ماتم کرنا کیوں ناجائز ہوگا +

محبت رسولؐ | لایکون احدکم مومنا حتیٰ اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین۔ یہ حدیث بخاری مسلم وغیرہ تمام حدیث کی کتابوں سے ملتی ہے۔ اسی واسطے کسی خاص کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ یعنی رسولؐ خدا فرماتے ہیں "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا۔ تاوقتیکہ وہ مجھ کو اپنے بیٹے سے باپ سے تمامی لوگوں سے زیادہ دوست نہ رکھے" محبت تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جنسیت کی۔ الجنس یمیل الی الجنس۔ دوسری عظمت کی جیسے بیٹے کی اپنے باپ کے ساتھ۔ تیسری رحمت کی۔ جیسے باپ کی محبت بیٹے سے۔ مگر حضرتؐ کا ارشاد ہے۔ کہ ان تینوں محبتوں سے میری محبت اعلیٰ ہو۔ تو کوئی شخص مومن ہوسکتا ہے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ "مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا یُحِبُّ اٰثَارَہٗ" جو شخص جس چیز کو دوست رکھتا ہے۔ اُس کے تمام آثار کو دوست رکھتا ہے۔ پس جو شخص رسول خداؐ کو دوست رکھتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ رسولؐ کے نواسہ امام حسین علیہ السلام کو دوست نہ رکھے۔ یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہے۔ اُس کے ذکر کو بھی دوست رکھتا ہے۔ اب اہل اسلام اس کا خود فیصلہ کرلیں۔ کہ امام حسین علیہ السلام کا ذکر سننا کہاں تک ضروری ہے۔ ساتھ ہی اس کا بھی فیصلہ اپنے دلوں میں کرلیں۔ کہ کسی شخص کو خبر پہنچے۔ کہ اُس کے بیٹے کو یا باپ کو یا کسی دوست کو ایک گروہ نے ناحق تین دن تک پیاسا رکھ کر قتل کردیا ہے۔ اور اُنکی نعشوں پر گھوڑے دوڑائے ہیں۔ اور اُن کو دفن بھی نہیں کیا۔ تو اُس شخص کو یہ خبر سنکر کہاں تک غم کرنا چاہیئے۔ محبت کیا تقاضا کرتی ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مسلمانوں کو ایک محبت تو یہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اُن کے رسولؐ کا محبوب ہے۔ محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہے۔ دوم خود امام حسین علیہ السلام منجملہ اُن اشخاص کے ہیں۔ جن کی محبت باری تعالےٰ نے قرآن میں واجب فرمائی ہے۔ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (پ ۲۵ سورۃ شوریٰ) اس آیہ مجیدہ کے الفاظ کا مفصل بحث اس مختصر رسالہ میں نہیں ہوسکتی۔ جو کچھ اکابر علماء نے اس کی نسبت لکھا ہے۔ وہ مختصر کیا جاتا ہے۔ علامہ ابوبکر شہاب الدین حضرمی نے اپنی کتاب رشفۃ الصادی میں ایک

خطبہ جناب امام حسین علیہ السلام کا درج فرمایا ہے جس میں حضرتؑ نے اس آیہ مجیدہ کو تلاوت فرمایا ہے اور فرمایا۔ انا من اھل بیت الذین افترض اللہ مودتھم علی کل مسلم (رشفۃ الصادی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳) "میں ان اہلبیتؑ میں سے ہوں جن کی محبت اللہ تعالےٰ نے ہر مسلمان پر واجب فرمائی ہے"+

متابعت رسولؐ "قل انکنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"۔ "اے رسول امت کو کہدے۔ کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو۔ تو میری متابعت کرو۔ خدا تم کو دوست رکھیگا۔ رسولؐ کے قول اور فعل کی متابعت اہل اسلام پر ضروری ہے۔ اگر ان تمام روایات کو جمع کیا جائے۔ جو روز ولادت امام حسین علیہ السلام سے تا انتقال جناب رسول خداؐ حضرتؐ کو واقعہ امام حسینؑ یاد کر کے رونے کا اتفاق ہوا۔ تو کئی ہزار تک نوبت پہنچتی ہے۔ بلکہ اس دنیا کو چھوڑنے کے بعد بھی رسول خداؐ امام حسینؑ پر روئے۔ چنانچہ مشہور روایت ہے۔ کہ حضرت ام سلمہ و عبداللہ بن عباس نے بعد شہادت امام حسینؑ رسول خداؐ کو دیکھا۔ کہ حضرتؐ کے ریش مبارک اور سر پر خاک پڑی ہوئی ہے۔ اور ہاتھ میں دو شیشیاں خون کی ہیں اور روتے ہیں۔ مؤلف کتاب انوار الرحمان تنویر الجنان جو ایک سُنی فاضل ہیں شاہ عبدالرحمان دہلوی کے حالات میں لکھتے ہیں۔ کہ شاہ صاحب موصوف روز عاشورہ جامع مسجد میں تشریف فرماتے تھے۔ اور مجمع تمام اکابر حاضر تھا۔ کہ ایک شاگرد کو شاہ صاحب نے حکم دیا۔ کہ خاک لے آؤ۔ وہ طالب علم خاک لایا۔ اور شاہ صاحب نے اس کو اپنے سر اور ریش میں ڈالا۔ اور امام حسینؑ پر رونا شروع کیا۔ جب علماء نے اعتراض کیا۔ تو یہی حدیث شاہ صاحب نے پیش کی۔ علاوہ سنت رسولؐ ہونے کے امام حسینؑ پر رونا سنت ملائکہ ہے۔ چنانچہ حضرت پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں۔ ھبط علی قبر الحسینؑ یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیامہ (مطبوعہ نولکشور صفحہ ۵۴۵) یعنی شہادت کے دن قبر امام حسینؑ پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ جو قیامت تک حضرتؑ پر گریہ و بکا کرینگے۔ پس جس فعل کو رسول خداؐ نے کئی ہزار مرتبہ کیا ہو۔ حتےٰ کہ پس از مرگ بھی اُس کو بجا لائے ہوں۔ اور سنت ملائکہ بھی ہو۔ کیا اہل اسلام کو اس کی بجا آوری ضروری نہیں ہے +

متابعت آل رسولؐ تاریخ اسلام شاہد ہے۔ کہ بعد شہادت امام حسینؑ پانچ سال تک کسی ہاشمی کے گھر دھوآں نہیں نظر آتا

تھا۔ رات دن اسی رونے پیٹنے میں مشغول تھے۔ کہ کھانے پینے کی خبر نہ تھی۔ اور جب تک یہ لوگ زندہ رہے۔ امام حسینؑ پر روتے رہے۔ اُن کے رونے کی تفصیل لکھنا قلم شکستہ رقم کی طاقت سے باہر ہے۔ بخاری نے ذکر کیا ہے۔ کہ جب حسن مثنےٰ بیٹے امام حسنؑ کے فوت ہوئے۔ تو اُنکی والدہ اُنکی قبر پر ایک سال تک خیمہ لگاکر بیٹھی رہیں۔ حضرت رباب بنت امرء القیس حرم محترم جناب امام حسینؑ کے حالات میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ وھی التی اقامت علی قبر الحسین حولا ثم انشدت الی الحول ثم اسم السلام علیکما۔ ومن یبکی حولا کاملا فقد اعتذر (اصابہ جلد اوّل مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲۲۸) یعنی حضرت رباب بعد شہادت امامؑ ایک سال تک قبر پر روتی رہیں +

متابعتِ اصحابِ رسولؐ

حضرت عبداللہ بن عباس ام المومنین ام سلمہ عبداللہ بن عمر زید بن ارقم جابر انصاری سلمان بن حرد خزاعی سہل بن سعید ساعدی تمام وہ مجمع اولاد مہاجرین وانصار کا جو وقت مراجعت امام زین العابدینؑ مدینہ میں موجود تھے امام حسینؑ پر روئے۔ تابعین اور تبع تابعین اس مصیبت میں مبتلا رہے۔ اکابر علماء دین نے اس واقعہ پر اس قدر تصنیفات لکھیں۔ کہ آج تک کوئی واقعہ اس قدر نہیں لکھا گیا۔ اس واقعہ کے سننے میں اس قدر خوبیاں ہیں کہ اگر اُنکو تفصیلاً لکھا جائے تو کئی مجلدات تیار ہو سکتی ہیں۔ یہی واقعہ ہے۔ جو اسلام اور بانی اسلام کی صداقت کا زندہ معجزہ ہے۔ دُنیا میں اس واقعہ کے آثار بطور اعجاز موجود ہیں۔ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کے محرم میں لاہور کے بہت سے حضرات نے نواب صاحب کی مبارک حویلی میں اُس خاک کو بچشم خود معائنہ فرمایا ہوگا۔ جو مسمی امام الدین ساکن ماچھی واڑہ ضلع لودھیانہ لایا تھا۔ کہ وہ خاک پاک عشرہ کے دن بالکل خون ہوگئی تھی اور اُس میں ایک جوش محسوس ہوتا تھا۔ اور اب بھی بفضلہ تعالیٰ موضع سامانہ علاقہ پٹیالہ میں ایک تسبیح خاک مقتل امام حسینؑ موجود ہے۔ اور روز عاشورہ عین ماتم کے وقت مثل خون سرخ ہو جاتی ہے۔ جو صاحب دیکھنا چاہیں۔ روز عشرہ محرم سامانہ میں تشریف لیجاکر دیکھ سکتے ہیں۔ اور بھی اکثر مقامات پر اس قسم کی تسبیحیں اور سجدہ گاہیں سُنی گئی ہیں۔ اس واقعہ کے بیان کرنے سے ثبوت جناب خاتم النبیینؐ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور اسلام کی اشاعت ہوتی ہے۔ اور اس واقعہ کے سننے سے افعال اور اخلاق پر ایک خاص اثر پڑتا ہے۔ اخلاق رذیلہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور اخلاق حسنہ

کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ افعال حسنہ کی بجاآوری میں ہمت بڑھ جاتی ہے دل توبہ اور استغفار کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور اعتقاد درجہ یقین تک پہنچتا ہے۔ اور یہ واقعہ سن کر غمگین ہونے سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ میں اس آخری وجہ کو کسی قدر تفصیل سے لکھتا ہوں۔ اور اسی پر اس مختصر کا خاتمہ ہے۔ قال اللہ تعالےٰ

انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقتلوا وقتلوا لاکفرن عنہم سیاتہم ولادخلنہم جنت تجری من تحتہا الانھر ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب (پ۴ سورہ آل عمران) خلاصہ ترجمہ آیہ مجیدہ کا یہ ہے۔ کہ خداوندعالم فرماتا ہے۔ میں تم میں سے کسی نیک عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ مرد ہو یا عورت۔ رومی ہو یا زنگی پس جن لوگوں نے خدا کے واسطے وطن چھوڑا یا خدا کی وجہ سے وطن سے نکالے گئے۔ اور خدا کی راہ میں اذیت اٹھائی۔ خدا کی راہ میں لڑے اور مارے گئے۔ ہم اُن کی خطاؤں کو اُن کے نامۂ اعمال سے ضرور محو کردینگے۔ اور اُن کو ایسے بہشت میں داخل کرینگے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے اُن کے کئے کا بدلہ ہے۔ اور اللہ کے پاس ہر عمل کا بہتر بدلہ موجود ہے۔ اس آیہ مجیدہ میں پروردگار عالم نے جہاں مہاجرین اور مقاتلین راہ خدا کے اجر کا ذکر فرمایا ہے۔ اُس کے ساتھ ہے۔ اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے راہ خدا میں کسی قسم کی اذیت اٹھائی ہو۔ اذیت عام ہے۔ بدنی ہو خواہ روحانی ہر ایک اذیت کا راہ خدا میں برداشت کرنا عنداللہ ثواب کے لائق ہے۔ پس کسی بندۂ خدا کی مصیبت کا حال سن کر جو اُس کو راہ خدا میں پہنچی ہو محزون اور مغموم ہونا ثواب کا باعث ہے۔ صحیح مسلم میں ایسی احادیث کا ایک باب ہے جن میں بتلایا گیا ہے۔ کہ مومن کا مریض ہونا محزون ہونا حتےٰ کہ اُس کو ایک کانٹا بھی لگ جائے۔ تو عنداللہ لائق ثواب ہے۔

چنانچہ لکھا ہے۔ باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض او حزن او نحو ذالک حتی الشوکۃ التی شاکتہ (فہرست صحیح مسلم مطبوعہ دہلی صفحہ ۵) یعنی یہ باب ہے بیان میں اُس ثواب کے جو مومن کو پہنچتا ہے بسبب مرض کے یا غم کے یا مثل اُس کے حتےٰ کہ ایک کانٹا چبھا ہو۔ ہم اس باب کی دو حدیثیں اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔ عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من شئی یصیب المومن حتی الشوکۃ تصیبہ الا کتب

اللہ بھا حسنۃ او حطت عنہ بھا خطیئۃ (مسلم صفحہ ۳۱۹) جناب عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کوئی ایسی شئے نہیں ہے جو مومن کو تکلیف پہنچائے سختی کہ ایک کانٹا مگر خداوند عالم اُس کے سبب اُس مومن کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھتا ہے۔ یا اُس کے گناہ کو اُس کے نامۂ اعمال سے مٹاتا ہے۔ اس حدیث پر نووی شارح مسلم لکھتا ہے۔ وفیہ تکفیر الخطایا بالامراض والاسقام ومصائب الدنیا وھمومھا وان قلت مشقتھا وفیہ رفع الدرجات بھذہ الامور وزیادۃ الحسنات وھذا ھو الصحیح الذی علیہ جماھیر العلماء۔ یعنی اس حدیث میں اشارہ ہے گناہوں کی معافی کا بسبب دُنیا کی مصیبتوں اور غم اور مرض کے۔ ان امور کے سبب درجات بلند ہوتے ہیں اور حسنات میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور یہ بات جمہور علما کے نزدیک صحیح ہے +

دوسری حدیث "عن ابی سعید وابی ھریرۃ انھما سمعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ما یصیب المومن من وصب ولا نصب ولا سقم ولا حزن حتی الھم یھمہ الا کفر بہ من سیاتہ" (مسلم صفحہ ۳۱۹) ابوہریرہ اور ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ سے ہم نے سُنا کہ فرماتے تھے۔ کہ کوئی مومن درد اور تعب اور مرض اور غم اور ہم میں مبتلا نہیں ہوتا الا خداوند عالم اُس کے سبب اُس کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ پس جب دُنیا کے درد۔ تعب۔ رنج۔ غم۔ ہم۔ گناہوں کی معافی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ تو للہ فی اللہ صرف الٰہی اور ایمانی تعلق سے امام حسین علیہ السلام پر غمگین ہونا اور تکلیف اُٹھانا بدرجہاتم گناہوں کی معافی کا باعث ہوگا۔ محب الدین طبری نے ذخائر العقبیٰ میں اور سید ابوبکر شہاب الدین حضری نے رشفۃ الصادی میں اور امام احمد نے مناقب اور دیگر محدثین نے اپنی اپنی تصنیفات میں ربیع بن منذر سے اور اُس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے "من دمعت عیناہ فینا دمعۃ او قطرت فینا قطرۃ اتاہ اللہ الجنۃ"۔ جس شخص کی آنکھ ہمارے لئے روئی۔ یا ہمارے لئے ایک قطرہ آنسو ٹپکائے۔ خداوند اُس شخص کو اُن آنسوؤں کے بدلہ جنت عطا کریگا جنت کے مشتاقو! دوڑو! تمہارے نبی کے نواسہ نے اپنی اور اپنے عزیزوں کی راہ خدا میں قربانی کر کے تمہارے لئے جنت کا راستہ کیسا سہل اور آسان کر دیا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے ہمراہی جانیں دیکر جنت میں گئے۔ اور تم تھوڑی دیر غمناک ہو کر اور چند آنسو بہا کر جنت کے مستحق ہو سکتے

ہو۔ آؤ اور اپنے دردناک دل سے رو کر دریائے رحمت الٰہی کو جوش میں لاؤ۔ تا عصیاں کی سیاہی دلوں سے صاف ہو کر دل نور ایمان سے معمور ہوں ونعم ما قال المولوی المعنوی فی المثنوی رہ

تا نگرید ابر کے خندد چمن
تا نگرید طفل کے جوشد لبن
کہ برابر مے نہد شاہی مجید
گریہ را در وزن با خون شہید
ز ابر گریاں باغ سبز و تر شود
زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود
طفل یک روزہ نمیداند طریق
تا نگرید کے شود دایہ شفیق
دیدۂ یعقوب بیند روئے او
خویش را گریاں کند بر بوئے او

ہر سال محرم کا مہینہ رحمت الٰہی کو جوش دلانے کا موقعہ دیتا ہے۔ بڑا سیاہ بخت ہے وہ شخص جو ایسی رحمت عامہ سے محروم رہے۔ اور امام علیہ السلام پر آنسو نہ بہائے۔

موج زن قلزم فیض ست کنوں شکل حباب
ہر کرا پر نشود کاسہ تہی بخت آنست

والسلام علی من اتبع الھدیٰ سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ✦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور العین

حصّہ دوم

فی

مجالس الحسینؑ

یا من یعلم احد من لا یعلم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ علی رسولہ محمد وآلہ الطاہرین۔ خاکسار محسن علی سبزواری برادران ایمانی و اخلاء روحانی کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ سال گذشتہ میں رسالہ "نور العین فی جواز البکاء علی الحسینؑ" جس میں مختصر اصول کے طور پر امام حسین علیہ السلام پر رونے کا مدرک بتلایا گیا ہے۔ مومنین لاہور کی انجمن اخوان الصفا نے چھپوا کر مفت تقسیم فرمایا۔ اس رسالہ کے چار حصہ اور حسب ذیل احقر نے ترتیب دیئے ہیں۔ دوسرا حصہ نور العین فی مجالس الحسینؑ۔ تیسرا حصّہ نور العین فی ظہور الآثار العجیبۃ لقتل الحسینؑ۔ چوتھا حصّہ نور العین فی مقابلۃ مصائب الانبیاءؑ بمصائب الحسینؑ۔ پانچواں حصّہ نور العین فی فوائد شہادۃ الحسینؑ۔ زندگی نے وفا کیا اور توفیق الٰہی نے یاری کی۔ تو یہ

پانچوں حصے بحرمت خمسۂ نجباء علیہم السلام وقتاً فوقتاً شائع ہوکر ہدیہ ناظرین ہونگے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

اس حصہ میں مجالس امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا جاویگا یعنی موجودہ زمانہ میں دیکھا جاتا ہے۔ کہ محرم یا غیر محرم میں اکثر اہل اسلام امام حسین علیہ السلام کا واقعہ سننے کے لئے مجالس منعقد کرتے ہیں۔ اور اُن مجالس میں واقعہ کربلا بیان کیا جاتا ہے۔ اور لوگ سنکر روتے ہیں یہ خاص اصطلاح قرار پاگئی ہے۔ کہ جس مجمع میں ذکر واقعہ ہائلہ کربلا کیا جاوے۔ اُس کو مجلس کہتے ہیں چنانچہ محرم کے مہینہ میں جہاں جہاں اس واقعہ کا بیان ہوتا ہو۔ اور لوگ جمع ہوکر سنتے ہوں۔ اُن کو مجلس عزا کہتے ہیں۔ اس رسالہ میں صرف یہ دکھانا ہے۔ کہ آیا ایسی مجالس جن میں ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام ہوتا ہو۔ شرعاً جائز ہیں یا نہیں۔ اور شریعت اسلام میں کسی امر کے جائز ہونے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں۔ اور وہ شرائط مجلس امام حسین علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔

اور اس مختصر کو ایک مقدمہ اور تین فصلوں پر مرتب کیا گیا ہے۔ مقدمہ میں اُن شرائط اور قوانین کا ذکر ہے۔ جن کی رُو سے کوئی امر اسلام میں جائز قرار پاتا ہے۔ فصل اوّل میں اُن مجالس کا ذکر ہے۔ جو امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے پہلے واقع ہوئیں۔ فصل دوم میں وہ مجالس ہیں۔ جو بعد از ولادت و قبل از شہادت امام حسین علیہ السلام وقوع میں آئی ہیں۔ فصل سوم مجالس بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام

مقدمہ

اُن قواعد کے بیان میں جن سے کوئی امر شرعاً جائز قرار پاتا ہے

تمام امت اسلام کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ اسلامی قانون اوّل کتاب الٰہی یعنی قرآن مجید ہے۔ جو امر قرآن مجید کے خلاف ہو۔ وہ کسی طرح بھی اسلام میں جائز نہیں ہوسکتا۔ اور جس قدر امور قرآن مجید کے موافق ہوں سب جائز ہیں۔ دوسرے حدیث رسول سب سے پہلے اس کا سمجھ لینا

ضروری ہے۔ کہ حدیث کس کو کہتے ہیں۔ حدیث محدثین کی بول چال میں قول رسولؐ، فعل رسولؐ۔ تقریر رسولؐ کو کہتے ہیں۔ یعنی جو کچھ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان مبارک سے فرمایا۔ اُس کو حدیث کہتے ہیں۔ اور جس کام کو حضرتؐ نے خود کیا۔ اُس کو بھی حدیث کہتے ہیں۔ اور تقریر کے یہ معنی ہیں۔ کہ ایک امر رسولؐ کے سامنے کسی شخص نے کیا۔ اور حضرت نے اُس کو منع نہیں فرمایا۔ وہ بھی حدیث ہے۔ یعنی اُس شخص کا فعل بھی کسی امر کے جائز ہونیکے لئے قانون ہے۔ سب سے پہلا گروہ جس نے رسولؐ کی زبان مبارک سے احکام سنے۔ اور حضرتؐ کی حرکات سکنات کو آنکھوں سے دیکھا۔ اور حضرت رسولؐ نے ان کے افعال کو ملاحظہ فرمایا بحکم آیہ کریمہ" انذر عشیرتك الاقربین" رسول خداؐ کے قرابتی ہیں۔ یعنی اہلبیت رسولؐ۔ پھر وہ لوگ جو رسول خداؐ کی صحبت میں رہے۔ اس بناپر قول اہلبیت رسولؐ فعل اہل بیت رسولؐ تقریر اہل بیت رسولؐ بھی حدیث ہے۔ اور ایسے ہی صحابی کا قول۔ بعض کے نزدیک صحابی کا فعل اور صحابی کے سامنے کسی فعل کا کیا جانا بھی حدیث ہے۔ اور بعض علماء نے اسکو اور وسعت دی ہے۔ یہاں تک کہ تابعی کا قول اور تابعی کا فعل اور تابعی کے سامنے کسی فعل کا کرنا اور اُس تابعی کا اُس کو منع نہ کرنا بھی حدیث قرار دی گئی ہے اگرچہ ان تمام اقسام کے نام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مگر حدیث سب کو کہتے ہیں پہلا قانون کتاب الٰہی جس کا خود دعوٰے ہے۔ کہ" لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین" یعنی خشکی اور تری کا کوئی واقعہ یا کوئی حکم ایسا نہیں۔ جو اس کتاب یعنی قرآن مجید میں درج نہ ہو۔ اس قسم کی اور بہت سی آیات مجیدہ قرآن شریف میں موجود ہیں۔ جن سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ تمام ضروریات اسلام بلکہ تمام ضروریات انسانی پر قرآن مجید حاوی ہے۔ نہیں بلکہ جملہ ضروریات عالم کو جامع ہے۔ لیکن ہر شخص کو یہ ملکہ حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ قرآن مجید سے تمام احکام نکال لے۔ کیونکہ قرآن مجید پر کوئی علم حاوی نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید تمام علوم پر حاوی ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ محوی حاوی پر احاطہ نہیں کرسکتا۔ دیکھو اس مثال کو 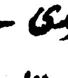 ۔ اور جب تک کسی چیز پر احاطہ نہ ہو سکے اُس کا علم نہیں ہو سکتا۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہر علم اور ہر فن کے واسطے ایک ملکہ ضروری ہے۔ جو کہ اُس علم یا اُس فن کے اُستاد کامل کے پاس تعلیم پانے سے حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید اُس عالم بالذات کا کلام ہے۔ جس نے تمام علوم وفنون خلق فرمائے تاوقتیکہ

اُس سے رابطہ نہ ہو۔ اور وہ خود اُس کی تعلیم نہ فرمائے۔ قرآن فہمی کا ملکہ کسی طرح حاصل ہونا ممکن نہیں ہے "الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان"۔ چنانچہ اس ملکہ کے حاصل کرنے کے واسطے اُس نے خود قانون مقرر فرما دیا ہے۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ یعنی تقویٰ و پرہیزگاری اپنا شعار کرو۔ خدا تمکو تعلیم دیگا۔ پس اس قانون مقررہ خداوندعالم کی رو سے جس جس اندازہ پر کوئی اپنے آپ کو متقی بنائے۔ اُسی مقدار پر علم قرآن اُس کو حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ ذات مقدس سرور کائنات خلاصۂ موجودات کا تقویٰ اُس حد کمال تک پہنچا ہے جہاں تک کہ خداوندعالم کو منظور ہے۔ اس لئے قرآن فہمی کا کامل ملکہ جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوندعالم کی طرف سے حاصل ہوا ہے۔ بلکہ اصل قرآن اُنہی کے سینے میں ہے۔ اور اُس کا حقیقی علم اُسی کو دیا گیا ہے "ان علینا جمعہ وقرانہ"۔ ہم پر ہے اس کا جمع کرنا تیرے سینہ میں اور اس کا پڑھا دینا "فاذا قراناہ فاتبع قرانہ" جب ہم اس کو پڑھ چکیں پھر تم اُس کی متابعت سے پڑھا کرو "ثم ان علینا بیانہ"۔ پھر ہم پر ہے اس کا سمجھا دینا۔ پس رسول ص نے اس بیان کو سمجھ کر جو کچھ ارشاد فرمایا۔ وہ سب اسی قرآن سے ہے۔ اسی وجہ سے خداوندعالم رسول ص کی شان میں فرماتا ہے "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ" یعنی ہمارا رسول ص خواہش نفسانی سے کوئی حکم نہیں دیتا۔ بلکہ جو کچھ وہ فرماتا ہے۔ وحی الٰہی سے ماخوذ ہے۔ پس اس فرمان رسول ص کو اہل اسلام حدیث کہتے ہیں۔ اور چونکہ رسول ص کی تمام حرکات سکنات حکم قرآنی سے وابستہ ہیں۔ اس واسطے فعل رسول ص بھی حدیث کہلاتا ہے مسلمان ہو کر کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ عمل رسول ص خلاف قرآن تھا۔ یا قول رسول ص خلاف قرآن ہو۔ اور ایسے ہی جو فعل رسول ص کے سامنے کیا گیا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ فعل خلاف قرآن ہو۔ اور رسول اُس سے منع نہ فرماویں۔ اس واسطے تقریر رسول بھی حدیث ہے۔ اب آئندہ سلسلہ علم قرآن اس طرح پر قرار پاتا ہے کہ خداوندعالم سے فہم قرآن جناب رسول ص نے جو ہماری جنس سے ایک انسان ہیں حاصل کر لیا۔ اب تو انسانوں کے لئے بہت سہل ہو گیا۔ کہ ایک بالاتر طاقت سے رسائی ہونی مشکل تھی۔ اب وہ ایک اپنے ہم جنس سے رسائی پیدا کر سکتے ہیں۔ پس جس قدر رسالت سے کسی کو قرب حاصل ہو۔ اُسی قدر فہم قرآن اُس کو حاصل ہوگا قرب رسول ص دو قسم پر ہے۔ قرب صوری۔ قرب معنوی۔ قرب صوری سے مراد وہ قرابت ہے جو رسول خدا ص کے ساتھ نسب میں قرابت ہو۔ اور قرب معنوی سے متابعت رسول خدا

مراد ہے۔ یعنی متابعت سے قرب رسولؐ حاصل کرنا۔ چونکہ اہل بیتؑ رسولؐ کو حضرت رسولؐ کے ساتھ دو قرب حاصل ہیں۔ قرب صوری اور قرب معنوی۔ اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ ایک سے دو کی طاقت زیادہ ہوتی ہے۔ پس پہلا گروہ جو قرآن فہمی کا زیادہ مستحق ہے۔ وہ اہلبیتؑ رسولؐ ہیں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہیں۔ جو معلم کامل کی صحبت میں رہے۔ بعد ان کے وہ لوگ ہیں۔ جو اہل بیتؑ رسولؐ یا اصحاب رسولؐ کی صحبت میں رہے۔ اس قدر مختصر تمہید کے بعد گزارش ہے۔ کہ مجلس امام حسین علیہ السلام کی نسبت ان مذکورہ طریقوں کے مطابق تحقیقات کی جاویگی۔ اوّل قرآن۔ دوم قول رسولؐ۔ سوم فعل رسولؐ۔ چہارم تقریر رسولؐ۔ پنجم قول اہلبیتؑ۔ ششم فعل اہلبیتؑ۔ ہفتم تقریر اہلبیتؑ۔ ہشتم قول صحابہ۔ نہم فعل صحابہ۔ دہم تقریر صحابہ۔ یازدہم قول تابعی۔ دوازدہم فعل تابعی۔ سیزدہم تقریر تابعی۔ چہاردہم اقوال و طرز عمل اکابر اہل اسلام ✦ ختم ہوا مقدمہ بحق چہاردہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام ✦

فصل اوّل اُن مجالس کے بیان میں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے پہلے واقع ہوئیں

دُنیا میں امام حسینؑ کی پہلی مجلس

قرآن مجید اور احادیث اہلبیتؑ نبوت سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ذکر شہادت جناب امام حسینؑ دُنیا میں آج شروع نہیں ہوا۔ بلکہ جب سے سلسلہ بنی آدم دُنیا میں قائم ہوا اُس وقت سے آج تک برابر ذکر حسینؑ قرناً فقرناً وقتاً فوقتاً ہر نبی اور ہر ولی کی زبان سے ہوتا ہوا چلا آیا۔ اور اسی طرح تا قیام قیامت چلا جائیگا۔ بلکہ قیامت کے دن یہ واقعہ تمام مخلوقات کو

دکھایا جائیگا۔ جیسا کہ اپنے موقع پر سلسلہ مجالس میں تحریر ہوگا۔ ابتدائے آدم علیہ السلام سے
تا حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی زمانہ ذکر امام حسین علیہ السلام سے
خالی نہیں رہا۔ چنانچہ صاحب معارج النبوۃ و دیگر مؤرخین اسلام نے اپنی اپنی تاریخوں میں نقل
کیا ہے کہ جس زمانہ میں خداوند عالم نے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو بہشت میں سکونت
عطا فرمائی جبرئیل امین کو حکم ہوا کہ آدم کو منازل جنت کی سیر کراؤ چنانچہ جبرئیل حضرت آدم کو سیر
جنت کراتے ہوئے ایک عالیشان قصر میں لیگئے جس کی عمارت سونے اور چاندی کی تھی۔
اور زمین اس قصر کی تمام زمرد سبز کی تھی۔ اس قصر میں ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہوا تھا
اور تخت پر ایک قبہ نور تنا ہوا تھا۔ اور اس تخت پر ایک بی بی نہایت پاکیزہ صورت تشریف
فرما تھی۔ اس بی بی کے سر اقدس پر ایک تاج نور کا اور گردن مبارک میں ایک قلادہ نور اور
دونوں کانوں میں گوشوارے لآلی آبدار سے پہنے ہوئے۔ آدم علیہ السلام نے حضرت
جبرئیل سے دریافت فرمایا۔ کہ یہ معظمہ کون ہے؟ جبرئیل نے عرض کی۔ یہ فاطمہ بنت محمد نبی
آخر الزمان ہے۔ اس کے سر پر جو تاج ہے۔ وہ اس کا پدر عالیقدر حضرت محمد رسول اللہ
ہے۔ اور اس کی گردن میں جو قلادہ ہے۔ وہ اس کا شوہر عالی منزلت علی ابن ابی طالب
ہے۔ اور اس کے کانوں میں جو دو گوشوارے ہیں۔ وہ اس کے فرزند حسن اور حسین
ہیں۔ آدم علیہ السلام نے اس تخت پر جو قبہ نور تھا اس پر نظر فرمائی۔ تو اس قبہ کے پانچ در
تھے۔ اور ہر در پر ایک کلمہ بقلم نور لکھا ہوا دیکھا۔ پہلے در پر تھا "انا المحمود وھذا محمد"
دوسرے در پر "انا العلی الاعلی وھذا علی" تیسرے در پر "انا فاطر السموات وھذہ فاطمہ"
چوتھے در پر "انا المحسن وھذا الحسن" اور پانچویں در پر "منی الاحسان وھذا الحسین"
جبرئیل نے فرمایا کہ اے آدم۔ ان اسمائے مبارکہ کو یاد رکھ۔ شاید کسی وقت یہ تیرے
کام آویں۔ بعد اس کے کہ جناب آدم دنیا میں تشریف لائے انہیں اسمائے مبارکہ کو وسیلہ
کر کے دعا مانگا کرتے تھے۔ صاحب در الثمین جو اجلہ علماء شافعی سے ہیں تفسیر میں آیۂ
مجیدہ "فتلقی آدم من ربہ کلمات" کے نقل فرمایا ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام نے بحکم
رب جلیل آدم علیہ السلام کو یہ دعا تعلیم فرمائی "یا حمید بحق محمد یا عالی بحق علی
یا فاطر بحق فاطمہ۔ یا محسن بحق الحسن و یا صاحب الاحسان بحق الحسین علیہما
ذلک الحسنین سالت دعوہم۔ آدم علیہ السلام نے ان اسمائے مبارکہ کا ورد شروع کیا۔

جب نام حسینؑ لیا۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ اور دل پر صدمہ گزرا۔ قال یا اخی جبرئیل فی ذکر الخامس ینکسر قلبی وتسیل عبرتی۔ فرمایا اے جبرئیل کیا وجہ ہے۔ کہ جب میں پانچویں بزرگوار کا ذکر کرتا ہوں۔ بے اختیار میرے دل پر ایک صدمہ گزرتا ہے۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ قال جبرئیل ولدک ھذا یصاب مصیبۃ تصغر عندھا المصائب۔ جبرئیلؑ نے عرض کی کہ اس تیرے بیٹے پر اس قدر مصائب گذرینگے کہ اُن کے سامنے تمام دُنیا کے مصائب حقیر ہیں۔ آدمؑ نے فرمایا۔ وہ کیا کیا مصائب ہونگے۔ قال یُقتل عطشاناً غریباً وحیداً فریداً لیس لہ ناصر ولا معین۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے آدمؑ۔ یہ حسینؑ پیاسا تنہا غریب الوطن ایسی حالت میں قتل کیا جائیگا۔ کہ کوئی اس کا مددگار و معین نہ ہوگا۔ اُس کو گوسپند قربانی کی طرح ذبح کر دینگے۔ اور اس کے مال کو لوٹ لینگے۔ اور اس کے سر اقدس کو شہر بشہر نوک نیزہ پر تشہیر کرتے۔ اور اس کے عیال و اطفال کو قیدی بنائینگے۔ فبکی ادم و جبرئیل بکاء الثکلی۔ اس بیان کے بعد آدم اور جبرئیلؑ اس طرح روئے جیسے کسی عورت کا جوان بیٹا مرجاتا ہے (مؤلف) گویا عالم دُنیا میں یہ پہلی مجلس ہے امام حسینؑ کی جس میں ذاکر جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اور سامع حضرت آدم علیہ السلام +

زمانہ نوحؑ میں مجلس امام حسینؑ

روایات اہلبیت علیہم السلام میں وارد ہوا ہے۔ کہ جناب نوح علیہ السلام نے جب کشتی تیار کی۔ تو جبرئیل علیہ السلام پانچ عدد میخ آہنی لیکر خدمت نوح میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اے نبی اللہ ان پانچوں میخوں کو کشتی کے پانچوں کونوں پر اس کیفیت سے لگا دو کہ پہلی میخ لگاتے وقت کہو "بحق محمدؐ وانت المحمود" اور دوسری پر کہو "بحق علیؑ وانت الاعلٰی" اور تیسری پر کہو "بحق فاطمہؑ وانت فاطر السموات" اور چوتھی پر کہو "بحق الحسنؑ وانت المحسن" اور پانچویں پر کہو "بحق الحسینؑ وانت قدیم الاحسان"۔ حضرت نوحؑ نے ان میخوں کو لگانا شروع کیا۔ جب پانچویں میخ پر پہنچے۔ تو اُس میخ سے خون جاری ہوا۔ اور نوح علیہ السلام کے قلب پر ایک صدمہ سا طاری ہوا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ اس پر حضرت نوحؑ نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا۔ کہ اس میخ میں کیا خصوصیت تھی۔ کہ لگانے سے خون جاری ہوا۔ اور میرے دل پر صدمہ پہنچا۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے واقعۂ کربلا سنایا۔

اور نوح علیہ السلام روئے۔ اس روایت کو معارج النبوۃ نے کسی قدر کمی بیشی سے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ اس مجلس میں ذاکر جبرئیل علیہ السلام اور سامع حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

زمانۂ ابراہیمؑ میں مجلس امام حسینؑ

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے آٹھویں امام جناب ابوالحسن علی ابن موسٰے رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ جس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام بحکم پروردگار اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے واسطے لے گئے۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو لٹا کر گلے پر چھری پھیرنی شروع کی۔ چھری نے گلوئے اسمٰعیلؑ کو نہ کاٹا۔ حضرت ابراہیمؑ نے چھری کو غصہ سے پھینک دیا۔ اور حیرت میں تھے۔ کہ شاید میری قربانی منظور الٰہی نہیں ہوئی۔ کہ جبرئیل بحکم رب جلیل دنبہ ہمراہ لئے ہوئے آئے۔ اور کہا۔ اے خلیل پروردگار جلیل بعد تحفۂ سلام فرماتا ہے۔ کہ تم تمام مخلوقات سے زیادہ کس کو دوست رکھتے ہو۔ حضرت ابراہیمؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ خداوندا تیرے حبیب محمدؐ سے زیادہ میں کسی کو دوست نہیں رکھتا۔ حکم الٰہی ہوا کہ تم اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو زیادہ دوست رکھتے ہو۔ یا خاتم النبیینؐ کے بیٹے حسینؑ کو زیادہ دوست رکھتے ہو۔ ابراہیمؑ نے عرض کی۔ بلکہ حضرت محمدؐ کے بیٹے حسینؑ کو زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ حکم ہوا کہ تمہارے بیٹے اسمٰعیلؑ کا تمہارے ہاتھ سے ذبح ہونا تمہارے دل کو زیادہ صدمہ پہنچاتا ہے یا محمد الرسول اللہؐ کے بیٹے کا دشمنوں کے ہاتھ سے پیاسا قتل ہونا زیادہ رنج پہنچاتا ہے۔ ابراہیمؑ نے عرض کی۔ بلکہ محمدؐ کے بیٹے کا دشمنوں کے ہاتھ سے ذبح ہونا میرے دل کو زیادہ صدمہ پہنچاتا ہے۔ پس حکم ہوا۔ اے ابراہیمؑ محمدؐ کا بیٹا حسینؑ تین روز کا پیاسا دشت کربلا میں ذبح ہوگا۔ حضرت ابراہیمؑ اس واقعہ کو سن کر بہت روئے۔ حکم ہوا۔ اے ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کے ہاتھ پاؤں کھول دو۔ اور اس دنبے کو قربانی کرو۔ ہم نے تمہاری اس دلی ہمدردی کو تمہارے بیٹے اسمٰعیلؑ کے بدلے قبول کیا۔ امام فرماتے ہیں۔ کہ یہی تفسیر ہے آیۂ مجیدہ وفدینا بذبح عظیم کی۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ اس مجلس میں ذاکر زبان قدرت ہے۔ اور سامع حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد صاحب شریعت اور نبی اولوالعزم جناب موسٰے علٰے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور ان پر توراۃ نازل ہوئی۔ اور بعد جناب موسٰے علیہ السلام عیسٰے علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی مگر ان دونوں کتابوں کی نسبت

قرآن مجید تصدیق فرماتا ہے کہ ان میں مقتولین راہ خدا کے حالات اور ان کی نسبت جو جو وعدے ہیں وہ ان میں درج ہیں +

خداوند عالم سورۂ مبارکہ توبہ میں ارشاد فرماتا ہے "ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التورٰیۃ والانجیل والفرقان۔ خلاصہ ترجمہ آیہ مجیدہ ظاہرا یہ ہے (بیشک اللہ تعالٰے نے اہل ایمان سے خرید فرمایا ہے اُن کی جانوں کو اور مالوں کو بعوض بہشت کے۔ وہ ایسے مومن ہیں۔ جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں پھر وہ دشمنان دین کو قتل کرتے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ سے خود شہید ہوتے ہیں۔ بموجب اس سچے وعدہ کے جو اُنکی نسبت توراۃ اور انجیل اور قرآن میں درج ہے۔ آیہ مجیدہ نہایت صاف ہے۔ زیادہ تصریح کی ضرورت نہیں۔ کہ مومنین مقتولین راہ خدا کے واقعات اور اُن سے جو جو کچھ انعامات کے وعدے ہیں۔ وہ سب توراۃ۔ انجیل۔ قرآن میں درج ہیں۔ اگرچہ آیۂ مجیدہ تمام مومنین مقتولین راہ خدا کو شامل ہے۔ لیکن امام حسین علیہ السلام کے لئے پانچ وجوہات سے خصوصیت رکھتی ہے۔ اوّل وہ جنس جس کا خداوندعالم خریدار ہو نہایت نفیس اور پاک ہونی چاہیئے۔ اور حسین علیہ السلام باتفاق امت آیۂ تطہیر میں داخل ہیں۔ تمام ادناس صوری اور معنوی سے پاک اور مطہر ہیں۔ اور بموجب آیہ مباہلہ فرزند نبوت ہیں۔ اور بموجب حدیث حسینؑ منی جزو بدن رسول الثقلین۔ پس اس واسطے خداوند عالم کی خریداری کے لئے حضرت امام حسین علیہ السلام فرد خاص ہیں۔ اور اس آیۂ مجیدہ میں وہ خاص مراد ہیں۔ دویم آیۂ مجیدہ میں شرط ایمان ہے یعنی اللہ تعالٰے نے اہل ایمان سے اُن کا جان اور مال خرید لیا۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جہاں بہت سے افراد مراد ہوں وہاں فرد کامل خاص طور پر مراد ہوتا ہے۔ پس امام حسین علیہ السلام کا ایمان بموجب حدیث "سیدا شباب اھل الجنۃ" (یعنی حسینؑ بہشتی جوانوں کا سردار ہے) قطعی الصدور ہے۔ اس واسطے اس آیہ کے مصداق ہونے میں کل مومنین سے ممتاز ہے۔ سویم حسب قرارداد شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی شہادت امام حسین علیہ السلام عین رسولؐ کی شہادت ہے۔ جب شہادت حسینؑ رسولؐ کی شہادت ٹھیری۔ تو آیہ مجیدہ بالکل مختص ہوگی امام حسین علیہ السلام کے لئے۔ چہارم بموجب تحریر شاہ صاحب موصوف شہادت امام حسینؑ کامل تر شہادت ہے۔ آیہ مجیدہ کو کامل تر سے

خصوصیت ہے۔ پنجم توراۃ و انجیل اور صحف انبیاء میں جو شہادت کا ذکر ہے۔ وہ تمام امام حسینؑ پر صادق آتا ہے نہ کسی اور شہید پر۔ اس لئے آیہ مجیدہ کا خاص مصداق امام علیہ السلام ہے پس بموجب آیہ مجیدہ جب سے توراۃ اور انجیل نازل ہوئیں۔ حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ اور اُن کی اُمتوں میں ذکر امام حسین علیہ السلام جاری رہا۔ تفصیلاً ہو یا اجمالاً۔ اگرچہ آیہ مجیدہ کے نقل کرنے کے بعد مضمون کو طوالت دینا ضروری نہیں۔ ہمارے مطلب کے اثبات میں آیہ مجیدہ کافی ہے۔ لیکن اس مقام پر ایک دو آیتیں توراۃ کی نقل کی جاتی ہیں۔ تا قرآن مجید کا دعوےٰ "مصدقا لما بین ایدیکم" ثابت ہو جائے۔ توراۃ کتاب احبار باب ۲۳ آیت ۲۶ میں خداوند عالم جناب موسےٰ علےٰ نبینا و علیہ السلام کو ارشاد فرماتا ہے۔ کہ تم اس غم کو باقاعدہ سال بسال بنی اسرائیل میں جاری کرو۔ چنانچہ اصل عبارت توراۃ عبرانی درج کی جاتی ہے (بالفاظ عربی):۔

وَیدَبیر یھواہ اِل مُوشِہ لِی مُور دَبیر اِل بنی یِسرائیل لِی مُور بحُودِش ھَشِّی عِی باحاد لحُودِش یھیہ لاکم شَبَاتُون زِکرُون تِروعاہ مِقرا قودِش +

یعنی خداوند عالم نے جناب موسےٰ سے فرمایا کہ "اے موسےٰ بنی اسرائیل سے کہو۔ کہ ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ سے تمہارے لئے خاص قسم کا سبت یادگار ہوگا (جس میں اعمال مندرجہ ذیل ہونگے) تُرہی کی دردانگیز آوازوں سے لوگوں کو رُلانا۔ (اور جو مجلس اس امر کے لئے قائم ہوگی) وہ میرے نزدیک مقدس مجمع ہوگا +

کُل مِلیکِت عبوداہ لو تعسُو وِھقر بتم اِشّہ لیھواہ وَیدَبیر یھواہ اِل مُوشِہ لِی مُور اَک بِعاسُور لحودِش ھشبیعی ھزِہ یوم ھکفوریم ھو مِقرا قودِش یھیہ لاکم وَعِنیتم اِت نفشوتیکم وھقربتم اِشّہ لیھواہ وِکول ملاکاہ لو تعسو بعصم ھیُوم ھزِہ کی یوم کفوریم ھو لکفیر علیکم لِفنی یھواہ الوھیکم +

(اور ان ایام میں) تمام کار و بار دنیوی کو یک لخت ترک کر دینا۔ اور خداوند کے حضور میں ذبیحہ نذر کرنا۔ پھر خداوند عالم نے جناب موسےٰ علیہ السلام کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ اس ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ بھی کفارہ کا دن ہوگا۔ اور جو مجمع یہ کام کریگا۔ وہ میرے نزدیک پاک اور مقدس ہوگا۔ اور تم لوگوں کو لازم ہے کہ اس دن اپنے آپ کو غمزدہ بناؤ۔ اور خداوند کے لئے ذبیحہ نذر گذرانو

اور بالخصوص اُس دن کوئی کام نہ کرنا۔ کیونکہ وہ کفارہ کا دن ہے۔ کہ تم خداوند اپنے خدا کے آگے
اپنے لئے کفارہ دو ۔

کی کول ہنفش اشر لو تعنہ بعصم ہیوم ہزہ ونکرتاہ معیمہا وکول
ہنفش اشر تعسہ کول ملاکاہ بعصم ہیوم ہزہ وہابدتی ات ہنفش
ہہو مقرب عماہ کول ملاکاہ لو تعسو حقت عولام لدورتیکم بکول مشبوتیکم
شبت شباتون ہو لاکم وعنیتم ات نفشوتیکم بتشعاہ لحودش باعرب
معرب عد عرب تشبتوا شبتکم ۔

اور جو کوئی انسان عین اُس دن میں غمگین نہ ہوگا۔ تو وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا۔ اور جو انسان عین اُس دن میں کوئی کام کریگا۔ تو میں اُس انسان کو اُس کی قوم سے فنا کر دونگا۔ اُن ایام میں تم کسی طرح کا کام مت کرنا۔ یہ حکم تمہارے سارے گھروں میں تمہارے عام فرقوں کے لئے قانون ابدی ہوگا۔ یہ سبت تمہارے لئے تمام کاروبار ترک کرنے کا سبت ہوگا۔ اور اُس مہینے کے نویں دن کی شام سے دسویں دن کی شام تک اپنے آپ کو نہایت مصیبت زدہ بناؤ۔ اور ہرگز ہرگز کوئی کام دُنیاوی نہ کرنا ۔ اصل عبارت توریت ختم ہوئی ۔

بنی اسرائیل کا قمری سال رجب سے شروع ہوتا تھا۔ اس واسطے اُن کا ساتواں مہینہ محرّم ہے۔ توریت کی ان آیات میں خداوند عالم نے عشرہ محرم کے احکام بنی اسرائیل کو تعلیم فرمائے ہیں۔ ان آیات کی تفسیر مفصل تحریر کی جاوے۔ تو ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمارے اثبات مطالب کیلئے اسی قدر کافی ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں عشرہ محرم ہوتا تھا۔ اور اُن کو حکم تھا۔ کہ اس مہینہ کی پہلی تاریخ سے دُنیاوی کاروبار چھوڑ دیں۔ اور مجالس برپا کر کے درد انگیز الحانوں سے لوگوں کو رلائیں۔ اور اپنے نفسوں کو غمگین بنائیں۔ اور خدا کی خوشنودی کے لئے ذبیحہ نذر کریں۔ اور خصوصاً نویں تاریخ کی شام سے دسویں تاریخ کی شام تک اپنے آپ کو سخت مصیبت زدہ بنائیں۔ اور یہ رسم اور یہ قانون بنی اسرائیل کے تمام گھروں میں اور تمام نسلوں میں ابدی ہوگا۔ قیامت تک جاری رکھا جائیگا۔ اور رہیگا۔ توریت کے ان احکامات کو جو عشرۂ محرم کی نسبت تھا۔ اہل بیت رسول ؐ کے اُن احکام سے جو ماہ محرم کے اس عشرہ کی نسبت وارد ہوئے ہیں مطابق کیا جائے۔ تو سر مو فرق نہیں ہے۔ صرف اُس وقت اور اِس وقت کی اصطلاحات کا فرق ہے۔ مفہوم بالکل ایک ہے۔

صحیفہ یرمیاہ نبی باب ۴۶ - آیت ۱۰ - کی ذبح لأدو نای یہوہ ضبا أوت بارض صافون ال نہر فرات (ترجمہ) کیونکہ خداوند رب الافواج کے لئے زمین صفین میں نہر فرات کے کنارے پر ایک بڑی قربانی مقرر ہے +

یوحنا مقدس کی پیشین گوئیاں اور یرمیاہ نبی کے مرثیے صحائف سابقہ میں کثرت سے ہیں - جو ایک بالبصیرت نظر تلاش کر سکتی ہے - یہ دو مقام جو نقل کئے گئے ہیں - بلاکسی تاویل کے صاف بتلا رہے ہیں - کہ امم سابقہ میں قربانی کنارۂ فرات کے برابر تذکرے ہوتے رہے ہے - یہاں تک کہ ظہور اسلام ہؤا زمانۂ رسالت جناب رسول خدا خاتم الانبیاء احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں علماء اہل کتاب کثرت سے موجود تھے - چنانچہ جابجا قرآن مجید اُن کو یا اھل الکتاب کرکے خطاب فرماتا ہے - اور اُنہیں کی شان میں ارشاد فرماتا ہے - منھم قسیسین ورھبانا وّھم لایستکبرون یعنی اہل کتاب میں سے قسیسین اور رہبان ہیں - جو تکبر نہیں کرتے " بہت سے علماء اہل کتاب مشرف باسلام ہوئے - اس مقام پر ہم اُن کے بیانات لکھتے ہیں - کہ وہ اس واقعہ کو قبل از وقوع اپنی آسمانی کتابوں سے جانتے تھے - صاحب روضۃ الشہداء ملا حسین کاشفی نقلاً عن مصابیح القلوب لکھتے ہیں کہ کعب الاحبار جو علماء یہود سے تورات کا بڑا عالم تھا - اور مشرف باسلام ہؤا تھا - ایک روز اہل مدینہ کو اُن تمام فتنوں کی خبریں سُنا رہا تھا - جو اُس نے کتب سابقہ میں اس امت کی نسبت پڑھے تھے - اور اسی کے ذیل میں اُس نے بیان کیا - کہ عظیم ترین واقعہ اس امت میں قتل حسین علیہ السلام ہے - اور میں نے کتب سماوی میں ایسا پڑھا ہے - کہ حسینؑ کی شہادت پر آسمان سے خون برسیگا - اور قسم ہے کعب کو اُس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں کعب کی جان ہے - کہ میں نے کتب سماوی میں ایسا پڑھا ہے - کہ جب حسینؑ کو شہید کرینگے - ایک گروہ ملائکہ آسمان سے نازل ہوگا - اور تا قیامت قبر حسینؑ پر گریہ کریگا - اور ہر شب جمعہ ستر ہزار فرشتے اُس کی قبر پر نازل ہونگے - اور تمام رات زاری کرینگے - اور صبح اپنی عبادتگاہ کی طرف پھر جا ینگے - اہل آسمان امام حسینؑ کو ابو عبد اللہ المقتول کہتے ہیں - اور زمین کے فرشتے ابو عبد اللہ المذبوح کہتے ہیں - اور دریا کے فرشتوں میں حسینؑ المظلوم مشہور ہے - اور ہوا کے فرشتے حسینؑ الشہید کہکر پکارتے ہیں - نطنزی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ عبد الرحمان بن مسلم بیان کرتا ہے - کہ میرا باپ بیان کرتا تھا - کہ میں جنگ روم میں شامل

تھا۔ ہمارا مقام ایک روز ایک کنیسہ کے قریب ہوا۔ جو شہر قسطنطنیہ کے قریب تھا۔ ہماری ایک جماعت اس کنیسہ کو دیکھنے گئی۔ جن میں میں بھی شامل تھا۔ ہم نے وہاں پر ایک پتھر پایا۔ جس پر یہ اشعار کندہ تھے :۔

"اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب"

کیا وہ امت جس نے حسینؑ کو قتل کیا۔ روز قیامت اس کی جد سے شفاعت کی امید رکھتی ہے۔

فلا واللہ لا نلتم یقینا وھم یوم القیامۃ فی العذاب

قسم ہے خدا کی وہ کبھی شفاعت رسولؐ نہیں پا سکتے۔ بلکہ وہ قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلا ہونگے۔

ہم نے ایک بڈھے رومی سے اس کتبہ کا حال دریافت کیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ تمہارے نبیؐ کی بعثت سے پانچ سو سال پہلے کا یہ نوشتہ ہے۔ علامہ دمیری شافعی نے اپنی کتاب حیواۃ الحیوان میں لکھا ہے۔ کہ روایات معتبرہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ جماعت جو سرہائے شہدا کو دمشق کی طرف لے جارہی تھی۔ اثنائے راہ میں ایک دیر کے قریب پانی کا ایک کنواں تھا۔ اس کے قریب لشکر نے مقام کیا۔ اور چند اشخاص پانی لانے کی غرض سے اس چاہ پر گئے۔ تو انہوں نے دیکھا۔ کہ اس کوئیں کی دیواروں پر یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں "اترجوا امۃ قتلت حسینا" الی اخر بہت متعجب ہوئے۔ اور اس دیر کے راہب سے دریافت کیا۔ کہ یہ اشعار کس نے لکھے ہیں اور کب کے لکھے ہوئے ہیں۔ راہب نے کہا۔ کہ مجھ کو یہ تو معلوم نہیں۔ کہ یہ اشعار کس نے لکھے ہیں۔ البتہ اپنے آبا و اجداد سے اس قدر یاد رکھتا ہوں۔ کہ آج سے پانچ سو سال پہلے سے یہ اشعار اس مقام پر ثبت ہیں۔ علامہ ابو اسحاق اسفراینی جو علمائے اہلسنت سے بڑے پایہ کے عالم ہیں۔ اپنی کتاب نور العین فی مقتل الحسینؑ میں لکھتے ہیں۔ کہ جن دنوں میں اشقیائے امت سرہائے شہدا کو جانب دمشق لے جارہے تھے۔ ایک رات ان کا مقام ایک دیر کے قریب ہوا۔ نصف شب کے وقت اس دیر کے راہب نے آواز تسبیح ملائکہ سنی۔ اور سے تا بادہ دیر سے باہر نکل کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ اور کہا۔ تمہارا امیر کون ہے۔ سب نے خولی کی طرف اشارہ کیا۔ پس راہب نے

خولی سے دریافت کیا کہ یہ کس کا سر ہے۔ خولی خبیث نے کہا۔ راس خارجی۔ یعنی ایک خارجی کا سر ہے۔ راہب نے کہا۔ اس کا نام کیا تھا۔ خولی نے کہا حسینؑ۔ راہب نے کہا۔ کہ اس کی والدہ کا نام بتلا۔ فقال فاطمۃ بنت محمدؐ۔ کہا۔ اس کی والدہ ماجدہ فاطمہؑ دختر محمد الرسول اللہؐ ہے۔ فلما سمع ذالک خر مغشیًا علیہ۔ جب راہب نے نام جناب فاطمہؑ سُنا غش کھا کر گر گیا۔ فلما افاق قال صدقت الاحبار لانہم قالوا انی ھذا الشھر یقتل نبی او وصی نبی۔ جب راہب کو غش سے افاقہ ہوا۔ بے اختیار پکار اُٹھا۔ کہ ہمارے علماء سچے تھے۔ کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ اس محرم کے مہینہ میں یا کوئی نبی قتل ہو گا۔ یا وصی نبی قتل کیا جائیگا۔ اور مشرف باسلام ہؤا۔ شاہ سلامت اللہ پانی پتی جن کو علماء ہندوستان القاب ذیل سے یاد فرماتے ہیں۔ عالم جذیل فاضل جلیل صاحب کمالات ظاہری وباطنی حضرت شاہ سلامت اللہ اپنی کتاب تحریر الشہادتین میں لکھتے ہیں۔ از ام سلمہؓ منقول است۔ کہ چوں شب قتل حسینؑ در رسید۔ آوازے شنیدیم وگوئندہ را ندیدیم۔ کہ میگفت۔ ؎

ایھا القاتلون جھلا حسینا البشروا بالعذاب والتنکیل
قد لعنتم علی لسان داؤد وموسی وحامل الانجیل

یعنی اے کشندگان حسینؑ از روئے جہل ونادانی مژدہ باد شمارا بعذاب دوزخ وبند ومقید بودن۔ بتحقیق لعنت کردہ شدہ اید شما بزبان داؤدؑ وبزبان موسٰےؑ وحامل انجیل یعنی عیسٰےؑ یعنی قاتلان حسینؑ را حضرت داؤدؑ وموسٰےؑ وعیسٰےؑ علیہم السلام لعنت کردہ اند۔ اصل عبارت شاہ صاحب ختم ہوئی۔ یعنی حضرت ام سلمہؓ زوجہ جناب رسول خدا سے منقول ہے۔ کہ وہ فرماتی ہیں۔ شب قتل امام حسینؑ میں نے ایک آواز سُنی۔ جس کا کہنے والا کوئی نظر نہ آتا تھا۔ اور وہ یہ شعر تھے۔ جن کا حاصل ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے حسینؑ کے قاتلو۔ تمکو بشارت ہو عذاب جہنم کی۔ اور تم وہ لوگ ہو۔ کہ جن پر حضرت داؤدؑ اور موسٰےؑ اور عیسٰےؑ علیہم السلام نے لعنت کی ہے۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ اس قسم کی روایات کتب تواریخ اسلام میں بکثرت پائی جاتی تھیں۔ بخوف طوالت چند روایات جو کتب متداول میں درج ہیں۔ تحریر کی گئی ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اور اُن کی امتوں میں یہ واقعہ تا خاتم النبیینؐ برابر مذکور ہوتا چلا آیا۔ توارات اور انجیل اور زبور اور تمام صحائف سماوی کے جاننے والے اس قصہ سے واقف تھے اور ان کتابوں میں یہ واقعہ درج تھا۔ پس جن جن مجالس میں یہ کتابیں پڑھی گئیں۔ ذکر امام حسینؑ

برابر ہوتا رہا تا نزول قرآن مجید و فرقان حمید جو مجموعہ ہے کل صحائف سماوی کا۔ قرآن مجید میں یہ واقعہ مختلف طریقوں سے درج ہے۔ کہیں خصوصیت کے ساتھ۔ کہیں مناسبتہً۔ کہیں باطناً مراد یہ قصہ ہے۔ علمائے ملت محمدیہ نے اس باب میں علیحدہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ میں اس رسالہ کو ضرورت کے موافق مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں جس کو میرے زمانہ کے نازک دماغ ایک نظر دیکھ سکیں۔ اگر آپ کو شوق ہے۔ تو کتاب مبارک ردنمات الجنات شیخ جعفر شوستری رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ علیہ جس میں ہر آیت قرآنی کے ساتھ اس واقعہ کا تعلق ظاہر کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ یا اُن کی کتاب خصائص حسینیہ جو ہندوستان میں ترجمہ ہو کر طبع ہو چکی ہے دیکھیں۔ جس میں ہر ایک سورۂ قرآنی سے تعلق شہادت امام حسینؑ بیان کیا گیا ہے۔ علامہ کنتوری صاحب کا حسینیہ قرآنیہ حقیر نے ابتک نہیں دیکھا۔ تاہم میں اس مقام پر بعض آیات قرآن مجید کا ذکر کرتا ہوں۔ جن کو اس واقعہ سے تعلق ہے۔ ناظرین سے التماس ہے۔ کہ اس واقعہ کو ذہن میں رکھ کر آیات مندرجہ کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ میں صرف آیت اور اُس کا لفظی ترجمہ لکھونگا +

پہلی آیت ۔ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون (پ ۲ سورہ بقر) ترجمہ ضرور ہم تمہاری آزمائش کرینگے۔ کچھ خوفؔ سے کچھ بھوکؔ سے۔ کچھ مالؔ کی کمی سے۔ کچھ نفسوںؔ کی کمی سے۔ کچھ (ثمراتؔ) کی کمی سے۔ اور تو بشارت دیدے اُن صبر کرنے والوں کو۔ کہ جب اُن پر کوئی مصیبت وارد ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ہم خدا کے لئے ہیں۔ اور اُس کی طرف ہمارا رجوع ہے۔ یہی لوگ ہیں۔ جن پر خدا کی (صلوات) اور رحمت ہے۔ اور یہی گروہ ہدایت یافتہ ہے۔ آیہ مجیدہ میں تمام واقعہ کربلا بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ آیہ مجیدہ کے مخاطبین میں سے صرف امام حسین علیہ السلام ایک ایسے فرد ہیں۔ جن پر یہ مصائب ایک وقت میں وارد ہوئے۔ اس آیت میں مصائب حسینی کا ادنےٰ درجہ دکھایا ہے نہ واقعی حقیقی۔ کیونکہ حسینؑ کی بھوک حسینؑ کی پیاس اور جان و مال کا نقصان۔ کچھ بھوک و کچھ خوف و کچھ نقصان کا مصداق نہیں ہے۔ بلکہ حضرتؑ کے مصائب اس درجے کے کامل تھے۔ کہ اُن کی نظیر نہیں مل سکتی +

دُوسری آیت - ان الذین یکفرون بآیات اللہ ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرھم بعذاب الیم اولٰئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ (پ۳ آل عمران) - بیشک وہ لوگ جو آیات الٰہی کے منکر ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں۔ یا ایسے لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ جو لوگوں میں سے عدل اور انصاف کے ساتھ حکم کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔

اس آیہ مجیدہ میں خداوند عالم نے قاتلین انبیاء اور قاتلین ائمہ عدل کا مآل بیان فرمایا ہے۔ اس آیہ مجیدہ پر اُن حضرات کو زیادہ غور کرنا چاہیئے جو خیال کرتے ہیں کہ یزید نے بعد قتل امام حسین علیہ السلام توبہ کر لی ہوگی۔ اوّل تو یزید کا تائب ہونا ثابت نہیں۔ اور اگر واقعاً اُس نے توبہ بھی کی ہو۔ تو بموجب اس آیہ کے توبہ یزید کوئی فائدہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ قاتلین انبیاء اور ائمہ عدل کے تمام اعمال جو کہ اُنھوں نے پہلے بھی کچھ کئے ہوں حبط ہو جاتے ہیں۔ توبہ کہاں قبول ہوتی ہے +

فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار ثواباً من عند اللہ واللہ عندہٗ حسن الثواب (پ۴ آل عمران) +

جن لوگوں نے اللہ کی رضامندی کے لئے خود اپنے وطنوں کو چھوڑ دیا۔ اور جو لوگ جبراً اپنے وطنوں سے نکالے گئے۔ اور میری راہ میں اذیت دی گئی۔ اور راہ خدا میں جہاد کئے۔ اور قتل ہو گئے ہم اُن کے قتل کو اُن کے تمام گناہوں کا کفارہ کر دینگے۔ اور ان کو ایسے بہشت میں داخل کرینگے جس میں نہریں بہتی ہونگی۔ یہ ہے اجر اللہ تعالےٰ کی طرف سے۔ اور اللہ تعالےٰ کے پاس بہتر اجر ہے +

امام حسین علیہ السلام وطن سے نکالے گئے۔ راہ خدا میں طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ ایک حد تک دشمنان دین سے بطور دفاع جہاد بھی فرمایا۔ اور راہ خدا میں شہید ہو گئے +

ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحاً وال ابراھیم وال عمران علی العالمین (سورہ آل عمران پ۳) بیشک اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ کو اور آل عمرانؑ کو تمام عالموں پر برگزیدہ فرمایا۔ اس آیہ کو خود جناب امام حسین علیہ السلام نے عین روز عاشورہ جس وقت آپ کا بیٹا علی اکبر میدان میں گیا تلاوت فرمایا تھا۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ آپ ذرا اُس وقت کو مدنظر رکھ کر اپنے دماغ پر زور دے کر غور فرمائیں۔ کہ اس آیہ مجیدہ کو واقعہ سے کیا تعلق تھا۔ شائید آپ کا ذہن اُس

تعلق کو پیدا کرے۔ کچھ تو آپ بھی محنت کریں +

قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم۔ اے رسولؐ کہدو۔ اگر تم اپنے گھروں میں ہوگے۔ تو بھی ضرور روانہ ہو چلینگے وہ لوگ۔ جن پر قتل ہوجانا معین ہو چکا ہے اپنے قتل گاہ کی طرف +

اس آیہ مجیدہ کو امام حسین علیہ السلام نے اپنی حالت پر تلاوت فرمایا۔ چنانچہ علامہ ابی اسحٰق اسفرائنی و دیگر مؤرخین محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں درج فرمایا ہے۔ کہ جس وقت امام علیہ السلام مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک جماعت جنات کی حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ اگر آپ حکم فرمائیں۔ تو آپ کے دشمنوں کو قتل کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم نے کتاب خدا کو نہیں پڑھا۔ جو میرے جد رسولؐ خدا پر نازل ہوئی ہے۔ اور اس آیہ مجیدہ کو تلاوت فرمایا۔ اور فرمایا۔ فمن ذا یکون ساکن بقعتی وحفرتی۔ اگر میں نہ جاؤں۔ تو جو جگہ میرے لئے معین ہو چکی ہے۔ اس میں کون دفن ہوگا۔ حضرت امام حسینؑ نے ظاہر فرما دیا۔ کہ اس آیہ مجیدہ میں قتل گاہ کی طرف روانہ ہونے والی جماعت ہم ہیں۔

انی اشہد اللہ واشہدوا انی بریء مما تشرکون من دونہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون (سورہ ہود) میں خدا کو گواہ کرتا ہوں۔ اور تم بھی گواہ رہو۔ جو تم خدا کے شریک بناتے ہو۔ میں اُن سے بیزار ہوں۔ تم سب مل کر میرے ساتھ بدی کرلو۔ اور مجھ کو مہلت نہ دو +

اس آیہ مجیدہ کو جناب امام حسین علیہ السلام نے روز عاشورہ اپنے آخری خطبہ میں جو میدان میں کھڑے ہو کر اشقیا کے سامنے پڑھا تھا تلاوت فرمایا +

ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا۔ (سورہ بنی اسرائیل) جو شخص مظلوم قتل کیا جائے۔ ہم نے اُس کے ولی کو غلبہ دیا ہے +

آئمہ اہلبیت نبوۃ کا اتفاق ہے۔ کہ یہ آیہ خاص امام حسین علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اگر آپ وجہ خصوصیت معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ تو لفظ "مظلوم" "لولیہ سلطانا" پر غور کریں +

ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجیبا (سورہ کہف) کیا تو خیال کرتا ہے۔ کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی ہے۔ اس آیہ مجیدہ کو امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک نے کوفہ سے لیکر دمشق تک گیارہ مرتبہ تلاوت فرمایا ہے

منجملہ اُن لوگوں کے جنہوں نے اس آیہ کو سرِ مبارک سے سُنا۔ اور روایت فرمایا۔ چار صحابی
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک۔ سہل بن سعد۔ سمرہ بن جندب
اور اس کو علماء اسلام نے اسقدر نقل کیا ہے۔ کہ کسی کتاب کے حوالہ دینے کی ضرورت نہیں
ہے۔ تعلق اس کا واقعہ کربلا سے اُسی قدر زیادہ ہے۔ جس قدر یہ زیادہ تلاوت فرمائی گئی۔ اور
ایسا گہرا تعلق کہ حضرت کا کٹا ہوا سر اُس کو ظاہر فرماتا تھا۔ کھیعص سورہ مبارکہ مریم کے حروف
مقطعات ہیں۔ روایات اہلبیت نبوت میں وارد ہے۔ کہ یہ حروف بطور اخبار غیب واقعہ کربلا
کو شامل ہیں۔ ک سے مراد کربلا۔ ھ سے مراد ہلاکت عترت طاہرہ۔ ی یزید قاتل حسینؑ
ع سے اشارہ ہے طرف عطش امام علیہ السلام کی۔ ص سے صبر امام حسین علیہ السلام مراد
ہے۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ اسی قدر آیات اس مختصر رسالہ کے واسطے کافی ہیں۔ اب
میں اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ورنہ یہ میدان تو ایسا وسیع ہے۔ کہ عمر انسانی اسکی
سیر کو کافی نہیں ہو سکتی۔ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات
ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جس واقعہ کو قرآن مجید سے اس قدر تعلق ہو۔
پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اُس کا بیان کرنا اسلام میں ممنوع ہو۔ قطع نظر ان تعلقات کے اگر ہم
اس واقعہ کو محض قصہ ہی خیال کریں۔ تو بھی اس کا ذکر کسی طرح ممنوع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خداوند
عالم کا قصہ بیان کرنا اپنی ذات کی طرف منسوب کرتا ہے۔ نحن نقص علیک احسن
القصص۔ ہم تجھ پر ایسا قصہ بیان کرتے ہیں۔ جو بہترین قصص ہے۔ اور خدا اپنے رسولؐ
کو حکم دیتا ہے۔ فاقصص القصص لعلہم یتذکرون۔ اے رسولؐ ان کو قصہ بیان
کر کے سُنا۔ تا یہ لوگ نصیحت پکڑیں۔ پس جب خداوند عالم قصہ بیان کرتا ہے۔ اور
رسولؐ کو قصص نصیحت آمیز بیان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ہم اگر تابعت خدا اور رسولؐ کریں
اور قصہ امام حسین علیہ السلام بیان کریں۔ تو کیا گناہ ہے۔ اور اگر ہم اس واقعہ کو محض ایک
خبر تصور کریں۔ تو ایک خبر کی حیثیت سے بھی اس کا بیان کرنا کسی طرح ممنوع نہیں ہو سکتا
کیونکہ اللہ تعالے اپنے رسولؐ کو حکم دیتا ہے۔ واتل علیہم نبا ابنی آدم اذ قربا قربانا۔
یعنی اے رسولؐ ان لوگوں پر اُن دو آدمؑ کے بیٹوں کی خبر پڑھ جبکہ انہوں نے قربانی
نذر کی تھی۔ واتل علیہم نبا الذی آتیناہ من آیاتنا۔ اے رسولؐ ان پر اُس شخص کی خبر
پڑھ جس کو ہم نے بعض اپنی آیات دی تھیں۔ پھر جب آدمؑ کے بیٹوں کی قربانی کی خبر

بیان کرنے کا رسول خدا کو حکم ہوا ہے۔ تو رسول کا بیٹا جو خود قربانی ہو۔ اُس کی خبر کا بیان کرنا کس طرح ممنوع ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہم اس واقعہ کو ایک مثل قرار دیں۔ پھر تو اس کی جزئیات کا بیان کرنا بڑا ضروری ٹھیریگا۔ کیونکہ قرآن مجید و فرقان حمید تمام تمثیلات سے پُر ہے۔ حتے کہ مکھی اور مچھر اور چیونٹی اور شہد اور مچھر کی تمثیلات قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ پھر اشرف المخلوقات انسان اور انسانوں میں اشرف الانبیاء کے بیٹے حسینؑ کی بیان کیوں نہ بیان کی جائیں۔ احکامات قرآنی کے ہر ہر حکم میں اس کی مثال اور مثال بھی بےمثل موجود ہے۔ نماز میں حسین علیہ السلام کی نماز کی مثال جو روز عاشورہ حضرتؑ نے اپنی قلیل جماعت کے ساتھ ادا فرمائی۔ روزہ میں حضرتؑ کی بھوک اور پیاس کی مثال۔ زکوٰۃ میں روز عاشورہ ایسی تنگ حالت میں اپنے ایک صحابی کو ایک ہزار دینار عطا کرنے کی مثال۔ دُعاؤں میں صبح عاشورہ حضرتؑ کا دُعا پڑھنا۔ تلاوت قرآن میں حضرتؑ کے کٹے ہوئے سر کا تلاوت قرآن فرمانا۔ اخلاق حسینیہ میں حضرتؑ کے یقین رضا۔ سخا۔ شجاعت۔ وقار۔ سختہ القلب۔ حلم۔ حسن خلق۔ مروت۔ غیرت۔ قناعت۔ صبر کی مثالیں ایسی اعلےٰ ہیں۔ کہ اس سے بہتر کوئی مثال نہیں ملتی۔ انشاء اللہ العزیز اس کو حقیر بیان فوائد شہادۃ الحسینؑ میں مفصل لکھیگا۔ اب میں اس فصل کو آخری مجلس امام حسین علیہ السلام پر جو قبل از ولادت امام حسین علیہ السلام واقع ہوئی۔ ختم کرتا ہوں جس میں ذاکر جناب رُوح الامینؑ اور سامع حضرت ختم المرسلینؐ اور پھر ذاکر جناب ختم المرسلینؐ اور سامع جناب سیدۃ النساء العالمین بنت سید المرسلینؐ ہیں +

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ احسانا حملته امه کرها و وضعته کرها و حمله و فصاله ثلثون شهرا حتی اذا بلغ اشده و بلغ اربعین سنة قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی و علی والدی وان اعمل صالحا ترضاه و اصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك و انی من المسلمین (پ ۲۶ سورہ احقاف)۔ حاصل ترجمہ آیہ مجیدہ کا یہ ہے :-

وصیت کی ہم نے انسان کو اپنے والدین سے احسان کرنے کی۔ اُٹھایا اُس انسان کو اُس کی والدہ نے اندوہناک اور غمگین ہو کر (یعنی اُس کی والدہ اُس کے ایام حمل میں اندوہناک رہی)۔ اور جنا اُس انسان کو اُس کی والدہ نے حالت غم اور اندوہ میں (یعنی جننے کے وقت

بھی غمگین ہوئی) - اور اُس انسان کے حمل اور دودھ چھوڑنے کی مدت تیس مہینہ ہے -
یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچا - اور چالیس سال کا ہوا - کہا اُس انسان نے
اے میرے پروردگار تو اپنی توفیق کو میرے شامل حال کر - تاکہ میں تیری اُس نعمت کا شکریہ
ادا کروں - جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام کی ہے - اور میں اُس عمل صالح کو
بجالاؤں - جس کو تو پسند فرمائے - اور میرے لئے میری ذریت میں اصلاح فرما - اب میں
تیری طرف رجوع لایا ہوں - اور میں گروہ مسلمین سے ہوں - ان آیات مجیدہ کو سرسری نظر
پڑھ لینے سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ آیات مجیدہ کسی خاص انسان کے حالات کو بیان
فرما رہی ہیں - خصوصیت پر خصوصیت وارد ہے - تمام خصوصیتوں کو نمبروار درج کیا جاتا
ہے - تا تمام مطالب ذہن نشین ہو جائیں + (۱) حملته امه کرھا و وضعته کرھا - ہمارا
روزمرہ کا مشاہدہ بتلا رہا ہے - کہ کوئی حاملہ اپنے حمل سے کراہت نہیں رکھتی - اور کوئی جننے
والی اپنے جنے سے اندوہناک نہیں ہوتی - زیادہ کیا عرض کروں - اپنے اپنے
گھر کے حالات ہر کوئی جانتا ہے - اولاد ایسی عزیز چیز ہے - کہ اس کے حصول کے
واسطے کیا کیا مشقتیں اُٹھاتے ہیں - بلکہ کفر تک کر گذرتے ہیں پھر خصوصاً والدہ
کہ ہر ایک تکلیف کو راحت سمجھتی ہے - پھر حمل اور جننے سے کراہت کیسی - شائد
آپ نے بہت سی حکایتیں اس قسم کی سنی ہونگی - میں نے بچشم خود دیکھا جن ایام میں میں
سواروں میں ملازم تھا - سردی کے دن تھے - عین نصف شب کے وقت حالت
گشت میں ایک عورت کو ایک نیم جلے ہوئے مردہ پر نہاتے دیکھا - اور وہ صرف
اولاد کی خاطر تھا - اور یہ ایک عام قانون ہے - کہ انسان جس چیز کو محبوب رکھتا ہے -
اُس کے حاصل کرنے میں کتنی ہی تکلیف ہو - اُس کو راحت سمجھتا ہے - بلکہ وہ تکلیف
بھی بجائے خود ایک لذت رکھتی ہے - ع

خلیدن ہائے منقار ہما در استخواں غالب + پس از مدت بیادم داد لذتہائے مژگاں را
پس اس سے کوئی خاص انسان مراد ہے - جس کی والدہ حمل سے پہلے اُس کی غمناک حالت
سُن کر حالت حمل میں بھی غمگین رہے - اور وضع حمل بھی اُس نے اُسی غم اور اندوہ کی حالت
میں کیا - جناب یحییٰ علیہ السلام مراد نہیں ہو سکتے - کیونکہ اُن کی نسبت قرآن مجید میں
لفظ بشارت وارد ہوا ہے - یاذکریا انا نبشرک بغلام اے ذکریا ہم تجھ کو خوشخبری

دیتے ہیں ایک لڑکے کی۔ اور جناب عیسٰی علیہ السلام بھی مراد نہیں ہو سکتے۔ اُن کے
واسطے جناب مریمؑ کو لفظ بشارت فرمایا گیا ہے۔ اور نیز جس انسان کا آیہ میں ذکر ہے
اُس کے ماں اور باپ دونوں ہیں۔ ووصّینا الانسان بوالدیہ۔ اور حضرت عیسٰیؑ کی
نسبت فرمایا۔ وبرّاً بوالدتی۔ کیونکہ حضرت عیسٰیؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ (۲)
حملہ وفصالہ ثلثون شہرا۔ وہ ایسا خاص انسان ہے۔ جس کے حمل سے دودھ چھوٹنے
کی مدت تیس مہینہ ہوتی ہے۔ دودھ چھوڑنے کی مدت قرآن مجید میں دوسال ہے۔
والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین۔ مائیں اپنے بچوں کو دوسال تک
دودھ پلائیں۔ تو دوسال مدت دودھ کے اور چھ ماہ مدت حمل ملا کر تیس ماہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ
اکثر مدت حمل نو ماہ ہیں۔ اور یہ بھی قاعدہ ہے۔ کہ جو عام حکم ہوتے ہیں۔ وہ اکثر پر مترتب ہوتے
ہیں یہاں پر کوئی خاص انسان مراد ہے۔ جس کی مدت حمل خلاف اکثر چھ ماہ ہے۔ اور
یہ عام مشہور ہے۔ کہ مدت چھ ماہ میں صرف دو مولود پیدا ہوئے۔ ایک جناب یحییٰؑ
اور دوسرے جناب حسینؑ۔ جناب یحییٰؑ مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اُن کی نسبت
خوشخبری دی گئی تھی۔ امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے پہلے اُن کی والدہ ماجدہ کو
بتلایا گیا تھا۔ کہ تیرا بیٹا تین دن کا پیاسا ذبح کیا جائیگا۔ اس واسطے وہ مولود جس کی
مدت حمل شش ماہ ہے حسین علیہ السلام ہیں۔ (۳) حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ
اربعین سنۃ۔ اس آیہ مجیدہ کے ظاہری معنوں سے کوئی مطلب مفہوم نہیں ہو سکتا۔
جبکہ وہ اپنی قوت کو پہنچا اور چالیس سال کا ہُوا۔ کیا چالیس سال سے پہلے نعمت الٰہی کا
شکر کرنا یا والدین کے واسطے دُعا کرنا نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ سن بلوغ کے بعد انسان
مکلف بہ تکالیف شرعیہ ہو جاتا ہے۔ مثل معرفت باری وتعمیل احکام نماز۔ روزہ۔
حج۔ زکوٰۃ وغیرہ۔ اور سن بلوغ کی حد پندرہ سال تک معیّن ہے۔ تو جب اس حد کے
بعد وہ تمام احکامات الٰہی کو بجا لا سکتا ہے۔ شکر نعمت کیوں نہیں کر سکتا۔ میں خدا تعالےٰ
سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ اُس کے کلام میں اپنی رائے کو دخل دوں۔ حدیث سے ایسا
معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبوت کے چالیس درجہ ہیں۔ جس خاص انسان کا اس آیہ میں ذکر
ہے۔ وہ نبی تو نہیں ہے۔ مگر ان چالیس درجات نبوت کی سیر کر چکا ہے۔ اس قدر
مجھے معلوم ہُوا ہے۔ اور زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ (۴) قال رب اوزعنی ان اشکر

نعمتک۔ اے میرے رب تو اپنی توفیق میرے شامل رکھ۔ تا تیرا شکر ادا کروں۔ یہ خاص انسان ہے تو شاکر مگر ادائے شکر کی توفیق پروردگار سے چاہتا ہے۔ اور شاکر ہونا انبیاء علیہم السلام کی شان ہے۔ یا اُن لوگوں کی جو رتبہ میں ان کے برابر ہوں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالے نے انبیاء کی شان میں شاکر فرمایا۔ چنانچہ نوح علیہ السلام کے حق میں فرماتا ہے۔ انہ کان عبدًا شکورًا۔ (۵) التی انعمت علی۔ تو نے مجھ پر انعام کیا ہے۔ یہ عام انسانوں میں سے نہیں ہے۔ بلکہ خاص انسان ہے جس پر انعام ہو چکا ہے۔ اور انعام یافتہ صرف چار گروہ ہیں۔ اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء۔ صالحین۔ امام حسین علیہ السلام رہ نبی کے نواسے خود شہید ہیں شہید کے بیٹے۔ شہید کے بھائی۔ شہید کے باپ سید الشہداء خود صادق باپ صدیق۔ ماں صدیقہ۔ خود صالح۔ باپ صالح۔ ماں صالحہ۔ بھائی صالح۔ نو صالحین کے والد۔ گروہ انعام یافتہ میں داخل ہیں۔ اس واسطے انسان کے لفظ سے وہی مراد ہیں نہ عام انسان۔ (۶) وعلی والدی۔ جس انسان کا اس آیہ مجیدہ میں بیان حال ہے۔ اُس کے ماں اور باپ دونوں انعام یافتہ ہیں۔ حسین علیہ السلام کے والد علی ابن ابی طالب صدیق اور شہید ہیں۔ جو انعام یافتہ ہیں۔ اور والدہ صدیقہ اور صالحہ ہیں۔ جو انعام یافتہ ہیں۔ (۷) وان اعمل صالحًا ترضاہ۔ یہ انسان کسی عمل صالح کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اُس کے ادا کرنے کی توفیق خدا سے چاہتا ہے۔ اور یہ کوئی خاص انسان ہے۔ جو راضی برضا کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ (۸) واصلح لی فی ذریتی۔ اپنی ذریت کی اصلاح بھی چاہتا ہے۔ کہ وہ بھی راضی برضاء رہیں۔ (۹) انی تبت الیک۔ ایک وقت اس انسان پر ایسا آتا ہے۔ کہ تمام تعلقات کو توڑ کر اللہ تعالے کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ (۱۰) وانی من المسلمین۔ یہ لفظ قرآن مجید میں خاص ہے۔ ہر عام انسان کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ اگر اور کوئی بھی خصوصیت نہ ہوتی۔ تو صرف یہ ایک لفظ انی من المسلمین آیہ مجیدہ کو خاص کرنے کے واسطے کافی تھا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا مقولہ ہے۔ دوسرے یہ کیونکر صادق آ سکتا ہے۔ حضرت موسےٰ نے فرمایا۔ انا من المسلمین۔ حضرت نوح نے فرمایا۔ انی من المسلمین حضرت ابراہیم دعا مانگتے ہیں۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک۔ ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ

لک - خداوند ہمکو خاص اپنے واسطے مسلمان گردان - اور ہماری ذریت میں سے
بھی ایک گروہ کو خاص اپنے لئے مسلمان بنا حسین علیہ السلام ذریت ابراہیمؑ کے اس
گروہ میں داخل ہیں جن کے واسطے حضرت ابراہیمؑ نے دعا فرمائی تھی - ملت ابیکم
ابراھیم ھو سماکم المسلمین - ملت تمہارے باپ ابراہیمؑ کی - اسی نے تمہارا نام
مسلمان رکھا - یہ انسان جو اس آیہ میں مراد ہے - خاص اس گروہ مسلمین سے ہے -
جن کا نام ابراہیمؑ نے مسلمان رکھا - پس اس آیہ مجیدہ سے انسان سے تمام نوع
انسان مراد نہیں ہے - ورنہ آدم علیہ السلام بھی شامل ہونگے حالانکہ اُن کے والدین
نہیں تھے - نہ جناب عیسٰی علیہ السلام مراد ہیں - کیونکہ اُن کی صرف والدہ تھیں - نہ جناب
یحیٰی علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ اُن کی ولادت پر خوشی ہوئی - نہ ہر انسان امت محمدیہ کا مراد
ہو سکتا ہے - کیونکہ ہر ایک کے والدین انعام یافتہ الٰہی نہیں ہوتے - بلکہ بہت سے
والدین مشرک اور کافر ہوتے ہیں - نہ ہر انسان کی مدت حمل شش ماہ ہوتی ہے - نہ
ہر انسان کے حمل اور ولادت پر اُس کی والدہ اندوہناک ہوتی ہے - چنانچہ اہلبیت
علیہم السلام اس آیہ مجیدہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں - عن سعد بن محمد بن حماد
عن اخیہ احمد عن محمد بن عبد اللہ عن ابیہ عن ابا عبد اللہ جعفر الصادق
علیہ السلام - ان راویوں کے سلسلہ سے جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ قبل از ولادت حسینؑ دو دفعہ جبرئیلؑ حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے -
اور پیغام لائے کہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے - کہ فاطمہؑ کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوگا
جس کو آپ کی امت شہید کریگی - حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ مجھے ایسے بیٹے کی
حاجت نہیں ہے جس کو میری امت شہید کرے - تیسری مرتبہ پھر جبرئیلؑ نازل ہوئے
اور یہ ہی پیغام لائے - اور کہا - کہ اللہ تعالٰے نے آپکے اسی بیٹے کی نسل میں امامت
رکھی ہے - حضرتؐ نے فرمایا - میں راضی ہوا رضا سے پروردگار کے - پس جناب رسول خداؐ
نے اس تمام واقعہ سے حضرت سیدہؑ کو خبر دی - امام علیہ السلام فرماتے ہیں - فحملتہ کرھا
بانہ مقتول ووضعتہ کرھا لانہ مقتول - کہ حضرت سیدہؑ حاملہ ہوئیں حسین علیہ السلام
سے اندوہناک اس واسطے - کہ جانتی تھیں کہ وہ بیٹا مقتول ہی ہے - اور جناب
حسینؑ کو اندوہناک اس واسطے - کہ یہ بیٹا قتل کیا جائے - سبحان ربک رب

المعرتہ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین +

فصل دوم اُن مجالس کے بیان میں جو بعد ولادت اور قبل از شہادت امام علیہ السلام ذکر ہوئیں

جناب امام حسین علیہ السلام کے سال اور ماہ ولادت میں بین المحدثین و مؤرخین کسی قدر اختلاف ہے۔ علمائے امامیہ میں سے ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی رضی اللہ عنہ نے ولادت باسعادت جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ماہ مبارک رمضان سال دویم ہجرت اور ولادت جناب حسین علیہ السلام ماہ ربیع الاوّل سال سویم ہجری میں تحریر فرمائی ہے۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ و دیگر محدثین مؤرخین شیعہ اور ابوالفرج اصفہانی اور نور الدین مالکی اور ابوالفدا اور محمد بن طلحہ شافعی اور ابن عبد البر و دیگر محدثین مؤرخین اہلسنت نے اپنی اپنی مصنفات میں ولادت امام حسن علیہ السلام نصف رمضان المبارک سال سوئم ہجرت اور ولادت امام حسین علیہ السلام پنجم شعبان سال چہارم ہجرت تحریر فرمائی ہے۔ اور بعض محدثین مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت سے دس روز بعد جناب فاطمہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں۔ اور اکثر یہ لکھتے ہیں۔ کہ فاصلہ فیما بین ولادت امام حسن و حمل جناب امام حسین علیہ السلام پچاس روز ہے۔ اور اس پر اکثر محدثین و مورخین شیعہ و اہلسنت جماعت کا اتفاق ہے کہ مدت حمل جناب امام حسین علیہ السلام چھ ماہ تھی پس اگر اس اتفاقی امر کو مدنظر رکھا جائے۔ تو ولادت امام حسین علیہ السلام ماہ شعبان میں کسی طرح درست نہیں آتی۔ اور بہت سی احادیث واردہ کی تکذیب ہوتی ہے۔ اس صورت میں یا تو ماہ ربیع الاول سال سیوم ہجری درست آتا ہے۔ اور یا پنجم جمادی الاول سال چہارم

ہجری جیسا کہ ابوجعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری نے کتاب دلائل الامامۃ میں تحقیق فرمایا ہے غرض امام حسین علیہ السلام کے پیدا ہوتے ہی اُن کی شہادت کے تذکرے شروع ہو گئے اور روز ولادت امام حسین علیہ السلام مقامات ذیل حضرت کا تعزیہ خانہ بنے ہوئے تھے۔ اور جا بجا مجالس شہادت ہو رہی تھیں۔ کہیں جبرئیل ذاکر تھے۔ کہیں ملک المطر یعنی فرشتہ باراں کہیں ہوا کے فرشتے۔ کہیں ہزار ہا کئی ہزار فرشتے جو مبارکباد کے ساتھ تعزیت بھی بجا لاتے تھے۔ سب سے پہلے خانۂ جناب فاطمۃ الزہراء صلوات اللہ علیہا تعزیہ خانۂ حسینؑ بنا۔ پھر تمام حجرات ازواج نبی عزا خانۂ امام حسین علیہ السلام تھے۔ پھر مسجد نبویؐ میں مجالس مرثیہ امام حسین علیہ السلام قائم ہوئیں۔ ان تمام مقامات کی مجالس میں ذاکر خود جناب ختم المرسلینؐ تھے۔ اور سامع اہل خانہ تھے۔

ذکر جناب رسولؐ خدا اور سامع صفیہ دختر عبد المطلبؑ

جناب صفیہ دختر عبد المطلب جناب حمزہ کی ہمشیرہ اور رسولؐ خدا کی پھوپھی فرماتی ہیں۔ کہ روز ولادت امام حسین علیہ السلام کی قابلہ یعنی دایہ میں تھی۔ جس وقت حسینؑ پیدا ہوئے۔ ابھی زمین پر آئے تھے۔ کہ رسول خداؐ نے آواز دی۔ پھوپھی میرے بیٹے کو میرے پاس لے آؤ۔ میں نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ ابھی تک میں نے اس کو پاک نہیں کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا أنت تنظفینہ ان اللہ نظفہ وطہرہ۔ یعنی تم اس کو کیا پاک کرو گی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو ظاہری اور باطنی کثافت سے پاک پیدا کیا ہے۔ صفیہ فرماتی ہیں۔ کہ میں اُس مولود مسعود کو حضرتؐ کی خدمت میں لے گئی۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنی گود میں لیا۔ اور اپنی زبان مبارک اُس کے منہ میں دی۔ صفیہ فرماتی ہیں۔ میں دیکھ رہی تھی۔ کہ گویا حضرتؐ کی زبان سے ایک چشمہ دودھ کا جاری تھا۔ پھر حضرتؐ نے اُس بچہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور روئے اور بچے کو میری گود میں دیا۔ اور تین مرتبہ فرمایا۔ لعن اللہ قومًا قاتلوك یا بنی۔ یعنی اے بیٹا تیرے قاتلوں پر خدا لعنت کرے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس میرے بیٹے کو ایک گروہ ظالم میری امت کا قتل کریگا ✦

مجلس ذاکر رسولِ خدا ص سامع اسماء

حضرت اسماء بنت عمیس خثعمیہ جو اسلام میں بڑی اعلےٰ پایہ کی بی بی ہیں۔ ان سے جناب سید الساجدین زین العابدین علیہ السلام روایت فرماتے ہیں۔ کہ اسماء نے بیان کیا۔ کہ امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے دنوں میں مَیں بھی حضرت فاطمہ کی خدمت میں رہتی تھی۔ ولادت سے دُوسرے روز حضرت رسول خدا تشریف لائے۔ اور مجھ سے فرمایا۔ کہ میرے بیٹے کو لے آؤ۔ مَیں حسین علیہ السلام کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت اُس بچہ کو دیکھ کر روئے۔ اور یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ (مؤلف ناظرین سے ان الفاظ پر غور کرنے کی سفارش کرتا ہے) "اِنَّهٗ سَیَکُوْنُ لَهٗ حَدِیْثٌ" اللھم العن قاتلہ۔ بیشک اس کے واسطے دُنیا میں ایک حادثہ ہونے والا ہے۔ اور اگر حدیث کے معنی "بات" کے لئے جائیں۔ تو اس کے معنی یہ ہونگے۔ کہ اس لڑکے کی دُنیا میں باتیں ہونگی (دونوں معنوں میں سے جو آپ کو پسند ہو)۔ اور مجھ کو فرمایا۔ کہ خبردار اے اسماء۔ ان حالات سے فاطمہؑ کو خبر نہ کرنا۔ اور بخاری نے اپنی صحیح میں اس عبارت کو درج کیا ہے۔ لا تخبری فاطمة فانها حدیثة عهد بالولادة۔ یعنی اے اسماء اس خبر کو فاطمہؑ کے پاس بیان نہ کرنا۔ کیونکہ وہ زچّہ ہے۔ ایسا نہ ہو۔ اُسے کوئی صدمہ پہنچ جائے +

ذاکر رسول خدا ص سامع جناب عائشہ

ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں نقل کیا ہے۔ کہ جناب عائشہ فرماتی ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے۔ کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد زمین کربلا میں قتل کیا جائیگا۔ اور اُس زمین کی مٹی بھی میرے پاس لائے۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ ذاکر جناب رسول خدا ص اور سامع جناب عائشہ اور جائے مجلس حجرہ اُم المومنین عائشہ +

دُوسری مجلس جناب عائشہ کے گھر

بیہقی نے ابی سلمہ بن عبد الرحمان سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا جناب عائشہ کے بالاخانہ میں تھے۔ اور جبرئیلؑ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اُسی جگہ حضرت امام حسینؑ بھی آنکلے۔ جبرئیلؑ نے امام حسینؑ کو

دیکھ کر کہا۔ یا رسول اللہ صلعم آپ کے اس بیٹے کو امت قتل کریگی۔ اگر آپ چاہیں۔ تو وہ زمین جس میں حسینؑ قتل کیا جائیگا۔ آپکو دکھا دوں۔ پس جبرئیلؑ نے اپنے ہاتھ سے زمین کربلا کی طرف اشارہ کیا۔ اور وہ خاک حضرتؐ کو دکھلائی۔ (یہ دوسری مجلس امام حسین علیہ السلام ہے حضرت عائشہ کے گھر میں) + اور اسی صواعق میں ام الفضل بنت الحارث زوجہ عباس

مجلس امام حسینؑ بخانہ عباسؓ عم رسول خداؐ

عم رسول خدا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں۔ مجھ سے رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ میرے پاس جبرئیلؑ نے آکر خبر دی۔ کہ میرا بیٹا حسینؑ قتل کیا جائیگا۔ اور اُس زمین کی خاک بھی مجھ کو دی۔ (مؤلف۔ یہ مجلس حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؓ عم رسول خداؐ کے گھر میں ہوئی) +

حضرت ام سلمہ رضؓ کے گھر میں مجلس حسینؑ

ابن راہویہ اور بیہقی اور ابو نعیم نے ام سلمہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔ ایک روز رسولؐ خدا میرے گھر آرام فرما رہے تھے۔ کہ ناگاہ پریشان حال خواب سے بیدار ہوئے۔ اور حضرتؐ کے دست مبارک میں ایک مٹی تھی۔ جس کو حضرت بار بار پھیر پھیر کر دیکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ یہ خاک کیسی ہے۔ حضرت صلعم نے فرمایا۔ یہ میرا بیٹا یعنی حسینؑ قتل کیا جائیگا۔ اور یہ خاک اُس کے قتل گاہ کی ہے۔ (یہ مجلس حضرت ام سلمہ زوجہ رسولؐ کے حجرہ میں ہوئی) +

حضرت ام سلمہ رضؓ کے گھر دوسری مجلس

بغوی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ انس کہتے ہیں۔ کہ وہ فرشتہ جو بارش پر متوکل ہے پروردگار سے اجازت لیکر رسول خداؐ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا۔ اور حضرتؐ اُس روز جناب ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔ حضرت ام سلمہؓ کو حکم دیا۔ کہ اندر کوئی داخل نہ ہو۔ ناگاہ امام حسینؑ آئے۔ اور رسول خداؐ کی گود میں بیٹھ گئے۔ حضرتؐ بار بار حسینؑ کے بوسہ لیتے تھے۔ اُس وقت فرشتہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ آپ اس لڑکے کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کیوں نہ دوست رکھوں۔ یہ میرا پارہ جگر ہے۔ فرشتہ نے عرض

کیا۔ یارسول اللہؐ اس کو آپ کی امت قتل کریگی۔ اگر آپ فرمائیں۔ تو وہ زمین جس پر قتل کیا جائیگا۔ آپ کو دکھاؤں۔ پس اُس نے حضرتؐ کو وہ زمین دکھائی۔ اور اُس زمین کی سُرخ خاک حضرتؐ کو دی۔ اور حضرتؐ نے وہ خاک ام سلمہؓ کو عنایت فرمائی۔ (یہ دُوسری مجلس ہے ام سلمہؓ کے گھر ذاکر ملک المطر اور سامع رسول خداؐ) + ابو نعیم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہؓ کے گھر تیسری مجلس

سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں۔ کہ ایک روز حسن اور حسین علیہم السلام میرے گھر میں کھیل رہے تھے۔ اور رسول خداؐ بھی تشریف فرما تھے۔ کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہؐ اس آپ کے بیٹے کو امت بعد آپ کے قتل کریگی۔ اور اشارہ امام حسینؑ کی طرف کیا۔ اور کچھ خاک حضرتؐ کو دی۔ حضرتؐ نے خاک سونگھی۔ اور فرمایا "ریح کرب وبلا"۔ یعنی اس خاک سے مصیبت اور بلا کی خوشبو آتی ہے۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ پھر وہ خاک رسول خداؐ نے مجھ کو دی۔ اور فرمایا۔ جب یہ خاک خون ہو جائے۔ جان لینا۔ کہ میرا حسینؑ ذبح ہو گیا۔ (یہ تیسری مجلس ہے ذکر امام حسینؑ کی ام سلمہؓ کے گھر میں) +

صاحب ینابیع و دیگر محدثین نے حضرت زینب بنت جحشؓ ام المومنین سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز دوپہر کے وقت حضرت رسول خداؐ میرے حجرہ میں آرام فرما رہے تھے۔ اور حکم فرمایا تھا۔ کہ دروازہ بند کر دو۔ میں نے دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی۔ کہ میں نے دیکھا۔ امام حسینؑ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ امام حسینؑ اندر آ گئے۔ اور کہا۔ میرے نانا کہاں ہیں۔ میں نے کہا۔ آرام فرما رہے ہیں۔ ذرا آپ یہاں پر کھیلیں۔ فرمایا۔ نہیں میں تو اپنے نانا کے پاس جاؤنگا۔ یہ کہکر اندر چلے گئے۔ اور جا کر رسول خداؐ کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ حضرتؐ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور حسینؑ کے لب و دنداں کو بار بار چُومتے تھے۔ اور روتے تھے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ میرا بیٹا شط فرات پر ذبح کیا جائیگا۔ (یہ مجلس حضرت زینبؓ کے گھر ہوئی) +

مجالس ملائکہ

امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ مجھ پر ایک فرشتہ نازل ہوا۔ جو پہلے

اس سے کبھی نہیں آیا تھا۔ اور اُس فرشتہ نے مجھے کہا۔ کہ یہ بیٹا آپ کا حسینؑ قتل کیا جائیگا
اور اُس کے مقتل کی خاک مجھ کو دی۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کتب احادیث و تواریخ
سے پایا جاتا ہے۔ کہ بعد ولادت امام حسینؑ علیہ السلام اس قدر ملائکہ مبارکباد کیواسطے
رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ اُن کا شمار نہیں ہوسکتا۔ بعض محدثین نے
ساٹھ ہزار کی تعداد لکھی ہے۔ بعض ستر ہزار کہتے ہیں۔ مگر ہر ایک فرشتہ نے
بعد مبارکباد واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام بیان کیا۔ اور خاک کربلا حضرتؐ کو
دی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ واقعہ امام حسین علیہ السلام بیان کرنا ملائکہ کا فعل
ہے۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کہ ملائکہ کوئی فعل ایسا نہیں کرتے۔
جو رضامندی باری تعالےٰ کے خلاف ہو۔ لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون
ما یؤمرون۔ پ۲۸ سورہ تحریم۔ پس معلوم ہوا۔ کہ واقعہ امام حسینؑ کا بیان کرنا
عین رضامندی پروردگار ہے۔ اور نیز معلوم ہوا کہ خاک کربلا ہر ایک فرشتہ
کے پاس رہتی ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں۔ کہ یہ خاک کب سے فرشتوں کے پاس ہے۔
پس اس خاک کا پاس رکھنا بھی ملائکہ کا فعل ہے۔ پھر معلوم نہیں۔ کہ اس خاک پر
سجدہ کرنے والوں کو کیوں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اس واقعہ
کے سننے میں مسلمانوں کو کیوں توقف ہے۔ ابو جعفر محب الدین طبری نے مرسلاً
امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔
کہ ایک روز میں جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضرتؐ
نہایت بیتابی سے گریہ فرمائے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ کیا جناب
کو کسی نے رنج پہنچایا ہے۔ جس پر آپ گریہ فرمائے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں
بلکہ ابھی جبرئیلؑ نے مجھ کو خبر دی ہے۔ کہ میرا بیٹا حسینؑ دشت کربلا میں نہر فرات کے
کنارے پر ذبح کیا جائیگا۔ اس غم کو میں ضبط نہیں کرسکتا۔ جناب سرورِ کائنات

مجالس رسولؐ خدا

خلاصۂ موجودات نے اس واقعہ کو اس قدر بیان فرمایا ہے
کہ حضرتؐ کی مجالس کا سلسلہ وار جمع کرنا اور اُن کا شمار کرنا
قریباً ناممکن ہے۔ بعد ولادت امام حسینؑ جس وقت حضرتؐ نے امام حسینؑ کو دیکھا۔
اُسی وقت روتے تھے۔ اور واقعہ امام حسینؑ بیان کرتے تھے۔ کبھی حسینؑ کو دیکھ کر

فرماتے تھے۔ کانی بہ یستغیث فلا یغاث۔ یعنی گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ حسینؑ فریاد کر رہا ہے۔ اور کوئی اُس کی فریاد کو نہیں پہنچتا۔ اور کبھی فرماتے تھے۔ کانی بالسبایا علی اقتاب المطایا۔ یعنی میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ قیدی شتران برہنہ پر سوار ہیں۔ اور کبھی فرماتے تھے۔ کانی براسہ اھدی الی یزید۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اُس کا سر یزید کی طرف ہدیۃً بھیجا گیا ہے۔ اور کبھی حسینؑ کو دیکھکر فرماتے۔ صبراً یا ابا عبد اللہ یعنی اے حسینؑ تجھ کو صبر کرنا چاہیئے۔ جب حضرت سیدہؑ کے گھر جاتے حسینؑ کو دیکھتے واقعہ بیان کرتے۔ عیدین میں حسینؑ کو نیا لباس پہنا ہوا دیکھتے۔ تو روتے اور بیان کرتے غرض کس کس واقعہ کا بیان یہاں پر قلمبند کیا جائے۔ وعظ اور خطبہ کی حالت میں جب حسینؑ مسجد میں آنکلتے۔ تو تمام حاضرین کو واقعہ قتل حسینؑ بیان فرماکر سُناتے۔ چنانچہ محدثین فریقین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ کہ جناب رسالت مآبؐ ایک مرتبہ کسی سفر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ تھوڑی دور تشریف لے گئے۔ تو راستہ میں کھڑے ہو کر گریہ فرمانے لگے۔ صحابہ نے دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ ابھی جبرئیلؑ میرے پاس آئے۔ اور مجھ کو خبر دی۔ کہ میرا بیٹا حسینؑ زمین عراق میں ذبح کیا جائیگا۔ اور اُس کا سر کاٹ کر پھرایا جائیگا۔ جب اس سفر سے حضرتؐ واپس آئے۔ تو نہایت غمگین تھے۔ پس لوگوں کو جمع فرمایا۔ اور حسنؑ حسینؑ کو ہمراہ لیکر منبر پر تشریف لے گئے۔ اپنا دایاں ہاتھ امام حسنؑ کے سر پر رکھا اور بایاں امام حسینؑ کے سر پر۔ اور فرمایا۔ اللھم ان محمداً عبدك و رسولك وھذان اطائب عترتی و خیار ارومتی وافضل ذریتی ومن اخلفھما فی امتی وقد اخبرنی جبرئیل ان ولدی ھذا مقتول بالسم والاٰخر شھید مضرج بالدم اللھم فبارك له فی قتله واجعله من سادات الشھداء اللھم ولا تبارك فی قاتله۔ یعنی پروردگارا محمدؐ تیرا بندہ اور رسول ہے۔ اور یہ دونوں میری پسندیدہ عترت ہیں۔ اور میری بہترین ذریت ہیں۔ اور یہ دونوں وہ ہیں۔ جن کو میں اپنی امت میں اپنے بعد باقی چھوڑونگا۔ اور جبرئیلؑ نے مجھ کو خبر دی ہے۔ کہ ایک زہر ستم سے شہید کیا جائیگا اور دوسرا ذبح کیا جائیگا۔ خدایا اس کے قتل کو اس کے واسطے مبارک کر۔ اور اس کو تمام شہیدوں کا سردار گردان۔ اور اس کے قاتل کو برکت نہ دے۔ قال فضج الناس بالبکاء۔ راوی کہتا ہے۔ کہ تمام حضار مسجد

روئے۔ ثم قال انی تارک فیکم الثقلین الیٰ اخر الحدیث۔ (رسول خداؐ نے یہ واقعہ اپنی مسجد میں تمام صحابہ کے روبرو بیان کیا)۔ اور مختلف مقامات پر اپنے اصحاب سے بیان فرمایا۔ حبیب بن مظاہر۔ مسلم بن عوسجہ۔ بریر ہمدانی۔ انس بن حارث ان چار دل صحابیوں نے یہ واقعہ رسول خداؐ سے سُنا۔ اور ہمراہ امام حسین علیہ السلام دشت کربلا میں شہید ہُوئے۔ آخری مجلس رسول خداؐ کی وہ تھی۔ کہ جس وقت رسول خداؐ راہی جنت ہو رہے تھے۔ اور امام حسین علیہ السلام کو اپنے سینہ پر لٹائے ہُوئے فرما رہے تھے۔ مالی ولیزید۔ یزید کو میرے ساتھ کیا سروکار ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

ذاکر امیر المومنینؑ سامع براء صحابیؓ

ابن ابی الحدید و دیگر محدثین نے براء بن عازب صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ براء کہتے ہیں۔ ایک روز امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اے براء تو زندہ ہوگا۔ کہ میرا فرزند حسینؑ قتل کیا جائیگا۔ اور تو اُس کی مدد نہیں کریگا۔ براء کہتے ہیں۔ کہ حضرت امیرؑ نے راست فرمایا تھا۔ میری موجودگی میں حسینؑ شہید ہُوئے۔ اور میں اُن کی نصرت نہ کر سکا۔ محدثین لکھتے ہیں۔ کہ براء جب تک زندہ رہا۔ اس بات کا سخت افسوس کرتا تھا۔ (ذاکر امیر المومنینؑ اور سامع براء بن عازب صحابی ہے) + ابن عبد البر نے استیعاب میں اور ابن حجر مکی نے

دوسری مجلس امیر المومنینؑ کی

صواعق محرقہ میں اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے سر الشہادتین میں ابن اثیر نے کامل میں اور صاحب تاریخ خمیس و دیگر محدثین مورخین نے اپنی اپنی مولفات میں غرفہ بن حارث الازدی سے روایت کی ہے۔ غرفہ کہتے ہیں۔ کہ ہم لوگ علی علیہ السلام کے ہمرکاب صفین کو جا رہے تھے۔ جبکہ ہم کنار نہر فرات پر پہنچے۔ حضرت امیرؑ راستہ سے تھوڑی دور جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور ہم بھی حضرتؑ کے گرداگرد حلقہ کئے ہوئے کھڑے تھے۔ کہ حضرتؑ نے فرمایا۔ ھذا موضع رحالھم ومناخ رکابھم ومھراق دماءھم بابی من لا ناصر لہ فی الارض ولا فی السماء۔ یعنی یہ جگہ اُن کے خیموں کی ہے۔ اور یہ جگہ اُن کے اُترنے کی ہے۔ اور اس مقام پر اُن کے خون گرائے جائینگے۔ علیؑ کے ماں باپ فدا ہوں اُس بے یار و بے دیار پر جس کا کوئی

مددگار نہ ہوگا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اس واقعہ کو سُن کر میرے دل میں ہمیشہ شک رہا کرتا تھا۔ تا اینکہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ میں نے خود جا کر کربلا میں دیکھا جس جس مقام پر حضرتؑ نے نشان بتلائے تھے۔ اُسی طرح واقعہ ہوئے۔ ایک حرف بھی اُس سے خطا نہ ہُوا۔ اُس وقت مجھے یقین ہُوا۔ کہ امیرالمومنینؑ جو کچھ فرماتے تھے وہ سب راست تھا۔ جویریہ بنی مسہر العبدی کہتا ہے۔ کہ جنگ صفین میں میں لشکر امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ میں تھا۔ جب حضرتؑ زمین کربلا میں پہنچے۔ بے اختیار رونے لگے۔ اور اپنے چپ و راست نظر فرمائی۔ اور فرمایا۔ ھذا کربلا یقتل فیہ قوم یدخلون الجنۃ بغیر حساب۔ یعنی اس زمین کربلا میں ایک قوم قتل کی جائیگی۔ جو بہشت میں بغیر حساب داخل ہوگی۔ واللہ ھذا مناخ رکابہم و موضع منیتہم۔ قسم بخدا یہ اُن کی بار برداری کی جگہ ہے۔ اور یہ اُن کے خون کی جگہ ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ وہاں پر لوگوں نے چاہا کہ کوئی نشان کر دیں۔ اُس جنگل میں کوئی چیز پیدا نہ ہوئی۔ ایک شخص ایک اُونٹ کی ہڈی تلاش کر کے لایا۔ اور جس مقام پر حضرت امیرؑ نے نشان دیا تھا۔ دفن کر دی۔ جس وقت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ وہ اُونٹ کی ہڈی مقتل شہداء میں پائی گئی۔ اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے۔ کہ صفین میں میں ہمرکاب امیرالمومنینؑ تھا۔ جب حضرتؑ زمین کربلا میں پہنچے۔ ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ اور فرمایا۔ کہ اس زمین میں جوانان آل محمدؐ شہید ہو نگے۔ اور اُن کی مصیبت پر زمین و آسمان گریہ کرینگے۔ نصر بن مزاحم نے صفین کے حالات میں بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ عروۃ بارقی سعید بن مسیب کے پاس گیا۔ اور کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ جو کچھ خود تو نے امیرالمومنینؑ کی زبان سے سُنا ہو مجھ سے بیان کر۔ سعید نے بیان کیا۔ کہ جن ایام میں امیرالمومنینؑ صفین کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ مخنف بن سلیم نے مجھ کو حضرتؑ کی خدمت میں روانہ کیا۔ میں زمین کربلا میں حضرتؑ کی خدمت میں مشرف ہُوا۔ حضرتؑ زمین کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے۔ ھھنا ھھنا یعنی یہی جگہ ہے یہی جگہ ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ یا امیرالمومنینؑ یہ کیسی جگہ ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس مقام پر آل محمدؐ قتل کئے جائینگے۔ حسن بن کثیر کہتا ہے۔ کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا۔ کہ جن دنوں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام صفین کی طرف جا رہے تھے۔ میں ہمراہ تھا۔ جس وقت حضرتؑ زمین کربلا

میں پہنچے۔ توقف فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا امیرالمومنینؑ یہ زمین کربلا ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ نعم ذات کرب وبلاء۔ ہاں درست ہے۔ یہ زمین سخت مصیبت اور امتحان کی جگہ ہے پس حضرتؑ نے ایک قطعہ زمین کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا۔ ھھنا موضع رحالہم۔ یہ اُن کے خیموں کی جگہ ہے۔ پھر ایک دُوسرے قطعہ کی نسبت فرمایا۔ ھھنا تکون مھراق دمائہم۔ یہاں پر اُن کے خون گرائے جائینگے۔ ہرثمہ بن سلیم کہتا ہے۔ کہ جناب امیرالمومنینؑ جب جنگ صفین سے کوفہ کی طرف مراجعت فرمارہے تھے۔ میں ہمراہ تھا۔ وقت نماز زمین کربلا میں پہنچے۔ حضرتؑ نے اُس زمین پر نماز ادا فرمائی۔ اور ہم سب نے حضرتؑ کے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوکر حضرتؑ نے اُس مقام سے ایک مشت خاک اُٹھائی۔ اور اُس کی خوشبو لیکر فرمایا۔ واھاً لك ایتھا التربۃ لیحشرن منك قوم یدخلون الجنۃ بغیر حساب۔ ہائے اے خاک روز قیامت تجھ سے ایک قوم اُٹھیگی۔ جو جنّت میں بغیر حساب داخل ہونگے۔ راوی کہتا ہے۔ مجھ کو اس بات سے تعجب تھا۔ کہ امیرالمومنینؑ غیب کی خبریں بیان کرتے ہیں۔ عرصۂ دراز تک یہ خدشہ میرے دل میں رہا۔ تا اینکہ امام حسین علیہ السلام دشتِ کربلا میں وارد ہوئے۔ اور ابن سعد کی فوج میں مَیں بھی وارد کربلا ہُوا۔ اُس وقت حضرت امیرؑ کا فرمان مجھے یاد آیا۔ وہیں جنگ سے دست بردار ہوکر واپس کوفہ ہو گیا +

عبداللہ بن یحییٰ جو خاص زمین کربلا کا باشندہ ہے اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ کہ ہم لوگ مع امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام صفین سے واپس آرہے تھے۔ جب حضرت ہمارے گھروں کے قریب پہنچے۔ بلند آواز سے تین مرتبہ فرمایا۔ صبراً ابا عبد اللہ صبراً ابا عبد اللہ صبراً ابا عبد اللہ صبراً لبشاطی الفرات۔ میں نے عرض کیا۔ یا امیرالمومنینؑ ابا عبداللہؑ کون ہے اور کیا ماجرا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میرا بیٹا حسینؑ زمین کربلا میں نہر فرات کے کنارہ پر ذبح کیا جائیگا۔ اور وہ یہی زمین ہے۔ صاحب درالنظیم جمال الدین یوسف بن حاتم شامی اپنی کتاب میں عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ کہ میں صفین کے سفر میں حضرت امیرالمومنینؑ کے ہمراہ

تھا۔ زمین نینوا پر پہنچ کر حضرت امیرؑ گھوڑے سے اُترے۔ اور مجھے بُلا کر فرمایا۔ یا ابن عباس
اس زمین کو پہچانتے ہو۔ مَیں نے عرض کیا۔ نہیں یا امیر المومنینؑ۔ فرمایا۔ بیشک اگر تم اسکو پہچانتے
جیسے مَیں اس کو جانتا ہوں۔ تو البتہ تم اس سے نہ گزرتے مگر آنکہ میری طرح گریہ و بکا کرتے۔
عبداللہ کہتے ہیں۔ حضرت امیرؑ اس قدر روئے۔ کہ آنسو حضرتؑ کے سینہ پر جاری تھے۔
اور مَیں نے بھی حضرتؑ کے ساتھ رونے میں موافقت کی۔ اُس گریہ و بکا کی حالت میں
حضرت فرماتے تھے۔ آہ آہ مالی ولآل ابی سفیان مالی ولآل حرب حزب
الشیطان واولیاء الکفر صبراً یا ابا عبد اللہ فقد لقی ابوک مثل الذی تلقی منہم
آہ آہ میرے ساتھ آل ابوسفیان کو کیا مطلب ہے میرے ساتھ لشکر شیطان اور سرداران
کفر کو کیا سروکار ہے۔ صبر کر اے حسینؑ۔ جو جو مصیبتیں تجھ پر وارد ہونگی۔ اُن میں سے
کچھ کچھ تیرے باپ نے بھی اُٹھائی ہیں۔ عبداللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرتؑ نے وضو
فرمایا۔ اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اور ان کلمات کو بار بار فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ تھوڑی
دیر کے لئے حضرت سو گئے۔ بیدار ہوئے۔ تو مجھے پکارا۔ مَیں نے عرض کیا۔ مَیں حاضر
ہوں یا امیر المومنینؑ۔ فرمایا۔ مَیں نے ابھی خواب دیکھا۔ چاہتا ہوں کہ بیان کروں مَیں
نے عرض کیا۔ فرمائیے۔ فرمایا۔ مَیں نے دیکھا۔ کہ چند سوار شمشیر لگائے ہوئے سفید
لباس سفید علم ہاتھوں میں لئے اس زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ اور اس زمین کے گرد
ایک حلقہ کھینچ دیا ہے۔ اس کے بعد مَیں نے دیکھا۔ کہ یہ زمین ایک دریائے خون
ہے۔ اور اُس میں میرا حسینؑ غرق ہو رہا ہے۔ اور فریاد کرتا ہے۔ کوئی اُس کی فریاد کو
نہیں سُنتا۔ یا ابن عباس قسم ہے خداوند عالم کی۔ کہ سچے رسولؐ نے مجھ کو پہلے سے
اس واقعہ کی خبر دے رکھی ہے۔ کہ میرا فرزند حسینؑ مع برادران و فرزندان و عزیزان و
دوستان اس خاک میں شہید ہوگا۔ اور یہی وہ زمین زمین کربلا ہے جو اہل آسمان میں
معروف ہے۔ حدیث طولانی ہے۔ بقدر حاجت نقل کی گئی ہے۔ مؤرخین اسلام نے
اپنی اپنی تصنیفات میں کثیر ابن شہاب حارثی کوفی۔ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ کہتے
ہیں۔ ایک روز ہم رحبہ کوفہ میں امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ حسین علیہ السلام
تشریف لائے۔ حضرت امیرؑ نے حسینؑ کو دیکھ کر یہ آیہ مجیدہ تلاوت فرمائی۔ فما بکت
علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین۔ اور فرمایا۔ قسم ہے خداوند عالم کی جو

رب العالمین ہے۔ کہ یہ میرا بیٹا شہید ہوگا۔ اور اس پر آسمان و زمین گریہ کرینگے سبط ابن جوزی نے اپنے تذکرہ میں روایت کی ہے۔ کہ حضرت امیرؑ نے عمر سعد کو دیکھا اور فرمایا۔ اے عمر کیا حال ہوگا تیرا۔ جس روز تو بہشت اور دوزخ میں متردد ہوگا۔ اور آخر دوزخ کو اختیار کریگا۔ مؤلف حضرت امیرؑ نے اس واقعہ کو کوفہ میں بالائے ممبر اور اور وقتوں میں اس قدر بیان فرمایا ہے۔ کہ اگر ان تمام روایات کو جمع کیا جائے۔ تو ایک مجلد ضخیم طیار ہو سکتا ہے۔ باقی صحابہ جنہوں نے اس واقعہ کو رسول خداؐ یا علیؑ مرتضےٰ سے سنا بیان کرتے رہے۔ سلمان فارسیؓ۔ ابوذر غفاریؓ۔ کعب الاحبار۔ میثم تمار۔ رشید ہجری۔ حبیبؓ بن مظاہر۔ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔ زوجات نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے حضرت عائشہ۔ ام سلمہ۔ زینب بنت جحش۔ ان تمام بزرگواروں نے یہ واقعہ وقتاً فوقتاً بیان فرمایا۔ اور قبل از شہادت امام حسین علیہ السلام وہ اس واقعہ سے واقف تھے۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا بنت خاتم الانبیاء صلواۃ اللہ علیہا وعلیٰ ابیہا وزوجہا وذریتہا نے اپنے بیٹے کی شہادت پر قبل از واقعۂ شہادت مرثیہ فرمایا

مجلس جناب امیر علیہ السلام

اہل تاریخ نے اپنی اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔ کہ ماہ مبارک رمضان میں ایک روز جناب امیرؑ مسجد کوفہ میں ممبر پر تشریف لے گئے مسجد تمام صحابہ و تابعین سے پُر تھی۔ حضرتؑ نے پہلے ایک خطبہ مشتمل بر حمد الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی پڑھا۔ اور اس کے بعد حاضرین کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ اور عذاب آخرت سے خبردار فرمایا۔ اور ثواب اخروی کا امیدوار بنایا۔ بعد اس کے حضرتؑ نے امام حسنؑ کی طرف دیکھا جو ممبر کے بائیں طرف تشریف رکھتے تھے۔ اور فرمایا "یا بنی کم مضی من شہرنا ھذا" یعنی اے بیٹا اس ماہ مبارک کے کتنے دن گذر چکے ہیں۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ کہ اس ماہ مبارک کے تیرہ روز گذر چکے ہیں۔ پھر حضرتؑ نے امام حسینؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا "کم بقی من شہرنا ھذا" یعنی ہمارے اس مبارک مہینہ کے کتنے روز باقی رہ گئے ہیں حضرت امام حسینؑ نے عرض کیا۔ کہ سترہ روز باقی ہیں۔ پس حضرتؑ نے اپنا دست مبارک ریش مقدس پر پھیرا۔ اور فرمایا "لیخضبن اشقی الناس فی ھذا الشہر من دم راسی" یعنی شقی ترین مردم اسی مہینہ میں میرے سر کے خون سے اس ریش کو رنگین کریگا۔ یہ فرما کر

حضرت اس قدر روئے۔ کہ ریش مقدس آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور حاضرین بھی بہت روئے۔
پھر حضرت ؑ نے حاضرین کی طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا۔ ایہا الناس کیا گمان کرتے ہو۔ کہ
علیؑ ابن ابی طالب موت سے ڈر کر گریہ کر رہا ہے۔ ہرگز نہیں (واللہ ابن ابی طالب انس
بالموت من الطفل بثدی امہ) قسم بخدا ابیطالب کا بیٹا موت کے ساتھ ایسا انس رکھتا
ہے۔ کہ وہ انس بچہ کو اپنی ماں کے پستانوں سے بھی نہیں۔ میں ہمیشہ مرگ کا مشتاق
رہا ہوں۔ اور ہمیشہ راہ خدا میں قتل ہونے کا انتظار رکھتا ہوں۔ بلکہ میں اپنے لخت جگر
حسنؑ اور حسینؑ کی حالت پر روتا ہوں۔ جو فرزند ہیں رسول خداؐ کے اور امانت ہیں رسولؐ
کی اُس کی اُمت میں۔ وطن سے دور ہیں۔ غریب الدیار ہیں۔ اور ابھی تک اپنی والدہ
ماجدہ فاطمۃ الزہراؑ اور نانا رسول خداؐ کے غم میں مبتلا ہیں۔ کہ اس غربت اور مسافرت میں
اپنے باپ کے داغ مفارقت میں گرفتار ہونگے۔ اور جفا کاران امت سے کیا کیا ظلم ان
پر گذرینگے۔ آخر ایک ان میں سے زہر ستم سے شہید کیا جائیگا۔ اور اُس کا جگر ستر ٹکڑہ
ہو کر نکلیگا۔ اور امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اس کو بھوکا پیاسا
فرات کے کنارے پر ذبح کرینگے۔ اور اُس کی نعش کو بے گور و کفن ریگ پر چھوڑ دینگے۔
اور اُس کے اہل و عیال کو اسیر کر کے شہر بشہر پھرائینگے۔ اس کے بعد حضرت ؑ نے فرمایا۔
کہ حاضرین پر لازم ہے۔ کہ میرا اسلام غائبین کو پہنچا دیں۔ اور کہدیں۔ کہ جو شخص میرے
بیٹوں کے غم میں گریہ و زاری کریگا۔ اور ان کے غم میں شریک ہوگا۔ اُس کا رونا اور
محزون ہونا ضائع نہیں ہوگا۔ انتہی بقدر الحاجت +

مجلس جناب امیر علیہ السلام

مورخین اسلام نے لوط بن یحییٰ سے اور اُس نے
عبداللہ بن قیس سے روایت کی ہے۔ عبداللہ کہتا
ہے۔ کہ میں جنگ صفین میں حضرت امیر المومنین ؑ کے ہمرکاب تھا۔ کہ ابوالیوب اعور معاویہ
کے سپہ سالار نے حضرت امیر المومنین ؑ کے لشکر کا پانی بند کر دیا۔ مسلمانوں نے
حضرت امیر ؑ کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی۔ حضرت ؑ نے ایک گروہ کو مامور فرمایا۔
کہ ابوالیوب سے پانی کا گھاٹ چھڑا لیں۔ وہ لوگ گئے۔ اور شکست کھا کر واپس آگئے۔
حضرت ؑ نہایت دلتنگ ہوئے۔ امام حسین علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ مجھ کو ابوالیوب
کے مقابلہ کی اجازت فرمائی جائے۔ حضرت ؑ نے اجازت فرمائی۔ اور امام حسین ؑ نے

اجازت پاکر ابوایوب پر حملہ کیا۔ اور پانی کا گھاٹ ابوایوب سے لے لیا۔ لشکری حضرت امیرؑ کی خدمت میں مبارکباد کے واسطے حاضر ہوئے۔ کہ امام حسینؑ نے ابوایوب پر فتح پائی ہے۔ حضرتؑ اس مبارک باد کو سُن کر بہت روئے۔ اہل لشکر نے عرض کی۔ یا امیرالمومنین یہ پہلی فتح ہے کہ امام حسینؑ نے حاصل کی ہے۔ پھر اس رونے کا کیا باعث ہے؟ فقال انہ سیقتل عطشانا بطف کربلا حتی ینفر فرسہ و یحمحم و یقول الظلیمۃ الظلیمۃ لامۃ قتلت ابن بنت نبیھا۔ فرمایا۔ میرا حسینؑ اسی فرات کے کنارے پر پیاسا قتل کیا جائیگا۔ اور اُس کا گھوڑا فریاد کریگا۔ اور اپنی فریاد میں کہیگا۔ کہ فریاد ہے اُس امت سے جس نے اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کیا +

دیوان جو جناب امیرؑ کی طرف منسوب ہے جس کی شرح حکیم میبذی نے کی ہے۔ واقعہ کربلا کے متعلق چند اشعار جناب امیرؑ کے فرمائے ہوئے ہیں:۔

کانی بنفسی واعقابہا + وبالکربلاء و محرابہا + فتخضب منا اللحا بالدما
خضب العروس باثوابہا + اراھا ولم یک رای العیان + واوتیت مفتاح ابوابہا
مصائب تابالک من ان ترد + فاعددلھا قبل منتابہا

خلاصہ مطلب ان اشعار کا یہ ہے۔ کہ جناب امیرؑ حضرت امام حسینؑ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ میں خود اور میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد گویا ہم سب کربلا میں ہیں جو محل حرب ہے۔ اسی دشت میں ہمارے چہرہ خون سے اس طرح خضاب کئے جائینگے جیسے نوعروس اپنے لباس کو سُرخ کرتی ہے۔ میں اس واقعہ کو دیکھ رہا ہوں۔ نہ ایسا دیکھنا جو آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ آنکھ بعض دفعہ دیکھنے میں غلطی کرتی ہے۔ اور مجھ کو اس واقعہ کے دروازے کی کنجیاں دیگئی ہیں۔ یہ مصائب ٹل نہیں سکتے۔ پس تجھ کو اے حسینؑ ان مصائب کے واسطے طیار اور مستعد رہنا چاہئیے +

آخری مجلس جناب امیرؑ

جیسے رسول خداؐ کے مجالس شمار نہیں ہوسکتے۔ یعنی جس قدر رسول خداؐ نے اس واقعہ کو بیان فرمایا پُورے طور پر شمار نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جناب امیرؑ نے بھی وقتاً فوقتاً اس واقعہ کو اس قدر بیان فرمایا۔ کہ اُس کی پوری تعداد لگائی نہیں جاسکتی۔ گویہ واقعہ ان بزرگواروں کی زبانوں پر اس قدر جاری تھا کہ اپنی حیات کے پُورا ہونے تک اس کو

بیان کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وقتِ مرگ بھی اس کو بیان فرمایا۔ چنانچہ اسلام کی تاریخی کتابوں میں جابجا موجود ہے۔ کہ جس وقت حضرت امیرؑ کے سر اقدس پر ابن ملجم مرادی نے ضربت لگائی۔ اور ۲۱ رمضان المبارک کو عالم قدس کی طرف سفر کرنے کا وقت آپہنچا اُس وقت تمام اولاد کو حضرتؑ نے جمع فرمایا۔ بعد پند و نصائح کے امام حسن علیہ السلام کو فرمایا۔ کہ تو زہر ستم سے شہید کیا جائیگا۔ اور امام حسین علیہ السلام کو فرمایا کہ تیرا سر ایک ملعون جس کے چہرہ پر برص کے داغ ہونگے بدن سے علیحدہ کریگا۔ اور سترہ تن اہلبیت سے تیرے ساتھ شہید ہونگے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ تمہارے بدن بے غسل و کفن و بے گور ریگ بیابان پر پڑے ہوئے ہیں۔ اور تیرے اہل حرم کو اسیر کرکے شہر بشہر پھرائینگے۔ اور تیری مصیبت پر آسمان و زمین گریہ کرینگے۔ (مؤلف۔ ان تمام مجالس میں ذاکر مصیبت حسینؑ امیر المومنین علی ابن ابی طالب تھے۔ اور سامعین مہاجرین و انصار اور تابعین تھے) +

امام حسنؑ نے وقتِ شہادت واقعہء کربلاء کا ذکر فرمایا

صاحب روضۃ الشہداء و دیگر مؤرخین نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ کہ جس وقت امام حسنؑ کی شہادت کا وقت قریب پہنچا۔ اور زہر کا اثر بدن مبارک میں پھیل گیا۔ اور جگر حضرتؑ کا زہر کے اثر سے خون ہوکر قے کے ذریعہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اُس وقت امام حسینؑ اور تمام خاندان رسالت حضرتؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ یکایک امام حسنؑ کے بدن مبارک کا رنگ سبز ہوگیا۔ اور حضرتؑ کی حالت متغیر ہوگئی۔ حضرت امام حسینؑ نے عمامہ سر سے اُتار دیا۔ اور فریاد واخاہ کی بلند فرمائی۔ اور خاندان رسالت میں ایک قیامت برپا ہوگئی۔ حضرت امام حسینؑ نے عرض کی۔ کہ آپکے بدن کا رنگ کیوں سبز ہوگیا ہے حضرت امام حسنؑ نے فرمایا۔ صدق اللہ وصدق رسولہ الکریم۔ یعنی اللہ نے اور اُس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔ میں نے اپنے جد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ شب معراج جب مجھ کو جنت کی سیر کرائی گئی۔ رایت فیھا قصرین عالیین احدھما من زمرد الاخضر والاخری من یاقوت الاحمر۔ میں نے بہشت میں دو

عالی شان قصر دیکھے۔ ایک زمرد سبز کا اور دُوسرا سُرخ یاقوت کا بنا ہُوا تھا۔ مَیں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا۔ کہ یہ قصر کس کے واسطے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ ایک قصر حسنؑ کا اور دُوسرا حسینؑ کا ہے۔ مَیں نے کہا اے جبرئیلؑ اللہ تعالےٰ نے ان کو ایک ہی رنگ پر کیوں نہیں مخلوق فرمایا۔ پس جبرئیلؑ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ مَیں نے کہا۔ اے جبرئیلؑ کیوں خاموش ہو گئے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ مجھ کو شرم آئی۔ کہ ایسے مقام پر آپ کو ایک غمناک واقعہ سُناؤں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ کا بیٹا حسنؑ زہر ظلم سے شہید ہوگا۔ اور اُس کے آخری بدن کا رنگ زہر کے اثر سے سبز ہو جائیگا۔ اس مناسبت سے اللہ تعالےٰ نے قصر امام حسنؑ کو سبز مخلوق فرمایا۔ اور آپ کا بیٹا حسینؑ خنجر ظلم سے دشت ماریہ میں تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا جائیگا۔ اور اشقیاء اُس کی نعش بے دفن چھوڑ کر چلے جائینگے۔ بدن اُس کا خون میں سُرخ ہوگا۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے قصر حسینؑ کو سُرخ مخلوق فرمایا۔ اس کو سُن کر رسول خداؐ روئے۔ اور جبرئیلؑ بھی غمگین ہوئے۔ (گویا یہ مجلس بہشت میں واقعہ ہوئی تھی۔ اور دوبارہ اس کو امام حسنؑ نے وقت شہادت بیان فرمایا) +

مجلس ذاکر رسول خداؐ اور سامع امام حسینؑ

محمد بن ابی طالب اور ابی اسحاق اسفرائنی اپنی کتاب مقتل میں اور دیگر مورخین اسلام نے اپنی اپنی تصنیفات میں لکھا ہے۔ کہ جب یزید بن معاویہ شام میں سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ تو ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو حاکم مدینہ کیا۔ ولید نے یزید کو خط لکھا۔ کہ اہل مدینہ میں سے حسینؑ بن علی علیہما السلام تجھ کو خلیفۃ المسلمین نہیں مانتے۔ اور تیری اطاعت واجب نہیں جانتے۔ اس پر یزید نے ولید کو حکم بھیجا۔ کہ اہل مدینہ کے مفصل حالات سے مجھ کو اطلاع دے۔ کہ کون میرا مطیع اور کون میری اطاعت سے انکار کرتا ہے۔ لیکن نبرے جواب کے ساتھ سر امام حسینؑ بھی دربار میں آئے۔ ولید نے حضرتؑ کو طلب کیا۔ اور بہت سی گفتگو فیمابین ہُوئی۔ جیسے کہ مورخین نے اپنے مقام پر مفصل تحریر کیا ہے۔ اس کے بعد خیر خواہان یزید نے اہلبیتؑ کو تنگ کرنا شروع کیا۔ اور رات دن اس گھات میں رہنے لگے۔ کہ حضرت سید الشہداؑ کو مدینہ میں شہید کردیں۔ حضرتؑ نے تنگ آکر مکہ معظمہ کی طرف

تشریف لے جانے کا قصد فرمالیا۔ اور نصف شب کے وقت حضرت قبر مبارک رسول خداؐ پر آئے۔ اور بعد سلام امت کے ظلموں کا شکوہ فرماتے رہے۔ اور اپنے سر مبارک کو قبر مقدس پر رکھ کر اس قدر روئے۔ کہ حضرتؑ کو نیند آگئی۔ اسی عالم خواب میں حضرتؑ نے دیکھا۔ کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ اور حضرتؑ کے یمین و یسار صفوف ملائکہ بے شمار ہیں۔ رسول خداؐ نے امام حسینؑ کو اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا "یا حبیبی یا حسین کانی اراک عن قریب مرملا بدمائک مذبوحاً بارض کرب وبلاء من عصابۃ من امتی وانت مع ذلک عطشان لا تسقی وظمآن لا تروی وھم مع ذلک ترجون شفاعتی" یعنی اے میرے حبیب اے حسینؑ۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ میری امت کے ایک گروہ نے تجھ کو بھوکا پیاسا زمین کربلا میں ذبح کیا ہے۔ اور تو اپنے خون میں غلطاں ہے۔ اس پر یہ گروہ میری شفاعت کی بھی امید رکھتے ہیں +

اپنی مصیبت کا ذکر امام حسینؑ نے فرمایا اور ملائکہ نے سنا

ابی اسحاق اسفرائنی جو علماء اہلسنت سے ہیں۔ اپنی کتاب نور العین فی مقتل الحسینؑ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب امام حسین علیہ السلام نے بنی امیہ کے جور و ظلم سے مدینہ منورہ کو چھوڑا۔ اور اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لیکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلی منزل پر گروہ ملائکہ سلاح جنگ پہنے ہوئے بہشت کے گھوڑوں پر سوار حاضر خدمت ہوئے۔ اور عرض کیا۔ اے فرزند رسول ہم تیرے جد رسول خداؐ کی خدمت میں جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ اب تیری نصرت کے واسطے تیری خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ جو حکم ہو۔ بجالائیں۔ فقال الموعد حضرتی والبقعۃ التی استشھد فیھا فھی کربلاء فاذا وردتھا فاتونی۔ یعنی فرمایا۔ تمہارا میرا وعدہ اُس جگہ پر ہے۔ جہاں میں شہید کیا جاؤنگا۔ اور جہاں میری قبر ہوگی۔ اور وہ زمین کربلا ہے۔ جب میں وہاں پہنچوں۔ تم اُس مقام پر حاضر ہونا +

اپنے واقعہ کا ذکر حسینؑ نے جنات کے رُوبرُو بیان فرمایا

علامہ ابی اسحٰق لکھتے ہیں۔ دُوسری منزل پر جنات حاضر خدمت امام حسینؑ ہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ اے فرزند رسولؐ ہم تیرے والد بزرگوار کے دوستدار ہیں۔ تیری خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ تیرے ہمرکاب ہو کر تیرے دشمنوں سے کے ساتھ جہاد کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا" اما قرأتم کتاب اللہ المنزل علی جدی رسول اللہ لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم " یعنی کیا تم نے وہ کتاب تلاوت نہیں کی۔ جو اللہ تعالےٰ نے میرے جد رسول خداؐ پر نازل فرمائی ہے۔ اُس کتاب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جن پر قتل ہو جانا لکھا گیا ہے۔ وہ لوگ اپنے قتل گاہ کی طرف چل پڑے ہیں۔ پس اگر میں اُس جگہ نہ پہنچا۔ تو کون میری جگہ آزمایا جائیگا۔ اور نیک و بد کی تمیز کس طرح حاصل ہو سکیگی۔ تم عاشورے کے دن کربلا میں حاضر ہونا جس کے آخری حصہ میں میں قتل کیا جاؤنگا۔ اور میرا سر یزید کی طرف روانہ کیا جائیگا ✦

واقعہ کربلا کو امام حسینؑ نے مکہ معظمہ میں تمام حجاج کے رُوبرُو بیان فرمایا جس میں اَجلّہ صحابی عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن زبیر وغیرہ حاضر تھے

مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ حضرت امام حسینؑ شب یکشنبہ اٹھائیس تاریخ ماہ رجب کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ اور روز جمعہ آخر ماہ شعبان وارد مکہ معظمہ ہوئے رمضان، شوال۔ ذیقعدہ مکہ معظمہ میں اقامت فرمائی۔ اسی اثناء میں یزید نے چند بدمعاشوں کو مأمور کیا۔ کہ فرزند رسولؐ کو موقعہ پا کر بیت اللہ الحرام میں قتل کر دیں۔ پس جب فرزند رسولؐ کو جائے امن میں بھی امن سے رہنا نہ ملا۔ تو حضرتؑ نے ۸ ماہ ذی الحجہ کو بیت اللہ میں تمام حاضرین مکہ کے روبرو یہ خطبہ ارشاد فرمایا:۔

الحمد للہ وما شاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ علی رسول اللہ وآلہ وسلم

خُطّ الموت علی ولد ادم کخط القلادۃ علی جید الفتاۃ وما اولھنی الی اسلافی اشتیاق یعقوب الی یوسف وخیر لی مصرع انا لاقیہ کانی باوصالی یتقطعھا عسلان الفلوات بین النواویس وکربلا فیملان منی اکراشاً جوفاً واجوفۃ سغباً لا محیص عن یوم خط بالقلم رضی اللہ رضانا اھل البیت نصبر علی بلائہ ویوفینا اجور الصابرین لن تشذ عن رسول اللہ لحمۃ وھی مجموعۃ لہ فی خطیرۃ القدس تقر بھم عینہ وینجز لھم وعدہ ومن کان فینا باذلاً مھجتہ موطناً علی لقاء اللہ نفسہ فلیرحل معنا فانی راحلٌ مصبحاً انشاء اللہ تعالے۔ بعد حمد ثنائے الٰہی و درود رسالت پناہی ارشاد فرماتے ہیں کہ بنی آدم کی گردنوں پر موت نے ایسے نشان کئے ہوئے ہیں۔ جیسے عورتوں کے ہنسلی پہننے سے نشان پڑ جاتا ہے۔ اور مجھ کو اپنے گزشتہ بزرگوں کے اشتیاق نے ایسا شیدا کر رکھا ہے۔ جیسے یوسفؑ کے اشتیاق میں یعقوبؑ شیدا تھے۔ اور میرے لئے ایک قتل گاہ مقرر اور معیّن کی گئی ہے۔ جہاں پر میرا جانا ضروری ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ میرے اعضاء بدن کو دشت کربلا میں جنگل کے بھیڑیے یعنی اہل کوفہ پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ اور اپنی امیدوں کے پیٹ کو میرے خون اور گوشت سے بھر رہے ہیں۔ اور قضا و قدر الٰہی سے کچھ چارہ نہیں ہے۔ ہم اہلبیتؑ راضی برضاء الٰہی ہیں۔ ہم اُس کے امتحان پر صبر کرتے ہیں۔ اور وہ ہم کو صبر کا اجر عنایت فرماتا ہے۔ یہ گمان نہ کرو۔ کہ رسول خداؐ کے گوشت کا ٹکڑا رسولؐ سے علیحدہ ہوگا۔ بلکہ خلد بریں میں رسولؐ کے ساتھ ہوگا۔ اُن کو دیکھ کر رسولؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی۔ اور خدا کا سچا وعدہ پورا ہوگا۔ پس جو شخص اپنی جان کو ہم پر فدا کرنے سے نہ ڈرے۔ اور اپنے نفس کو ملاقات پروردگار پر مستعد پائے۔ ہمارے ساتھ ہولے۔ کیونکہ کل صبح میں انشاء اللہ تعالےٰ روانہ ہوجاؤنگا۔ (مؤلف۔ اس خطبہ کے بعد حضرتؑ عرفہ کے دن یعنی ۹ تاریخ ذی الحجہ کو بیت الحرام سے روانہ ہوئے۔ دوستان اہلبیتؑ کے دلوں پر یہ صدمہ قیامت تک رہیگا۔ کہ عرفہ کے دن تمام دُنیا کے مسلمان مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔ اور والیٔ مکہ کا فرزند اُس روز مکہ سے روانہ ہوتا ہے) +

مجلس امام حسینؑ کربلا میں

روانگی مکہ سے تا ورود کربلا حضرت امام حسینؑ نے راستہ میں ہر منزل پر اپنے واقعہ کا ذکر فرمایا۔ خوف طوالت سے خلاصۂ ان مجالس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو منزل خزیمیہ میں جناب سیدہ زینبؑ نے جنات کا نوحہ سُنا۔ منزل ثعلبیہ میں حضرتؑ نے عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مسمع کو واقعہ کربلا سُنایا۔ منزل بطن عقبہ میں عمر بن لوذان کو اپنا حال اور مآل تمام سُنایا۔ اسی طرح ہر منزل پر اس واقعہ کو ذکر فرماتے ہوئے دوسری تاریخ ماہ محرم روز پنجشنبہ حضرت وارد کربلا ہوئے۔ زمین کربلا پر پہنچکر حضرتؑ نے دریافت فرمایا کہ اس زمین کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اس کو زمین ماریہ کہتے ہیں۔ فرمایا۔ کوئی اور نام بھی اس زمین کا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ شط فرات بھی اس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کوئی اور نام۔ لوگوں نے عرض کیا۔ غاضریہ بھی اس کو کہتے ہیں۔ فرمایا۔ کوئی اور نام۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کربلا بھی اسی زمین کا نام ہے۔ فرمایا۔ ہاں "ارض کرب و بلا" یعنی مصیبت اور بلا کی یہی زمین ہے۔ ثم قال قفوا ولا ترحلوا منها فهٰهنا والله مناخ ركابنا وهٰهنا والله سفك دمائنا وهٰهنا والله هتك حريمنا وهٰهنا والله قتل رجالنا وهٰهنا والله ذبح اطفالنا وهٰهنا والله تزار قبورنا بهذه التربة وعدني جدي رسول الله ولا خلف لقوله۔ یعنی پھر اپنے ہمراہیوں سے فرمایا ٹھیر جاؤ۔ اب آگے نہ چلو۔ قسم ہے خدا کی۔ ہماری سواریوں کی خوابگاہ یہی ہے۔ قسم بخدا اسی جگہ پر ہمارا خون گرایا جائیگا۔ قسم بخدا اسی مقام پر ہمارا اسباب لوٹا جائیگا۔ قسم بخدا اسی زمین پر ہمارے مرد قتل کئے جائینگے۔ قسم بخدا اسی زمین پر ہمارے بچے ذبح ہونگے قسم بخدا اسی مقام پر لوگ ہماری قبروں کی زیارت کرینگے۔ اسی زمین کی خبر میرے جد رسول خداؐ نے فرمائی ہے۔ اور حضرتؐ کا ارشاد جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ مؤلف۔ کربلا میں فرزند رسولؐ اس واقعہ کو ہر سہ لحظہ ہر آن کبھی اپنے بیٹوں سے کبھی بھتیجوں سے کبھی بھائیوں سے کبھی اپنی ہمشیرہ سے کبھی اپنے دوستوں سے بیان فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ شب عاشورہ سب کو ایک خیمہ میں جمع فرمایا۔ ابو حمزہ ثمالی جناب سید الساجدین زین العابدین علی بن حسینؑ سے روایت کرتا ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا۔ جب شب عاشورہ آئی۔ تو میرے والد نے اپنے تمام اصحاب اور اہلبیت کو ایک خیمہ میں جمع فرمایا۔ بعد حمد خدا و

درود مصطفےؐ ارشاد فرمایا۔ "یا اھلی و شیعتی اتخذ واھذا اللیل جمالکم فی حل لیس علیکم بیعتی"۔ یعنی اے میرے عزیزو اے میرے دوستو رات کا وقت ہے اندھیرا ہے۔ تم اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر نکل جاؤ۔ میں نے تمکو اپنی بیعت سے آزاد کیا۔ اور قوم کو میرے سوا دوسرے سے مطلب نہیں ہے۔ اس کو سُن کر اصحاب میں سے زہیر بن القین رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ اے فرزند رسولؐ آپ کی امداد میں اگر میں قتل کیا جاؤں۔ اور پھر مجھ کو جلایا جائے۔ اور پھر میری راکھ کو ہوا میں اُڑایا جائے اور ہزار مرتبہ اسی طرح میرے ساتھ کیا جائے۔ تو بھی میں آپ کی نصرت سے ہاتھ نہ اُٹھاؤں اور صبح تو ایک ہی مرتبہ قتل ہونا ہے۔ اور پھر نعیم ابدی میں داخل ہو جانا ہے۔ اسی طرح باری باری کل اصحاب حسینؑ اور اہلبیت حسینؑ نے تقریریں کیں۔ حضرتؑ نے سب کو دعاء خیر فرمائی۔ اور فرمایا۔ کہ میں تمکو پھر آگاہ کرتا ہوں۔ کہ آج تم سب قتل کئے جاؤ گے۔ قالوا الحمد للہ الذی شرفنا معک بالقتل۔ سب نے متفق ہو کر عرض کی۔ اے فرزند رسولؐ ہم شکر کرتے ہیں اُس پروردگار کا جس نے یہ شرف ہم کو بخشا۔ کہ تیری رکاب میں درجہ شہادت سے فائز ہونگے۔ (مؤلف۔ اس تمام رات کو حضرتؑ نے صبح ہونیوالے واقعہ کا بیان فرمایا) +

صبح عاشورہ یہ واقعہ پھر جناب رسول خداؐ نے بیان فرمایا

کتاب مناقب و دیگر کتب معتبرہ میں وارد ہوا۔ کہ صبح عاشورہ کو حضرت امام حسینؑ تھوڑی دیر کے لئے سو گئے۔ جب بیدار ہوئے۔ تو فرمایا۔ جیسا کہ ہو۔ میں نے اس وقت کیا دیکھا ہے۔ اصحاب اور اہلبیت نے عرض کیا۔ کہ آپ نے کیا دیکھا ہے۔ فرمایا۔ میں نے دیکھا۔ کہ بہت سے کتے مجھ کو کاٹتے ہیں۔ اور اُن میں ایک ابلق کتا ہے۔ جو سب سے زیادہ مجھ پر شدت کرتا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ان اشقیا میں سے جو مجھ کو قتل کریگا۔ وہ ملعون مبروص ہے۔ فرمایا۔ اس کے بعد میں نے اپنے جد رسول خداؐ کو دیکھا۔ کہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ میرے پاس تشریف لائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ اے بیٹا تو شہید آل محمدؐ ہے۔ اہل آسمان اور قدوسین تیرے صبر اور رضا پر خوش ہوئے ہیں۔ آج کی رات تیرے روزے کا افطار

میرے پاس ہوگا۔ یہ فرشتہ حاضر ہوا ہے۔ کہ تیرے خون کو ایک سبز شیشہ میں محفوظ رکھے۔ مؤلف۔ صبح عاشورہ کو یہ واقعہ شروع ہوا حضرتؑ کے اصحاب اور عزیز باری باری درجۂ شہادت پر فائز ہوتے گئے۔ حضرت ہر ایک کو وداع فرماتے گھوڑے پر سوار کرتے تھے۔ اور ہر ایک کے استغاثہ پر تشریف لیجاتے تھے۔ اور بعد شہادت ہر ایک نعش کو اٹھا کر لاتے تھے۔ ظہر کے وقت تک نہ لشکر رہے نہ سپاہ رہے نہ کثرت الناس رہے نہ قاسم نہ علی اکبر نہ عباس رہے۔ صرف امام حسین علیہ السلام باقی تھے۔ یا آپ کا گھوڑا اپنے امام کی بیکسی پر دروازہ خیمہ پر گردن جھکائے روتا تھا۔ اس وقت ہوا جو کچھ ہوا۔ امام علیہ السلام سوار ہو کر بنفس نفیس جہاد کے واسطے میدان کی طرف تشریف لیچلے۔ ذاکرین بیان کرتے ہیں۔ اور مرثیوں میں بھی لکھا ہے۔ کہ تھوڑی دور جاکر حضرتؑ کا گھوڑا ٹھیر گیا۔ حضرتؑ نے جب دیکھا۔ تو حضرتؑ کی بیٹی جناب سیدہ سکینہؑ گھوڑے کے پاؤں سے لپٹی ہوئی فریاد و ابتاہ کر رہی تھیں۔ سیاق واقعہ سے یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت امام حسینؑ نے خیمہ اور میدان کے درمیان اپنے آخری واقعہ کے چار شعر بیان فرمائے ہیں۔ اور ان میں جناب سکینہؑ کو مخاطب کیا ہے۔ گویا یہ آخری مجلس ہے۔ جو حضرتؑ نے اپنے واقعہ کے متعلق خیمہ اور مقتل کے درمیان بیٹی کو سنائی ہے۔ اور وہ اشعار یہ ہیں:۔

سیطول بعدی یا سکینۃ فاعلمی ✦ منک البکاء اذا الحمام دھانی

لا تحرقی قلبی بدمعک حسرۃ ✦ مادام منی الروح فی جثمانی

میری شہادت کے بعد اے سکینہ تیرا رونا طول کھینچیگا۔ لیکن جب تک میں زندہ ہوں تو آنسو بہا کر میرے دل کو غمگین نہ کر۔ اس کے بعد وہ وقت آگیا۔ کہ حضرت کثرت زخموں سے چور ہو کر پشت زین سے زمین پر تشریف لائے۔

بلند مرتبہ شاہے ز صدر زین افتاد ✦ اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

بدن حضرتؑ کا زخموں سے پاش پاش ہے۔ ہزار ہا تیر بدن مبارک میں لگے ہوئے ہیں۔ فقد سکنت حواسہ وخمدت انفاسہ۔ حواس ٹھیر چکے ہیں اور سانس سرد ہو چکی ہے۔ اس حالت میں بھی حضرت اپنے مالک اور خالق رب العالمین کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ اور اپنی اور اپنے اہلبیت کی حالت عرض کرتے ہیں۔ گویا اس وقت کوئی

تیسرا واسطہ درمیان میں نہیں ہے۔ بیان کرنیوالا امام حسینؑ اور سننے والا سمیع و بصیر مالک الملک۔ خالق الخلق رب العالمین ہے۔ حضرتؑ کے آخری کلمات مبارکہ یہ ہیں۔ اللھم متعال المکان عظیم الجبروت شدید الکبریاء انا عترۃ نبیک وولد حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد خذلونا وطردونا وخدرونا وقتلونا الحدیث۔ اے پروردگار صاحب بلندی و بزرگی و عظمت وکبریائی۔ میں تیرے نبیؐ کی عترت ہوں۔ اور تیرے نبیؐ کا فرزند ہوں۔ قوم نے ہم کو ذلیل کیا۔ آوارہ وطن کیا۔ ہمارے ساتھ فریب کیا۔ اور ہم کو قتل کیا۔ اس کے بعد وہ حالت ہے۔ کہ دنیا تاریک ہوگئی۔ سیاہ آندھی چلی۔ اور آسمان سے ستارے ٹوٹے۔ زمین و آسمان کے درمیان صدائے "قد قتل الحسینؑ" بلند ہوئی۔ ذرا سیاہی دور ہوئی اور آندھی کم ہوئی۔ تو آفتاب کی کرنوں نے سرخی برسائی۔ تمام در و دیوار۔ زمین سرخ نظر آتی تھی معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان سے خون برس رہا ہے۔ کسی قدر نظر کام کرنے لگی۔ تو نظارہ ہی اور تھا سر حسینؑ نیزہ پر نصب تھا۔ اور بدن اقدس خاک پر تڑپ رہا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ◆

فصل سوم اُن مجالس کے بیان میں جو بعد از واقعہ شہادت منعقد ہوئیں

تمام موجودات اور کُل کائنات نے امام حسین علیہ السلام کے غم کو ظاہر کیا

جس وقت اشقیاء نے فرزند رسول کے سر اقدس کو بدن مطہر سے علیحدہ کیا۔ پانچ آوازیں دشت کربلا میں بلند ہوئیں۔ اوّل ملائکہ فردوس اپنے پروں کو کھول کر پکارے "یا اھل البحار البسوا ثواب الحزن فان فرخ الرسول مذبوح"۔ یعنی اے ساکنان دریا۔ غم کا لباس پہن لو۔ کیونکہ فرزند رسولؐ ذبح ہوگیا ہے۔ دوم جبرئیلؑ نے آسمان و زمین کے درمیان

پکارا "قتل الحسینؑ بکربلا" سوم جناب رسول خدا صلعم نے اپنی ریش مقدس کو ہاتھ میں لیکر پکارا "یا بنی قتلوک ومن شرب الماء منعوک" چہارم جناب سیدہ زینبؑ وا اخاہ وا سیداہ پکارتی ہوئی خیمہ سے مقتل کی طرف دوڑیں۔ پنجم ذوالجناح اپنے منہ کو آسمان کی طرف بلند کئے ہوئے فریاد کرتا ہوا مقتل سے خیمہ کی طرف دوڑا سارے کان عالم میں ایک سخت انقلاب پیدا ہوا۔ اور کل موجودات عالم پر غم کا اثر ہوا۔ اور ہر شے نے اپنی اپنی قابلیت کے موافق اس غم کو ظاہر کیا۔ ہر ایک مکین ہر ایک مکان میں اور ہر ایک مکان مع اپنے مکین کے اندوہناک ہوا۔ آسمان اور اس کے فرشتے آفتاب۔ ماہتاب۔ ستارے۔ ہوا۔ زمین۔ درخت۔ دریا۔ حیوانات۔ جنات۔ انسان اور تمام مخلوقات عالم جو کچھ کہ نظر میں آسکتا ہے اور جو نظروں سے غائب ہے۔ سب نے اپنے حال کے مطابق اس غم والم کو ظاہر کیا۔ گویا تمام عالم میں مجلس امام حسینؑ تھی۔ ہر ہر شے خود ذاکر تھی اور خود سامع اور خود گریہ و بکا کرنے والی۔ آسمان نے خون برسایا۔ آفتاب کو گہن لگا اور سرخ ہو گیا۔ ستارے آسمان سے ٹوٹے۔ ملائکہ کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ درختوں نے خون اگلا۔ ہوا سیاہ ہو گئی۔ زمین میں زلزلہ آیا۔ پہاڑ مضطرب ہو کر ہلے۔ پرندوں نے اڑنا چھوڑ دیا۔ مچھلیاں دریا سے باہر نکل آئیں۔ دریاؤں نے طوفان موج برپا کیا۔ جنّات نے نوحے پڑھے۔ انسانوں نے گریہ و بکا کیا۔ مؤلف۔ بیان مندرجہ بالا کو ناظرین مبرے یا کسی اور مصنّف یا مؤلف کے فکر کا نتیجہ خیال نہ کریں۔ بلکہ اس کا مدرک قرآن اور حدیث متفق علیہ اور مشاہدہ ہے۔ لہٰذا اس رسالہ کی گنجائش کے مطابق مختصراً گذارش کرتا ہوں۔ اہل تجربہ نے ثابت کیا ہے۔ کہ موجودات عالم میں سے ہر شے اپنی وجودی لیاقت کے مطابق قوۃ ادراک رکھتی ہے۔ دیوار کے پاس درخت لگایا جائے۔ تو وہ ٹیڑھا ہو کر بڑھتا ہے۔ گویا وہ درخت اس قدر جانتا ہے۔ کہ سیدھا بڑھنے سے دیوار حائل ہوگی۔ کدّو یا دوسری بیلوں کو ایک رسّی پر چڑھا دیتے ہیں۔ پھر وہ اُسی رسّی پر بڑھتی ہیں۔ گویا وہ اپنے بڑھنے کی جگہ کو پہچان لیتی ہیں۔ جمادات میں بھی یہی قوت ہے۔ مگر ہماری قوت ادراک اُس کو درک نہیں کرسکتی۔ کیونکہ ہر جنس اپنے ہم جنس کے حالات کو معلوم کرسکتی ہے۔ حیوانات ہمارے ہمجنس ہیں۔ اس واسطے حیوانات کا ادراک تھوڑے سے تامل

ہم کو معلوم ہو سکتا ہے۔ نباتات ہم جنس نہیں ہیں۔ مگر جنس قریب ہے۔ وقت اور فکر سے اُن کا ادراک بھی ہو سکتا ہے۔ مگر جمادات جنس بعید ہیں۔ اس واسطے اُن کا ادراک معلوم نہیں ہو سکتا۔ اللہ جل جلالہ اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے "وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم" یعنی کوئی شے ایسی نہیں۔ کہ وہ خدا کی حمد و تسبیح نہ کرتی ہو۔ مگر تم اُن کی تسبیح کو ادراک نہیں کر سکتے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ (کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ) یعنی ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح کو جان لیا ہوا ہے۔ تعلیم کی ضرورت نہیں رکھتیں۔ آیہ مجیدہ سے ثابت ہوا۔ کہ اشیاء کا علم معرفت اور تسبیح وہبی ہے اکتسابی نہیں ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا بھی علم معرفت اور تسبیح وہبی ہے۔ اکتسابی نہیں ہے۔ گویا سبیل علم میں دونو متحد ہیں۔ پس اسی اتحاد کی وجہ سے انبیائ اولیائ تمام اشیاء کو جانتے ہیں۔ اور کل اشیاء اُن کو پہچانتی ہیں۔ سنگریزے پہلے تسبیح کر رہے تھے۔ لیکن جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو ہاتھ میں لیا۔ اس زور سے تسبیح کی۔ کہ سب نے سُن لی۔ پس نبی یا ولی کو کوئی صدمہ پہنچتا ہے۔ تو تمام اشیاء اُس کے واسطے محزون ہوتی ہیں۔ دوسرا تعلق یہ ہے۔ کہ تمام اشیاء باری تعالےٰ کی حمد کی تسبیح کرتی ہیں۔ اور دنیا میں یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ ایک گروہ کے چیلے اور ایک پیر کے مرید اور ایک اُستاد کے شاگرد باہم بھائی کہلاتے ہیں۔ اور ایک گروہ یا ایک پیر یا ایک اُستاد کی نسبت اُن میں موانست پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح تمام خدائے یگانہ کی تسبیح کرنے والوں میں یگانگت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور علے قدر مراتب تسبیح الٰہی ہر شے ان سے موانست رکھتی ہے۔ کتاب حمید مجید میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے "فما بکت علیھم السماء والارض وما کانوا منظرین" یعنی اُن کے مرنے کے بعد نہ اُن پر آسمان رویا نہ زمین اور نہ وہ مہلت دئی گئی۔ آیہ مجیدہ کی نفی سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ دُنیا میں کچھ ایسے لوگ بھی مرتے ہیں۔ کہ جن پر آسمان اور زمین گریہ کرتے ہیں۔ اسی آیہ مجیدہ کی تفسیر میں جناب رسول خداؐ سے حدیث وارد ہوئی ہے۔ جو مشکوٰۃ المصابیح اور دیگر کتب معتبرہ میں باسانید معتبرہ مروی ہے۔ کہ جب مومن مرجاتا ہے۔ تین روز تک آسمان و زمین اُس کے واسطے افسوس کرتے ہیں۔ اور روتے ہیں۔ اور یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ مکان گریہ کریں اور مکین

خاموش ہیں۔ پس جب کلام الٰہی اور حدیث رسولؐ سے یہ امر ثابت ہوا۔ کہ ایک مومن کے واسطے آسمان و زمین گریہ کرتے ہیں۔ تو مومن کامل کے واسطے ان کا گریہ کرنا زیادہ ہونا چاہیئے اور اگر وہ مومن کامل تمام اہل ایمان کا امام ہو۔ توان کا گریہ زیادہ تر ہونا چاہیئے۔ پھر اگر وہ مومن کامل اہل ایمان کا پیشوا ہو۔ رسول رب العالمین صؐ کا فرزند ہو۔ تین دن کا بھوکا پیاسا ہو۔ اور گوسفند قربانی کی طرح ذبح کیا جائے۔ تو ضروری ہے۔ کہ آسمان خون برسائے۔ زمین متزلزل ہو۔ پہاڑ میدان ہو جائیں۔ ستارے ٹوٹیں۔ آفتاب منکسف ہو۔ ہوا سیاہ ہو جائے۔ پرند اڑنا موقوف کر دیں۔ مچھلیاں دریا سے باہر آ جائیں۔ جنات نوحہ کریں۔ انسان گریہ و بکا کریں۔ خاندان رسالت سے جملہ موجودات عالم کو یہ تعلق بھی ہے۔ کہ کل موجودات سے پہلے مبدء فیاض مطلق سے فیضان وجود نور محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حاصل ہوا (اول ما خلق اللہ نوری)۔ باقی موجودات نے اس نور کی طفیل سے فیضان وجود حاصل کیا۔ (لولاک لما خلقت الافلاک)۔ اسی واسطے وجود ذیجود جناب ختمی مرتبت کو واسطۂ خلقت عالم کہا جاتا ہے۔ گویا جناب سرور عالم اصل ہیں۔ اور باقی اشیاء فرع۔ تو جیسے موجودات عالم کو اپنے خالق کی معرفت حاصل ہے۔ اسی طرح اپنے اصل کو بھی پہچانتی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ حضرت امام حسینؑ اور سرور عالمؐ ایک نور سے ہیں (حسین منی و انا من الحسین)۔ پس یہ ممکن نہیں۔ کہ جڑ کو صدمہ پہنچے۔ اور شاخیں محفوظ رہیں۔ اس واسطے جناب امام حسینؑ کو صدمہ پہنچا۔ تو کل موجودات نے محسوس کیا۔ اور اسکو ناطق اور صامت سب نے ظاہر کیا۔ اور یہ بھی تعلق ہے۔ کہ سب پہلے نور محمدی نے اپنے خالق اور مالک کی تسبیح کی۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ (سبحنا اللہ وسبحت الملائکۃ)۔ پہلے ہم نے باری تعالےٰ کی تسبیح کی۔ پھر ملائکہ نے ہماری تسبیح سن کر تسبیح کی۔ پھر تمام موجودات نے تسبیح کی۔ گویا نور چہاردہ معصوم علیہم السلام امام المسبحین ہے۔ ان بزرگواروں نے دار دنیا میں کبھی جس چیز کو حکم دیا۔ وہ اپنی تسبیح کو ظاہر بظاہر سنانے لگی۔ رسالت مآب صؐ نے سنگریزوں کو حکم دیا۔ وہ کلمۂ شہادت پڑھنے لگے۔ حضرت سید الساجدین امام زین العابدینؑ نے حجر اسود کو حکم دیا۔ وہ بولنے لگا۔ مامون عباسی کے زمانہ میں حضرت امام رضاؑ نے عید کی نماز پر تیسری تکبیر فرمائی۔ تو تمام در و دیوار درختوں سے تکبیر کی آواز آئی۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ امام المسبحین کا

بدن ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین کربلا میں اپنے خون میں لوٹ رہا ہو۔ اور مقتدی آرام سے بیٹھے رہیں۔ غرض ان بزرگواروں سے اشیاءِ عالم کو اوبہت سے تعلقات ہیں۔ اس مختصر رسالہ میں اُن کی گنجائش نہیں ہے۔ اب آپ علماء اسلام کی تاریخوں کو اٹھا کر دیکھیں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ تمام واقعات شہادت امام حسینؑ کے بعد دُنیا میں ظاہر ہوئے۔ اگر آپ کو فرصت نہیں۔ تو میں چند علماء معتبرین کے اقوال درج کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ فلما قتل الحسین مکثت الدنیا سبعۃ ایام والشمس علی الحیطان کالملاحیف المعصفرۃ والکواکب یضرب بعضها بعضاً وما رفع حجر الا وجد تحتہ دم عبیط۔ یعنی جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ سات روز تک دُنیا کا انتظام بگڑا رہا۔ اور آفتاب کی کرنیں دیواروں پر اس طرح پڑتی تھیں۔ کہ جیسے کوئی سُرخ رنگ کے چھینٹے دے رہا ہے۔ اور ستارے ایک دُوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ اور زمین سے کوئی ڈھیلا یا پتھر اٹھایا جاتا تھا۔ تو اُس کے نیچے سے تازہ خون جوش مارتا ہوا نکلتا تھا۔ خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی لکھتے ہیں۔ لما وقعت واقعۃ الشہادۃ اشتہر امرہ بانقلاب التربۃ دماً وامطار الدم من السماء وھتف الهواتف ونوح الجن وطواف السباع حافظات لجثتہ۔ یعنی جب شہادۃ امام حسینؑ واقع ہوئی۔ تو سب سے پہلے اس واقعہ کو مشتہر کیا۔ زمین نے خون ہو جانے سے اور آسمان نے خون برسانے سے اور ہاتفان غیبی نے مرثیہ خوانی سے اور جنات نے نوحہ کرنے سے اور درندگان صحرا نے حضرتؑ کے جسم مبارک کی حفاظت کرنے سے۔ بیہقی اور ابو نعیم نے بصرہ ازدیہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے خون برسا۔ صبح ہم اُٹھے۔ تو ہمارے تمام برتن خون سے پُر تھے۔ بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میری دادی نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ امام حسینؑ کی شہادت کے وقت میں جوان تھی۔ کئی روز تک آسمان سے رونے کی آواز آتی رہی۔ ابن جوزی نے ابن سیرین سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد تین روز تک دُنیا تاریک رہی۔ امام شافعی صاحب فرماتے ہیں:۔ تزلزلت الدنیا لآل محمد۔ وکادت لھم صم الجبال یذوب۔ تمام دُنیا آل محمدؐ کے غم میں متزلزل

ہوگئی - اور عجیب تھا کہ اس غم میں پہاڑ پگل کر پانی ہو جائیں - وبفارت نجوم وانتشرت
کواکب + وھتک استار وشق جیوب - ستارے ٹوٹے اور کواکب مضطرب ہوتے
اسلامی ارکان کی ہتک حرمت ہوئی - اور گریبان چاک ہوتے - وللسیف اعوال
وللرمح اننۃ + وللخیل من بعد الصھیل نھیب تلواریں اور نیزے بلند آواز سے
روتے تھے - اور گھوڑے اپنے منہ کو بلند کر کے فریاد کرتے تھے - مؤلف شاید
اسی قدر کافی ہوگا - اب مجھ کو خاص مجالس کا ذکر کرنا ہے +

خاص اہل آسمان کی مجلس

اس عام مجلس کے بعد خاص خاص مجالس امام حسینؑ کے واسطے شروع ہوئیں -

حکیم میبذی نے ہشام بن کلبی اور عمر بن ابی مقداد سے روایت درج کی ہے - کہ جناب
امام حسینؑ کی شہادت کے دن آسمان سے آواز آئی -

ایھا القاتلون جھلاً حسینا + ابشروا بالعذاب والتنکیل + کل اھل السماء یدعوا علیکم
من نبی ومرسل وقتیل + قد لعنتم علی لسان بن داؤد + وموسیٰ وصاحب الانجیل
یعنی اے اپنی جہالت سے حسینؑ کو قتل کرنے والو - تمکو بشارت ہو عذاب اور وبال
آخرت کی - تمام اہل آسمان کیا نبی کیا مرسل کیا شہید سب تم پر لعنت کرتے ہیں - اور اس
سے پہلے بھی تم پر سلیمانؑ بن داؤدؑ اور موسےؑ وعیسےؑ لعنت کر چکے ہیں +

مجلس ساکنان ہوا

محدثین اسلام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ جب جناب امام حسینؑ شہید ہو چکے - اور اشقیار
سر اقدس کو اُتار کر لے گئے - اور جسم نازنین فرزند رسولؐ بلا کفن و دفن خاک کربلا پر چھوڑ
گئے - ایک پرند سفید رنگ آیا - اور اُس نے اپنے پروں کو خون سے آلودہ کیا - اور
اپنی جنس کے پرندوں کی جماعت میں گیا - اور اپنی زبان میں پرندوں کو کہا - کہ افسوس
ہے تم پر - تم کھانے پینے میں مشغول ہو - اور فرزند رسولؐ بھوکا پیاسا دشت کربلا میں
ذبح کیا گیا ہے - اور جسم مبارک اُس کا ریگ گرم پر خاک وخون میں آلودہ پڑا ہے -
پرندوں نے جب یہ سُنا سب فریاد کرتے ہوئے دشت کربلا میں پہنچے - ہر ایک
پرندے نے اپنے پروں کو خون امام حسینؑ میں آلودہ کیا - اور ایک ایک طرف کو اُڑ گئے -
تاکہ دوسرے پرندوں کو خبر کریں - کئی روز تک دشت کربلا میں رات کو جنگل کے درندے

جمع ہو کر تمام رات گریہ وزاری کرتے تھے۔ اور صبح کو پرند حضرت کی نعش اقدس پر سایہ کئے ہوئے گریہ وبکا کرتے تھے +

چڑیوں میں مجلس امام حسین

فتح بن شنجرف العابد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں ہمیشہ روٹی کے ریزے کرکے چڑیوں کو ڈالا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے وہ ریزے ڈالے۔ تو چڑیوں نے نہیں کھائے۔ میں تعجب میں تھا۔ کہ خبر شہادت امام حسین پہنچی۔ اور وہ وہی روز تھا جس روز چڑیوں نے کچھ نہیں کھایا تھا +

مجالس اہل زمین

ابی مخنف لوط بن یحییٰ وطرماح بن عدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ طرماح نے کہا۔ میں روز عاشورہ سخت زخمی ہوکر لاشوں میں پڑا تھا۔ اور اس قدر زخمی تھا۔ کہ کوئی شخص مجھ کو زندہ خیال نہیں کرتا تھا۔ طرماح قسم یاد کرکے کہتے ہیں۔ کہ میں نے رات کو بیداری میں دیکھا۔ کہ بیس سوار سفید لباس پہنے ہوئے قتلگاہ میں پہنچے۔ اور اُن سواروں سے اسقدر خوشبو آتی تھی۔ کہ تمام قتلگاہ اُن کی خوشبو سے معطر ہوگئی۔ طرماح کہتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ شاید عبداللہ بن زیاد نعش مبارک کے ساتھ بے ادبی کرنے آیا ہے۔ بس اسی خیال میں تھا۔ کہ ایک سوار اُن میں سے حضرتؑ کی نعش مبارک پر پہنچا۔ اور اُس نے اس طرح پکارا۔ یابنی قتلوک وما عرفوک ومن شرب الماء منعوک و ما اشد جرئتہم علی اللہ تعالےٰ۔ یعنی اے بیٹا تجھ کو قوم نے نہ پہچانا اور قتل کر دیا اور تجھے پانی نہ دیا۔ ان لعینوں نے سخت جرأت کی ہے اللہ تعالےٰ پر۔ پھر اُس بزرگوار نے اپنے ہمراہیوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ یاابی آدم ویاابی ابراہیم ویاابی اسمٰعیل ویااخی موسیٰ ویااخی عیسیٰ اما ترون ما صنعت الطغاۃ بولدی لا اناالہم اللہ شفاعتی۔ یعنی اے باپ آدمؑ۔ اے باپ ابراہیمؑ۔ اے باپ اسمٰعیلؑ اے بھائی موسےٰ۔ اے بھائی عیسےٰ آیا دیکھتے ہو تم۔ کہ میری امت کے سرکش فرقے نے میرے فرزند کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ روز قیامت یہ لوگ میری شفاعت سے محروم رہینگے۔ طرماح کہتے ہیں۔ اُس وقت میں نے پہچانا۔ کہ جناب رسول خدا مع گروہ انبیاء تشریف لائے ہیں۔ (اس مجلس میں فاکر جناب خاتم المرسلین اور سامعین انبیاء و

مرسلین و ملائکہ مقربین اور مقام مجلس زمین کربلا ہے +

مجلس امام حسینؑ مدینہ منورہ میں زبانی عبداللہ بن عباسؓ

صاحب صواعق محرقہ و شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے اپنی کتاب سر الشہادتین میں بحوالہ احمد و بیہقی عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے۔ اصل الفاظ روایت کے یہ ہیں۔ عن عبد اللہ بن عباس قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی النوم نصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم فقلت ما ھذہ قال دم الحسین واصحابہ لم ازل التقطہ منذ الیوم فاحصی ذالک الوقت فوجدت قد قتل ذالک الیوم حضرت عبداللہ عباس کہتے ہیں۔ مَیں نے دوپہر کے وقت خواب میں جناب رسول خداؐ کو دیکھا۔ نہایت پریشان غبار آلودہ دست مبارک میں ایک شیشہ خون سے بھرا تھا۔ مَیں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ یہ کیا چیز ہے۔ فرمایا۔ اس میں حسینؑ اور اُس کے اصحاب کا خون ہے۔ جو مَیں نے روز شہادت اُٹھایا ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں۔ مَیں نے اُس روز کو یاد رکھا۔ وہی روز تھا جس روز امام حسینؑ شہید ہوئے۔ مؤلف۔ اکثر روایات میں وارد ہوا ہے۔ کہ عبداللہ نے یہ خواب مسجد رسولؐ میں دیکھا۔ اور مسجد ہی میں بیان کیا۔ گویا پہلا مقام مجلس امام حسینؑ کا مدینہ منورہ مسجد رسول خداؐ ہے۔ پہلے رسول خداؐ نے بیان کیا اور عبداللہ نے سُنا۔ پھر ذاکر صحابی ابن عم رسول خداؐ اور سامعین تمام مہاجرین و انصار اور تابعین +

دوسری مجلس امام حسینؑ مدینہ منورہ میں

صاحب خصائص و دیگر محدثین نے عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں۔ مَیں اپنے گھر میں سویا ہُوا تھا۔ کہ ناگاہ مَیں نے ام سلمہؓ زوجہ رسولؐ کے گھر سے رونے کی آواز سنی۔ پس مَیں بے تحاشا اُٹھ کر ام سلمہؓ کے گھر کی طرف دَوڑا۔ اثناء راہ میں مَیں نے دیکھا۔ تو بہت سے مرد اور عورتیں اُسی طرف جا رہے ہیں۔ جب مَیں اُن کے گھر پہنچا۔ تو مَیں نے پکارا۔ کہ یا ام المومنینؑ کیا حادثہ ہُوا ہے۔ جو اس وقت آپ شدت سے رو رہی ہیں۔ عبداللہ کہتے ہیں۔ مجھ کو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر عورات بنی ہاشم کی طرف متوجہ ہو کر جناب

ام سلمہ نے یہ کلمات فرماتے۔ یا بنات عبد المطلب اسعدینی وابکین معی فقد قتل واللہ سیدکن وسید شباب اہل الجنۃ فقد قتل واللہ سبط رسول اللہ ص یعلمنۃ الحسین علیہ السلام۔ یعنی اے دختران عبد المطلب رونے میں میرا ساتھ دو۔ کیونکہ تمہارا سردار اور سردار جوانان جنت اور سبط رسول اور گلشن نبوت کا پھول حسینؑ شہید ہوگیا ہے۔ عبد اللہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا ام المومنین آپکو کس طرح اس کا علم ہوا ہے۔ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ ابھی ابھی میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی ریش مقدس اور سر مبارک پر خاک پڑی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ آپکی کیا حالت ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا۔ اے ام سلمہ میرے بیٹے حسینؑ کو لوگوں نے دشت کربلا میں پیاسا ذبح کر دیا۔ ابھی میں کربلا سے آیا ہوں۔ ام سلمہ فرماتی ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر میں نہایت بیقرار ہوئی۔ اور میں نے اُس خاک کو نکالا۔ جو رسول خداؐ نے مجھ کو دی تھی۔ میں نے دیکھا۔ تو وہ خاک خون ہوگئی ہے۔ جس سے مجھے یقین ہوگیا کہ میرا بیٹا حسینؑ قتل ہوگیا ہے۔ مؤلف۔ حضرت عبد اللہ نے مدینہ منورہ میں مردوں میں ذکر امام حسینؑ کیا۔ اور جناب ام سلمہ نے عورتوں میں مجلس ذکر امام قائم کی +

مجلس جنات

عالم جنات کی تمام مجالس کا اگر مفصل ذکر کیا جائے۔ تو ایک کتاب علیحدہ انہیں مجالس کی مرتب ہوسکتی ہے۔ محدثین شیعہ اور اہلسنت نے باتفاق بعد شہادت جنات کا نوحہ کرنا اور مرثیہ خوانی کرنا مدینہ منورہ کے بازار مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان کوفہ اور دمشق کی راہ میں متواتر جگہ پر ذکر کیا ہے مفصل دیکھنا ہو۔ تو سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی و صواعق محرقہ ابن حجر مکی و حیواۃ الحیوان دمیری و مروج الذہب مسعودی وغیرہ کتب حدیث ملاحظہ فرمالیں +

مجالس ملائکہ

حضرت پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں۔ واخبرنا ابو نصیر عن والدہ باسنادہ عن ابی اسامہ عن جعفر عن محمد قال ھبط علی قبر الحسین بن علیؑ یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیامۃ۔ یعنی خبر دی ہمکو ابو نصیر نے اپنے والد سے اور اُس کے والد نے ابو سامہ سے اور اُس نے حضرت جعفرؑ سے اور انہوں نے اپنے والد امام محمد باقرؑ سے کہ شہادت کے روز حضرت امام حسینؑ کی قبر پر ستر ہزار فرشتہ نازل

ہوئے جو قیامت تک حضرت پر روتے رہینگے۔ مؤلف گویا فرشتے روز شہادت سے تاقیامت مجلس امام حسین علیہ السلام پر مامور ہیں +

خاندان رسالت کی پہلی مجلس دشت کربلاء میں

تمام مؤرخین اسلام نے اپنی اپنی تصانیف میں درج کیا ہے۔ کہ اشقیاء نے روز عاشورہ سر اقدس جناب امام حسین علیہ السلام بدن شریف سے علیحدہ کرکے خولی بن یزید اصبحی کے ہاتھ روانہ کوفہ کر دیا تھا۔ شام عاشورہ خیام اہلبیتؑ جلائے گئے۔ دوسرے روز باقی شہداء کے سر کاٹ کر لشکر میں تقسیم کئے گئے۔ اور دختران پیغمبرؐ کو اسیر کرکے اونٹوں پر سوار کیا۔ اور جناب امام زین العابدین سید الساجدینؑ کو گلے میں طوق خاردار پہنا کر اس طرح اونٹ پر سوار کیا۔ کہ دونوں دست حق پرست اونٹ کی گردن سے جکڑے ہوئے تھے۔ اور پائے مبارک اونٹ کے پیٹ سے باندھے ہوئے تھے۔ اس طرح پر اہلبیتؑ رسولؐ کو اسیر کرکے جانب کوفہ روانہ ہوئے۔ جب اہلبیتؑ کا گذر قتلگاہ پر ہوا۔ اور انھوں نے اپنے وارثان کو بے سر بے گور و کفن خاک خون میں پڑے ہوئے دیکھا۔ ہر ایک بی بی نے اپنے آپ کو اونٹ پر سے گرا دیا۔ اس وقت اس دشت پر بلا میں ایک ہنگامہ محشر بپا تھا۔ ولنعم ما قال۔ سه

بر حرب گاہ چوں رہ آں کارواں فتاد + شور نشور آں ہمہ را در گماں فتاد
شد وحشتے کہ شور قیامت بگردرفت + چوں چشم اہلبیت بر آں کشتگاں فتاد
ہر جا کہ بود آہوئے از دشت پا کشید + ہر جا کہ بود طائرے از آشیاں فتاد
ناگاہ چشم دختر زہرا دراں میاں + بر پیکر شریف امام زماں فتاد
بے اختیار نعرۂ ہذا حسینؑ ازو + سرزد چناں کہ آتش ازو در جہاں فتاد
پس بار بان پر گلہ آں بضعۃ الرسولؐ + رو در مدینہ کرد کہ یا ایہا الرسولؐ
ایں کشتۂ فتادہ بہ ہامون حسینؑ تست + ایں صید دست و پا زدہ در خوں حسینؑ تست
ایں پیکر طپاں کہ چنیں ماندہ بر زمیں + شاہ شہید نا شدہ مدفوں حسینؑ تست

جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم مقتل میں پہنچے۔ اور میں نے اپنے باپ کی نعش مبارک کو دیکھا کہ بے سر و برہنہ رو بقبلہ بدن

زخموں سے پاش پاش خون میں سُرخ گرد وغبار میں اٹی ہوئی بے غسل کفن خاک پر پڑی ہوئی ہے۔ اور اُس کے گرد اگرد میرے چچا اور بھائی اور میرے باپ کے دوست تمام بے سر پڑے ہوئے ہیں۔ اور دختران رسولؐ کو مانند اسیران روم و ترک اشقیا کے ہاتھ میں اسیر دیکھا۔ یہ نظارہ مجھ پر سخت گراں گذرا۔ میرا سینہ تنگ ہوگیا۔ اور قریب تھا۔ کہ اس نظارہ کو دیکھ کر میری رُوح بدن سے مفارقت کر جائے۔ میری پھوپھی زینبؑ نے جب مجھ کو اس حالت میں دیکھا میرے قریب آئیں۔ اور فرمایا۔ اے بقیہ آل عباؑ یہ کیا حالت ہے۔ کہ میں تجھ کو جان دینے پر طیار دیکھ رہی ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ اے پھوپھی۔ میری حالت کیوں نہ متغیر ہو۔ کہ میں اپنے سامنے باپ اور چچا اور بھائیوں کی نعشوں کو بے سر خاک و خون میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ کسی نے اُن کو دفن نہیں کیا۔ اور کوئی اُن پر رحم کرنے والا نہیں ہے۔ اور اپنے کنبے کو اسیر دیکھ رہا ہوں۔ جیسے کفار کو اسیر کرتے ہیں۔ جناب زینبؑ نے فرمایا۔ بیٹا غم نہ کر تیرے باپ کی قبر پر ایک عالیشان قبہ بنیگا۔ اور تا قیام قیامت ہزارہا مخلوقات زیارت کے واسطے حاضر ہوتی رہیگی۔ اور یہ ایک عہد تھا اللہ اور رسولؐ کا۔ جو تیرے باپ نے وفا کیا ہے۔ جناب سیدہؑ نے تمام واقعہ کربلا رسول خداؐ سے اور جناب امیر المومنینؑ سے روایت فرمایا۔ (اس مجلس میں ذاکر جناب سیدہ زینبؑ اور سامعین اولاد رسولؐ مقام مجلس دشت کربلا) + ناظرین باتمکین کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ تمام مجالس خاندان رسالت کی اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ہے۔ مؤرخین اسلام کا اتفاق ہے۔ کہ بعد شہادت حضرت امام حسینؑ پانچ سال تک کسی ہاشمی کے گھر سے دھواں نکلتا ہوا نہیں دیکھا گیا۔ صرف جناب سیدالساجدینؑ کی چالیس سالہ مجالس گریہ و بکا جمع کی جائیں۔ تو ایک ضخیم کتاب طیار ہو سکتی ہے۔ اس واسطے بڑی بڑی مجالس جو مجمع عام میں واقع ہوئیں۔ لکھتا ہوں۔ مؤلف +

اہلبیتؑ کی دوسری مجلس بازارِ کوفہ میں

{علامہ ابی اسحاق اسفرائنی اور دیگر مؤرخین اسلام نے اپنی اپنی تصانیف میں روایت کیا ہے۔ کہ ابن زیاد بدنہاد نے شہادت کے تیسرے روز حکم دیا۔ کہ سرہائے شہداء اور اسیران آل رسولؐ کو کوفہ کے بازاروں

اور کوچوں میں تشہیر کیا جائے۔ چنانچہ اُس روز تمام کوفہ کے زن و مرد بازاروں میں موجود تھے۔ اژدحام عام تھا کہ سرہائے شہدائے و اسیران اہلبیت کو بازار میں لائے۔ آل رسولؐ کی حالت دیکھ کر ہر طرف سے آہ و فغاں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ زن و مرد تمام واویلا کرتے تھے۔ اور ایک شور قیامت برپا تھا۔ بشیر بن حزلم کہتا ہے۔ میں اُس وقت موجود تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ اسیران آل رسولؐ سے ایک بی بی نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ۔ راوی کہتا ہے۔ اس فرمان کے سنتے ہی سانس جہاں تھے وہیں رک گئے۔ اور نقارہ و جرس جو بج رہے تھے خاموش ہو گئے۔ گویا ایک سناٹے کا عالم ہو گیا۔ قسم ہے خدا کی میں نے کوئی بی بی ایسی نہیں دیکھی۔ جو زینبؑ بنت علیؑ سے زیادہ تر گویا ہو۔ کلمات کو اس فصاحت اور بلاغت سے فرما رہی تھیں۔ کہ گویا امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالب فرما رہے ہیں۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ جو کلمات جناب سیدہؑ نے معدن نبوت و امامت سے بازار کوفہ میں ارشاد فرمائے۔ اُن کی پوری شرح میری لیاقت سے باہر ہے۔ تاہم بعض الفاظ خطبہ مبارک تبرکاً و تیمناً مع مختصر ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى اَبِيْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الْاَخْيَارِ اَمَّا بَعْدُ يَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَيَا اَهْلَ الْخَتْلِ وَالْغَدْرِ وَالْخَذْلِ وَالْمَكْرِ اَتَبْكُوْنَ فَلَا رَقَأَتِ الْعَبْرَةُ وَلَا هَدَءَتِ الزَّفْرَةُ اِنَّمَا مَثَلُكُمْ كَمَثَلِ الَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ هَلْ فِيْكُمْ اِلَّا الصَّلَفُ وَالْعُجْبُ وَالشَّنَفُ وَالْكِذْبُ وَمَلَقُ الْاِمَاءِ وَغَمْزُ الْاَعْدَاءِ اَوْ كَمَرْعًى عَلٰى دِمْنَةٍ اَوْ كَفِضَّةٍ عَلٰى مَلْحُوْدَةٍ اَلَا سَاءَ مَا قَدَّمَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَفِي الْعَذَابِ اَنْتُمْ خَالِدُوْنَ اِلٰى اَجَلٍ وَاللّٰهِ اَبْكُوْا فَاِنَّكُمْ وَاللّٰهِ اَحَقُّ بِالْبُكَاءِ فَابْكُوْا كَثِيْرًا وَّاضْحَكُوْا قَلِيْلًا فَقَدْ بُلِيْتُمْ بِعَارِهَا وَذَهَبْتُمْ بِشَنَارِهَا وَلَنْ تَرْحَضُوْهَا اَبَدًا وَّاَنّٰى تَرْحَضُوْنَ قَتْلَ سَلِيْلِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدَنِ الرِّسَالَةِ وَسَيِّدِ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلٰى آخر الخطبہ۔

بعد حمد و صلوٰۃ فرماتی ہیں۔ اے اہل کوفہ اے صاحبان مکر و فریب اے حیلہ سازو۔ پہلے ہم کو از روئے مکر و فریب وعدہ دے کر بلایا۔ اور پھر اپنے وعدہ پر وفا نہ کیا۔ اے بیوفاؤ۔ اب ہمکو قتل کر کے ہم پر روتے ہو۔ ہرگز تمہاری آنکھ رونے سے خشک نہ ہو۔ اور غم و اندوہ سے فارغ نہ ہو۔ مثل تمہاری اُس عورت کے ہے کہ اپنے سوت کو کاتتی ہے اور پھر توڑ دیتی ہے۔ ایسے ہی تم نے بھی رشتہ ایمان کو توڑ کر

پھر اپنی شقاوت و خباثت سے توڑ دیا۔ اور اپنے سوگند اور عہد کی خیانت کی۔ تم میں سوائے اس کے اور کوئی وصف نہیں ہے۔ کہ تم بڑے مکّار۔ فریبی۔ بد باطن۔ جھوٹے لاف مارنے والے۔ دشمنی کرنے والے۔ نجس۔ مردار ہو۔ یا تم میں یہ خصلت ہے۔ کہ مانند لونڈیوں کے چاپلوسی کرنا جانتے ہو۔ یا مثل تمہاری مانند اُس سبزہ زار کے ہے جو گندگی میں اُگا ہوا ہو۔ یا مانند اُس قبر کے جو اُوپر سے سفید ہو۔ اور اندر اُس کے ایک گندیدہ مُردہ پڑا ہوتا ہے۔ بہت بدعمل ہے جو تم نے اپنے واسطے کمایا۔ یہ کہ خداتعالے تم پر غضبناک ہوا۔ اور عذاب دائمی میں تم گرفتار ہو گے۔ کیا تم اب میرے بھائی پر روتے ہو۔ کیا تم ہم پر روتے ہو۔ بیشک بیشک تم بڑے سزاوار ہو رونے کے پس تمکو لازم ہے کہ اب بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو۔ بیشک تم نے اپنے دامن ایمان کو ایسا دھبہ لگایا ہے۔ کہ اُس کو ہرگز کبھی نہ دھو سکو گے۔ کیونکہ تمہارے دامن جس کے خون سے تر ہوتے ہیں۔ وہ جگر گوشہ تھا خاتم النبییّن کا اور سردار تھا جوانان اہل جنّت کا۔ اسلام کا جائے پناہ۔ لشکر اسلام کا سپہ سالار۔ اسلام کا مصلح۔ تمہاری بیماریوں کا طبیب۔ تمہاری مصیبتوں کا فریادرس۔ تمہارے اختلافات کا مٹانے والا۔ تمہاری حجتوں کا تمام کرنے والا۔ تمہارا راہ نما۔ بہت بدعمل ہے جو تمہارے نفسوں نے اپنے لئے کمایا ہے۔ اور تم نے اپنی قیامت کے واسطے بہت بُرا بیج بویا ہے۔ پس ہلاک ہوئے تم۔ اور باطل ہوئیں کوششیں۔ اور کاٹے گئے ہاتھ۔ اور تمہاری تجارت میں خسارہ پڑ گیا۔ اب تم پروردگار کے غضب میں مبتلا ہوئے۔ کیا تمکو معلوم نہ ہوا۔ کہ کس محمدؐ کے جگر کو تم نے پارہ پارہ کیا۔ اور کس عہد کو تم نے توڑا۔ اور کس کی بیٹیوں کو تم نے بے پردہ کیا۔ اور کس کی ہتک حرمت کی۔ اور کس کا خون تم نے گرایا۔ تم نے ایسا بُرا عمل کیا جس کے اثر سے قریب ہے کہ آسمان گر پڑیں اور زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سے کہ آسمان سے خون برسا۔ البتہ عذاب پروردگار کا اس سے بھی بڑھ کر ذلیل کرنے والا ہے۔ پس اس مہلت پر تم خوشی نہ کرو۔ یا یہ مہلت تمکو خوش نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالے عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔ اور وقت گذرنے کا اُس کو خوف نہیں ہے۔

ختم ہوا ترجمہ خطبۂ مبارک کا۔ بشیر بن حذیم اسدی کہتا ہے۔ کہ جب جناب سیّدہؑ یہ کلمات

فرما چکیں۔ اہل کوفہ کو میں نے دیکھا۔ کہ مانند عورت پسر مردہ کے روتے تھے۔ اور اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹتے تھے۔ ایک پیر مرد میرے پاس کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ اُس کے آنسو مثل ابر بہار جاری ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں کو بلند کئے ہُوئے یہ کلمات پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ بابی وامی کھولکم خیر الکھول وشبابکم خیر الشباب ونسائکم خیر النساء ونسلکم نسل کریم وفضلکم فضل عظیم۔ یعنی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ تمہارے سن رسیدہ تمام دُنیا کے بڈھوں سے بہتر ہیں۔ اور تمہارے جوان تمام دُنیا کے جوانوں سے بہتر ہیں۔ اور تمہاری عورتیں سب عورتوں سے بہتر ہیں۔ تمہاری نسل نسل کریم ہے۔ تمہارا فضل فضل عظیم ہے۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ ذکر حسینؑ کی اہمیت اس مجلس سے ظاہر ہے۔ اس واقعہ کا سُنا دینا ایسا ضروری اور اہم تھا۔ کہ ایک مخدرہ آل رسولؐ نے اس کو مجمع عام میں خود بیان فرمایا۔ حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی عظمت اہل اسلام میں کیا باعتبار دختر رسولؐ خدا ہونے کے کیا باعتبار صحبت رسولؐ کچھ کم نہیں ہے +

مجلس امام حسین علیہ السلام بیت اللہ الحرام میں

کوفہ سے اہلبیتؑ کی روانگی کے بعد خبر شہادت امام حسینؑ تمام بلاد اسلام میں مشتہر ہوگئی۔ صاحب تمقام ودیگر مورخین شیعہ وسُنّی نے لکھا ہے۔ کہ جب خبر شہادت امام حسینؑ مکہ معظمہ میں عبداللہ بن زبیر بن العوام کو پہنچی۔ عبداللہ نے تمام اہل مکہ کو جامع مسجد مکہ میں جمع کیا۔ اور خود عبداللہ ممبر پر گئے۔ اور ذکر امام حسینؑ اس طرح فرمایا۔ الا ان اهل العراق قوم غدر فجر الا وان اهل الكوفة شرارهم وانهم دعوا الحسين ليولوه عليهم وينصرهم على عدوهم ويعيد معالم الاسلام فلما قدم عليهم ثاروا عليه ليقتلوه قالوا له ان لم تضع يدك في يد الفاجر الملعون بن زياد الملعون فيرى فيك رائيه فاختار الوفاة الكريمة على الحيات الذميمة فرحم الله حسيناً واخزى قاتله ولعن من امر بذلك ورضي به ۴ صوّاماً بالنهار قوّاماً بالليل واولى بنبيهم من الفاجر بن الفاجر والله ما كان يستبدل بالقرآن الغناء ولا بالبكاء من خشية الله الحداء ولا بالصيام شرب الخمور ولا بقيام الليل الزمور ولا بمجالس الذكر الركض في طلب الصيود واللعب بالقرود فقتلوه فسوف

۴ افبعد ما جرى يطمئن احد الى هؤلاء ويقبل عهود الفجر الغدر اما والله لقد كان ۴

یلقون غیًا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین - خلاصہ ترجمہ - فرمایا - ایہا الناس اہل عراق بڑے مکار اور فاجر ہیں - اور خاص کر اہل کوفہ فسق و فجور میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں - اہل کوفہ نے حضرت امام حسینؑ کو بلایا - تاکہ حضرتؑ کو امر خلافت سپرد کریں - اور اپنا حاکم بنائیں - جب حضرتؑ ان کی دعوت پر تشریف لائے - تو یہ لوگ حضرتؑ کے قتل کے درپے ہو گئے - اور حضرتؑ کو مجبور کیا - کہ ابن زیاد ملعون کی بیعت اختیار کریں - اور ابن زیاد جو چاہے - حضرتؑ کی نسبت حکم کرے - پس حضرتؑ نے عزت کی موت کو ذلت کی زندگی سے پسند فرمایا - پس پروردگار اپنی رحمت نازل فرمائے حسینؑ پر - اور اُن کے قاتلوں کو ذلیل کرے - اور جو شخص حضرتؑ کے قتل پر راضی ہوا ہے - اور جس نے حضرتؑ کے قتل کا حکم دیا ہے - سب پر خدا کی لعنت ہو - کیا بعد شہادت امام حسینؑ کے کوئی شخص اہل کوفہ کی قسم یا عہد کا اعتبار کر سکتا ہے - قسم ہے پروردگار کی حسینؑ صائم النہار اور قائم اللیل تھے - اور نبیؐ کی جانشینی کے مستحق تھے - قسم خدا کی حسینؑ نے تبدیل نہ فرمایا تھا - بجائے قرآن کے غنا کو یعنی یزید کے دربار میں راگ رنگ ہوتا ہے - اور حسینؑ کے دربار میں بجائے اس کے تلاوت قرآن ہوتی ہے - یزید کی مجلس میں حدی (ایک قسم کا راگ ہے) کی آواز بلند ہوتی ہے - حسینؑ کے دربار میں خوف الٰہی سے رونے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں - یزید کی مجلس میں شراب کا دور چلتا ہے - حسینؑ کی مجلس میں لوگ روزے رکھتے ہیں - یزید کی مجلس میں رات بھر چنگ و رباب بجتا ہے - حسینؑ کے ساتھی رات تہجد اور نوافل میں بسر کرتے ہیں - یزید کا وقت زیادہ تر لہو و لعب میں گذرتا ہے - حسینؑ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں ختم ہوا ترجمہ

بصرہ میں مجلس امام حسینؑ

مؤرخین اسلام نے لکھا ہے - کہ خبر شہادت امام حسینؑ بصرہ میں پہنچی - حضرت حسن بصری سے مردمان بصرہ کو جمع کیا - اور ذیل کے کلمات ارشاد فرمائے - اذل امۃ قتلت ابن بنت نبیہا ابن دعیہا واللہ لیردن راس الحسین الی جسدہ ثم لینتقمن لہ جدہ وابوہ من ابن مرجانہ - یعنی کس قدر ذلیل ہے وہ امت جس کے حرام زادے نے نبیؐ کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا قسم ہے خدا کی سر امام حسینؑ اُن کی جسد کے ساتھ ملحق کیا جائیگا - اور ابن مرجانہ سے حسینؑ کی جد اور والد انتقام لینگے - زہری کہتے ہیں - کہ حسن بصری

اس غم میں اس قدر روئے۔ کہ اُن کی آنکھیں ورم کر گئیں۔ اور اختلاج صدفین اُن کو پیدا ہو گیا +

مجلس ربیع بن خثیم

زہری روایت کرتے ہیں۔ کہ ربیع بن خثیم کو خبر شہادت پہنچی۔ ربیع نے بسخت گریہ و بکا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اہل کوفہ نے ایسے گروہ کو قتل کیا ہے۔ جن کو رسول خدا دوست رکھتے تھے۔ مؤلف یہ ربیع اُس زمانہ میں بڑے عابد زاہد مشہور تھے۔ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔ کہ یہ ربیع ایک دفعہ عبداللہ بن مسعود کو ملے۔ عبداللہ نے فرمایا۔ اگر رسول خدا زندہ ہوتے تو ربیع کو دوست رکھتے +

تیسری مجلس امام حسینؑ کی مدینہ منورہ میں

تمقام مجالس مفید میں لکھا ہے۔ کہ جس وقت عام طور پر خبر شہادت امام حسینؑ مدینہ منورہ میں پہنچی۔ حضرت اسماء بنت عقیل بن ابی طالب و حضرت ام البنینؑ مادر جناب عباسؑ رضی اللہ عنہما نے تمام مخدرات آل ہاشم تمام مستورات مہاجرین و انصار کو جمع فرمایا۔ اور سب کو ہمراہ لیکر فریاد اور واویلا کرتی ہوئیں قبر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پہنچیں۔ حضرت اسماء نے اپنا منہ قبر پر رکھ کر بسخت گریہ فرمایا۔ شور سنکر تمام اہل مدینہ جمع ہو گئے۔ اُس وقت حضرت اسماء نے مہاجرین و انصار کو مخاطب کر کے یہ اشعار فرمائے۔ ؎

ماذا تقولون اذ قال النبی لکم + یوم الحساب وصدق القول مسموعٌ + خذلتم عترتی اوکنتم غیباً
والحق عند ولی الامر مجموعٌ + اسلمتموہم بایدی الظالمین فلا + منکم لہ الیوم عند اللہ مشفوعٌ

یعنی اے اہل مدینہ کیا جواب دو گے قیامت کے دن۔ جب رسول خدا تم سے دریافت فرمائیگا۔ کہ میری اولاد کو تم نے دشمنوں کے سپرد کیوں کیا۔ اس مجلس میں اس قدر گریہ و بکا ہوا۔ کہ بلند آواز سے ڈاڑھیں مار کر اہل مدینہ روتے تھے۔ دیکھنے والے روایت کرتے ہیں۔ کہ قبل اس کے ایسا گریہ و بکا نہ دیکھا گیا ہے نہ سنا گیا ہے +

تیسری مجلس آل رسولؐ کی دربار یزید میں

مؤلف۔ اس مجلس میں ذکر جناب زینب و حضرت علیؑ اور رباب میں شہید اور اہل دربار۔ اس مجلس میں جناب ہندہ نے فضائح آل ابوسفیان کو لکر

بیان فرمائے۔ اور اہلبیت رسولؐ کی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت فرمائی۔ طوالت کے خوف سے اصل خطبہ نہیں لکھا گیا +

دمشق میں ایک ہفتہ تک مجالس حسینیہؑ

علامہ ابی اسحٰق اسفرائنی اپنی کتاب نور العین فی مقتل الحسینؑ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یزید نے حضرت علی بن الحسینؑ اور آل رسولؐ کو بلاکر کہا۔ کہ میں تمکو اختیار دیتا ہوں۔ خواہ دمشق میں میرے پاس ٹھہرو یا مدینہ میں تشریف لے جاؤ۔ اس کے جواب میں آل رسولؐ نے فرمایا۔ کہ اے یزید سب سے پہلے ہماری یہ حاجت ہے۔ کہ جب سے ہمارے آقا اور مولے امام حسینؑ شہید ہوئے۔ ہم دل کھول کر رونے نہیں پائے۔ (اصل لفظ روایت کے یہ ہیں۔ لم یمکننا من البکاء والنحیب۔ نحیب لغت میں کہتے ہیں بلند آواز سے چیخیں مار کر رونیکو)۔ پس یزید نے اس درخواست کو منظور کیا۔ اور ایک شاہی مکان خاص مجلس امام حسینؑ کے واسطے اہلبیتؑ کو دیا گیا۔ اہلبیتؑ نے اُس مکان میں مجلس امام حسینؑ قائم فرمائی۔ اور دمشق میں اس مجلس کا عام اعلان کیا گیا۔ مورخین لکھتے ہیں۔ (لم یبق فی دمشق قرشیۃ ولا ھاشمیۃ الا وشھدت الاوساط) کہ کوئی ہاشمیہ یا قرشیہ عورت دمشق میں باقی نہ رہی۔ جو اس مجلس میں حاضر نہ ہوئی ہو۔ (ووجددوا البکاء والنوح لیلاً ونھاراً واقاموا علی ذالک اسبوعاً)۔ اس مجلس میں ایک ہفتہ تک برابر رات اور دن گریہ و بکا و نحیب ہوتا رہا +

تیسری مجلس امام حسینؑ کی جامع مسجد دمشق میں

مرزا محمد بدخشانی و شہاب الدین ابوبکر حضرمی شافعی و علامہ ابی اسحاق اسفرائنی حنفی و دیگر محدثین و مورخین اسلام اپنی اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں۔ کہ یزید نے مسجد جامع دمشق میں تمام اہل شام کو جمع کیا۔ حضرت امام زین العابدینؑ کو بھی بلایا۔ جب تمام لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ یزید نے اپنے خطیب کو حکم دیا کہ ممبر پر جاکر علی اور اولاد علیؑ کی سب کرے۔ چنانچہ خطیب خبیث نے ممبر پر بیٹھ کر جناب امیرؑ اور ان کی اولاد امجاد کو سب کیا اور یزید کی مدح بیان کی حضرت امام زین العابدینؑ نے پکارا۔ یا ویلک من خطیب اشتریت مرضات المخلوق بسخط الخالق۔ یعنی ویل ہو تجھکو اے خطیب۔ تو نے بندہ کی رضامندی کے لئے پروردگار کو ناراض کیا۔

یہ فرما کر امام علیہ السلام یزید کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا اے یزید کیا تو اجازت دیتا ہے۔ کہ میں ممبر پر جاؤں۔ اور وہ کلام کروں۔ جو پروردگار کی رضامندی کا باعث ہو۔ اور خلقت کو اس سے نفع پہنچے۔ پس یزید نے اس سے انکار کیا۔ حاضرین اہل دمشق نے یزید کو کہا۔ کہ ہم ضرور اس جوان ہاشمی کا کلام سُننا چاہتے ہیں۔ غرض حاضرین کے اصرار سے یزید نے حضرتؑ کو ممبر پر جانے کی اجازت دی۔ پس حضرتؑ حجۃ خدا خلیفہ رسولؐ ممبر پر سر تشریف لے گئے۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد و بارک وسلم۔ مولف کو اگرچہ اختصار مدنظر ہے۔ مگر اس خطبہ کو اہل ذوق کی دلچسپی کے واسطے پورا نقل کرتا ہوں۔ تاکہ اولی الالباب و نقادان کلام و ماہران علم ادب ملاحظہ فرمائیں۔ کہ ینابیع نبوۃ سے جو کلام نکلتا ہے وہ اپنی طرز میں نرالا ہوتا ہے۔ کلام الامام امام الکلام۔ فرزند رسولؐ نے بعد حمد خدا درود مصطفےٰ وآلہ الاصفیاء اس طرح ارشاد فرمایا۔ اَیُّھَا النَّاسُ اُعْطِیْنَا سِتًّا۔ وَفُضِّلْنَا بِسَبْعٍ۔ اُعْطِیْنَا الْعِلْمَ وَالْحِلْمَ وَالسَّمَاحَۃَ وَالْفَصَاحَۃَ وَالشُّجَاعَۃَ وَالْمَحَبَّۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَفُضِّلْنَا بِاَنَّ مِنَّا النَّبِیَّ الْمُخْتَارُ مُحَمَّدٌ وَمِنَّا الصِّدِّیْقُ وَمِنَّا الطَّیَّارُ وَمِنَّا اَسَدُ اللہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ وَمِنَّا سِبْطَا ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْنِیْ اَنْبَاْتُہٗ بِحَسَبِیْ وَنَسَبِیْ اَیُّھَا النَّاسُ اَنَا ابْنُ مَکَّۃَ وَمِنٰی اَنَا ابْنُ زَمْزَمَ وَصَفَا اَنَا ابْنُ مَنْ حَمَلَ الرُّکْنَ بِاَطْرَافِ الرِّدَاءِ اَنَا ابْنُ خَیْرِ مَنْ طَافَ وَسَعٰی اَنَا ابْنُ خَیْرِ مَنْ حَجَّ وَلَبّٰی اَنَا ابْنُ خَیْرِ مَنْ حُمِلَ عَلَی الْبُرَاقِ فِی الْھَوَاءِ اَنَا ابْنُ مَنْ اُسْرِیَ بِہٖ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اَنَا ابْنُ مَنْ بَلَغَ بِہٖ جِبْرَئِیْلُ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی اَنَا ابْنُ مَنْ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اَنَا ابْنُ مَنْ صَلّٰی بِمَلَائِکَۃِ السَّمَاءِ اَنَا ابْنُ مَنْ اَوْحٰی اِلَیْہِ الْجَلِیْلُ مَا اَوْحٰی اَنَا ابْنُ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی اَنَا ابْنُ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی اَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ خَرَاطِیْمَ الْخَلْقِ حَتّٰی قَالُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللہِ بِسَیْفَیْنِ وَطَعَنَ بِرُمْحَیْنِ وَھَاجَرَ الْھِجْرَتَیْنِ وَبَایَعَ الْبَیْعَتَیْنِ وَقَاتَلَ بِبَدْرٍ وَحُنَیْنٍ وَلَمْ یَکْفُرْ بِاللہِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ اَنَا ابْنُ صَالِحِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَارِثِ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ وَقَامِعِ الْمُلْحِدِیْنَ وَیَعْسُوْبِ الْمُسْلِمِیْنَ وَنُوْرِ الْمُجَاھِدِیْنَ وَزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ وَتَاجِ الْبَکَّائِیْنَ وَاَصْبَرِ الصَّابِرِیْنَ وَاَفْضَلِ الْقَائِمِیْنَ مِنْ اٰلِ یٰسٓ رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَنَا ابْنُ الْمُؤَیَّدِ بِجَبْرَئِیْلَ الْمَنْصُوْرِ بِمِیْکَائِیْلَ اَنَا ابْنُ الْمُحَامِیْ عَنْ حَرَمِ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَاتِلِ الْمَارِقِیْنَ وَالنَّاکِثِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ وَالْمُجَاھِدِ اَعْدَائَہُ النَّاصِبِیْنَ وَاَفْخَرِ مَنْ مَشٰی مِنْ قُرَیْشٍ اَجْمَعِیْنَ وَاَوَّلِ مَنْ اَجَابَ وَاسْتَجَابَ

لِلّٰہِ وَلِرَسُولِہٖ مِنَ المومنین واول السابقین وَقَاصِمِ المعتدین ومبید المشرکین وسہم من مرامی اللّٰہ علی المنافقین ولسان حکمۃ العابدین وناصر دین اللّٰہ وولی امر اللّٰہ وبستان حکمۃ اللّٰہ وعیبۃ علمہ سمح سخی بہی بہلول زکی ابطحی رضی مقدام ہمام صابر صوام مہذب قوام قاطع الاصلاب ومفرق الاحزاب اربطھم جنانا واثبتھم جنانا وامضاھم عزیمۃ واشدھم شکیمۃ اسد باسل یطحنہم فی الحروب اذا ازدلفت الاسنۃ وقربت الاعنۃ طحن الرحی ویذروھم فیہا ذرو الریح الھشیم لیث الحجاز وکبش العراق مکی مدنی خیفی عقبی بدری احدی شجری مہاجری من العرب سیدھا ومن الوغا لیثہا وارث المشعرین ابو السبطین الحسن والحسین ذاک جدی علی ابن ابی طالب ثم قال انا ابن فاطمۃ الزہراء انا ابن سیدۃ النساء انا ابن خدیجۃ الکبری انا ابن المقتول ظلما انا ابن المجزور الراس من القفا انا ابن العطشان حتی قضی انا ابن طریح کربلا انا ابن مسلوب العمامۃ والرداء انا ابن من بکت علیہ ملئکۃ السماء انا ابن من ناحت علیہ الجن فی الارض والطیر فی الھواء انا ابن من راسہ علی السنان یھدی انا ابن من حرمہ من العراق الی الشام تسبی ایہا الناس ان اللّٰہ تعالی ولہ الحمد ابتلانا اھل البیت ببلاء حسن حیث جعل رایۃ الھدی والعدل والتقی فینا وجعل رایۃ الضلالۃ والردی فی غیرنا۔ ختم ہوا کلام امام علیہ السلام۔ خلاصہ ترجمہ ان کلمات طیبہ کا یہ ہے۔ اے لوگو چھ چیزیں ہمکو خاص جناب الٰہی سے عطا کی گئی ہیں۔ اور سات فضیلتوں سے ہمکو تمام اہل اسلام پر فضیلت دی گئی ہے۔ چھ چیزیں جو ہمکو خاص عنایت ہوتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ علم۔ حلم۔ جوانمردی۔ فصاحت۔ شجاعت۔ اہل ایمان کے دلوں میں محبت۔ اور فضیلت دئے گئے ہیں ہم اس واسطے کہ ہم میں سے ہے نبی مختار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور ہم میں سے ہے صدیق۔ اور ہم میں سے ہے جعفر طیار۔ اور ہم میں سے ہے اسد اللہ شیر خدا۔ اور ہم میں سے ہے شیر رسول خدا۔ اور ہم میں سے ہیں دو سبط اس امت محمدیہ کے۔ جو شخص مجھے پہچانتا ہے پہچانتا ہے۔ اور جو مجھ سے واقف نہیں ہے۔ میں اس کو اپنے حسب اور نسب سے خبردار کرتا ہوں۔ اے لوگو! میں ہوں فرزند مکہ اور منےٰ کا۔ میں ہوں فرزند زمزم اور صفا کا۔ میں ہوں فرزند اُس بزرگوار کا جس نے اپنی ردا میں حجر اسود کو اٹھایا۔

میں ہوں فرزند اُس کا جو تمام طواف اور سعی کرنے والوں سے بہتر ہے۔ میں ہوں فرزند اُس کا جو تمام حج کرنے والے اور لبیک کہنے والوں سے افضل ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کو براق نے ہوا میں اُٹھایا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کو پروردگار نے رات کے وقت بیت اللہ سے مسجد اقصےٰ تک سیر کرائی۔ میں اُس کا فرزند ہوں۔ جس کو جبرئیلؑ سدرۃ المنتہٰی تک لے گیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کی شان میں قاب قوسین او ادنٰی خداوند عالم نے فرمایا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس نے ملائک آسمان کو نماز پڑھائی۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کی طرف پروردگار نے وحی فرمائی۔ میں ہوں فرزند محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ میں ہوں فرزند علیؑ مرتضےٰ کا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کی تلوار کی ہیبت نے لا الٰہ الا اللہ کا سکّہ بٹھایا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس نے دین مبین کی حمایت میں رسول خداؐ کے سامنے دو تلواروں سے جہاد کیا۔ اور دو نیزوں سے جنگ کیا۔ جس نے اسلام میں دو ہجرتیں فرمائیں۔ ایک ہجرت شعب ابوطالب میں دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف۔ جس نے رسول خداؐ سے دو بیعتیں کیں۔ ایک بیعت عقبہ دوسری بیعت تحت الشجرہ۔ جس نے بدر اور حنین میں نمایاں فتح حاصل کی۔ جس نے ایک آن بھی اللہ کے ساتھ کفر نہیں کیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں۔ جس کے اسلامی القاب یہ ہیں۔ صالح المومنین۔ وارث علم النبیین۔ قامع الملحدین۔ یعسوب المسلمین۔ نور المجاہدین۔ تاج البکائین۔ اصبر الصابرین۔ افضل القائمین۔ سرورِ آلِ رسول رب العالمین۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کی خدمت گزاری کو جبرئیلؑ اور میکائیلؑ حاضر رہتے تھے۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس نے حرم اہل اسلام کی حمایت کی جس نے اپنے نمایاں کارناموں سے اللہ اور رسولؐ سے یہ خطاب حاصل کئے۔ قاتل المارقین۔ والناکثین۔ والقاسطین۔ والناصبین۔ اوّل المومنین۔ اوّل السابقین۔ قاصم المعتدین۔ مبید المشرکین۔ سہم اللہ علے المنافقین۔ لسان حکمۃ العابدین۔ ناصر دین اللہ۔ ولی امر اللہ۔ بستان حکمۃ اللہ۔ عیبۃ علم اللہ۔ سمحؑ۔ سخی۔ بہی۔ بہلول۔ زکی۔ ابطحی۔ رضی۔ مقدام۔ ہمام۔ صابر۔ صوّام۔ مہذب۔ قوّام۔ قاطع الاصلاب۔ مفرق الاحزاب۔ لیث الحجاز۔ کبش العراق۔ مکی۔ مدنی۔ خیفی۔ عقبی۔ بدری۔ احدی۔ شجری۔ مہاجری۔ سیّد العرب۔ لیث الوغا۔ وارث المشعرین۔ ابو السبطین الحسنؑ والحسینؑ۔ ان تمام خطابات کے

مالک میرے جد علی ابن ابی طالب صلواۃ اللہ علیہ والسلام ہیں۔ پھر فرمایا۔ میں فرزند ہوں فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ کا۔ میں فرزند ہوں خدیجۃ الکبریٰ کا۔ میں فرزند ہوں اُس مظلوم کا جو بیگناہ ظلم اور ستم سے قتل کیا گیا ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کا سر قفا سے کاٹا گیا ہے میں اُس کا فرزند ہوں۔ جو پیاسا ذبح کیا گیا ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کی نعش بے گور و کفن دشت کربلا میں پڑی ہوئی ہے۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کا عمامہ اور ردا بعد قتل اشقیاء اُٹھا کر لے گئے۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس پر آسمان کے فرشتے روئے۔ میں اُس کا فرزند ہوں۔ جس پر زمین میں جنات نے اور ہوا میں پرندوں نے نوحہ گری کی۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کا سر نوک نیزہ پر شہر بشہر اور دیار بدیار پھرایا گیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کے حرم کو اسیر کر کے شہر بشہر تشہیر کیا گیا۔ اے لوگو! میں حمد کرتا ہوں اُس پروردگار کی جس نے اپنے ابتلا میں ہمکو ثابت قدم رکھا۔ اور جس نے علم ہدایت اور عدل اور تقوےٰ ہم میں نصب فرمایا۔ اور علم ضلالت وارندا و ہمارے غیر ہیں۔ مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ اس خطبہ کو سُن کر مسجد میں رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ چنانچہ علامہ ابی اسحٰق اسفرائنی حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں " وعند ذالک ضجت الناس بالبکاء والنحیب " یعنی اس خطبہ کو سن کر لوگ چیخیں مار کر رونے لگے۔ یزید کو خوف پیدا ہو گیا۔ اُسی وقت اُس نے مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ جب مؤذن نے کہا۔ اللہ اکبر۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا۔ کوئی شے اللہ سے بزرگ نہیں ہے مؤذن نے کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ میرا گوشت۔ پوست۔ ہڈی۔ خون گواہی دیتے ہیں۔ کہ سوائے ذات وحدہٗ لاشریک اور کوئی خدا نہیں ہے۔ جب مؤذن نے کہا۔ اشہد ان محمد رسول اللہ۔ حضرت ممبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے یزید۔ یہ محمد رسول اللہ تیرا جد ہے یا میرا۔ اگر تو دعوےٰ کرے۔ کہ تیرا جد ہے۔ تو ایسا کذب کوئی قبول نہیں کر سکتا۔ بہر صورت تجھے قبول کرنا پڑیگا۔ کہ محمد رسول اللہ میرا جد ہے۔ پس تو نے کیوں اس کی عترت کو قتل کیا۔ یزید نے کچھ جواب نہ دیا۔ مؤلف۔ اس مجلس میں عام اہل اسلام اور صحابۂ رسول اور تابعین موجود تھے۔ مقام مجلس جامع مسجد۔ ذاکر ایک گروہ اہل اسلام کے اعتقاد کے موافق امام زمانہ فرزند رسول اور ایک گروہ کے اعتقاد کے موافق فرزند رسول اور تابع جلیل الشان

ہیں۔ ہمارا مطلب ہر طرح حاصل ہے +

چوتھی مجلس اہلبیتؑ کی پھر دشت کربلا میں

مؤرخین شیعہ و اہل سنت نے متفقاً تحریر کیا ہے۔ کہ یزید نے بشیر ابن جذلم کو ہمراہ کر کے آل رسولؐ کو روانہ مدینہ منورہ کیا۔ اہلبیت رسولؐ نے بشیر سے خواہش کی۔ کہ ان کو براستہ کربلا لے چلے۔ چنانچہ بشیر اس قافلہ کو دوبارہ کربلا میں لایا۔ مؤرخین اہلسنت نے اس مجلس کا حال حسب ذیل تحریر فرمایا ہے " سار بھم الی ان دخلوا کربلا و کان ذالک الیوم عشرین من شہر صفر فوافاھم جابر بن عبد اللہ انصاری و جماعۃ من اھل المدینۃ واقاموا البکاء والحزن حتی ضجت الارض " یعنی بیسویں تاریخ ماہ صفر کی اہلبیت علیہم السلام داخل زمین کربلا ہوئے۔ اُس روز جناب جابر انصاری مع ایک جماعت اہل مدینہ کے کربلا میں موجود تھے۔ سب نے مل کر مجلس امام حسینؑ قائم کی۔ اور اس قدر گریہ و بکا ہوا۔ کہ زمین سے رونے کی آواز آتی تھی +

پانچویں مجلس اہل بیتؑ کی مدینہ منورہ میں

مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ میری اس تمام کتاب کا مآل یہی مجلس ہے۔ ناظرین کرام سے امید کرتا ہوں۔ کہ اس مجلس کے ہر پہلو کو غور سے تامل و تدبر فرمائینگے۔ تمام مورخین اسلام نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ کہ جب اہلبیت رسولؐ مدینہ کے قریب پہنچے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے بشیر کو فرمایا۔ کہ تیرا باپ مرد شاعر تھا۔ تو بھی کچھ شعر کہنا جانتا ہے۔ اُس نے عرض کی۔ یا ابن رسول اللہ صؐ میں بھی شعر کہتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ مدینہ میں جا۔ اور اہل مدینہ کو میرے آنے کی خبر دے۔ بشیر کہتے ہیں۔ میں بحکم امامؑ مدینہ میں آیا۔ مسجد رسولؐ کے مینار پر کھڑے ہو کر میں نے بآواز بلند پکارا۔ ع

یا اھل یثرب لا مقام لکم بھا + قتل الحسین فادمعی مدرار

الجسم منہ بکربلاء مضرج + والراس منہ علی القناۃ یدار

یعنی اے اہل مدینہ مدینہ رہنے کے قابل نہیں۔ کیونکہ سردار مدینہ حسین علیہ السلام شہید ہو گیا۔ اُس کا جسم دشت کربلا میں کئی روز تک برہنہ پڑا رہا۔ اور اس کا سر نوک نیزہ پر

شہر بشہر پھرا یا گیا۔ اے اہل مدینہ میں تمکو خبر دیتا ہوں۔ کہ علیؑ ابن الحسینؑ اپنے لُٹے ہوئے قافلہ کے ہمراہ وارد ہوئے ہیں۔ اور تمہارے شہر کے باہر ٹھیرے ہیں۔ ملا حسین کاشفی صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہیں۔ کہ (بانگ بشیر نفخۂ صور بود۔ کہ عرصۂ مدینہ را صبح نشور ساخت مخدرات محجوبہ بے پردہ از سرائے بیروں شدند و با چہرہ گاں مکشوفہ و گیسو ہائے آشفتہ راہ دروازہ مدینہ بر داشتند۔ ہیچ زن و مردے بجائے نماند جز اینکہ سر و پائے برہنہ بیروں دوید و فریاد و امحمداہ و احسیناہ بر آورد۔ چناں نمود کہ امروز مصطفےٰ از جہاں بیروں شد۔ دگر نہ روز قیامت رحل اقامت انداخت روزے تلخ تر ازاں روز بر مسلمین نگذشت) فی الجملہ بشیر کی آواز پر تمام زن و مرد صغیر و کبیر اہل مدینہ سر و پا برہنہ گھروں سے باہر نکل آئے۔ اور حضرتؑ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بشیر کہتے ہیں۔ اس قدر انبوہ تھا۔ کہ مجھ کو سوار چلنا دشوار ہو گیا۔ میں گھوڑے سے اُترا۔ اور لوگوں کے سروں پر راہ چلتا تھا۔ یہ تمام مجمع اہل مدینہ کا حضرت زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے بیرون مدینہ خیمہ نصب فرمایا تھا اُس کے دروازہ پر خادم نے کرسی بچھا دی۔ اور فرزند رسولؐ اُس کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ رومال حضرتؑ کے دست مبارک میں تھا۔ اُس سے اپنے آنسوؤں کو پونچھتے تھے۔ اہل مدینہ نے جب حضرتؑ کو دیکھا ہائے ہائے کے نعرے بلند کئے۔ حضرتؑ نے اشارہ فرمایا۔ کہ ذرا خاموش ہو جاؤ۔ چنانچہ حضرتؑ کی اشارہ پر لوگ خاموش ہو گئے۔ اور حضرتؑ نے اپنے باپ کی مجلس کا بیان اس طرح شروع فرمایا۔ الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین باری الخلائق اجمعین الذی بعد مارتفع فی السموات العلی وقرب فشہد النجوی نحمدہ علی عظائم الامور فجائع الدھور والم الفجائع ومضاضۃ اللواذع وجلیل الرزء وعظیم المصائب الفاظعۃ الکاظۃ الفادحۃ الجائحۃ ایہا الناس ان اللہ ولہ الحمد ابتلانا بمصائب الجلیلۃ وثلمۃ فی الاسلام عظیمۃ قتل ابو عبد اللہ وعترتہ وسبی نسائہ وصبیۃ ودار وا برأسہ فی البلدان فی عامل السنان وھذہ الرزیۃ التی لا مثلہا رزیۃ ایہا الناس فای رجالات منکم یسرون بعد قتلہ ام ایۃ عین تحبس دمعہا وتضن عن انہما لہا فلقد بکت السبع

الشداد لقتلہ وبکت البحار بامواجہا والسموات بارکانہا والارض بارجائہا
والاشجار باغصانہا والحیتان ولجج البحار والملئکۃ المقربون واھل السموات
اجمعون ایہا الناس ای قلب لایتصدع لقتلہ ام ای فواد لایحن الیہ ام
ای سمع یسمع ہذہ الثلمۃ التی ثلمت فی الاسلام ایہا الناس اصبحنا مطرودین
مشردین مذودین شاسعین عن الامصار کانا اولاد ترک وکابل من
غیر جرم اجترمناہ ولا مکروہ ارتکبناہ ولا ثلمۃ فی الاسلام ثلمناہا ما سمعنا
بہذا فی ابائنا الاولین ان ہذا الا اختلاق واللہ لو ان النبی تقدم الیہم
فی قتالنا کما تقدم الیہم فی الوصایۃ بنا لما ازدادوا ما فعلوا بنا فانا للہ وانا الیہ
راجعون ۔ یعنی سب ستائش خدائے پاک کو زیبا ہے جو پروردگار ہے تمام عالموں کا۔
بادشاہ ہے روز جزا کا۔ پیدا کرنے والا تمام مخلوقات کا۔ وہ وحدہ لاشریک مدرکات عقل
دوربین سے دور ہے۔ اور اپنی آیات وشواہدات ربوبیت سے نزدیک۔ ولنعم ما قیل ؎

نیک پیدا و سخت مستوری + طرفہ نزدیک و بوالعجب دوری

دور و نزدیک چوں ز آفتاب سپہر + خویش و بیگانہ چوں در آئینہ مہر

حمد کرتا ہوں میں باری تعالیٰ کی۔ امور عظیمہ اور مصائب بزرگ نوائب غم اندوز اور الم
صبر سوز اور مصیبت سخت سنگین شدید اندوہ آگین پر۔ اے لوگو حمد ہے خدا کی جس نے
ہمکو سخت مصائب سے امتحان فرمایا۔ اور اسلام میں بڑا سخت رخنہ پڑ گیا۔ ابو عبداللہ الحسینؑ امام
اور ان کی عترت قتل کی گئی۔ اور ان کے حرم اور لڑکیوں کو قید کیا گیا۔ اور ان کا سر اقدس
نیزہ پر نصب کرکے شہر بشہر پھرایا گیا۔ یہ وہ مصیبت ہے۔ جس کی مانند دنیا میں کوئی
مصیبت نہیں ہوئی۔ اے لوگو کون شخص ہے۔ جو بعد قتل ایسے بزرگوار کے خوش ہو۔
یا کونسی آنکھ ہے۔ جو اس مصیبت میں نہ روئے۔ کیونکہ ساتوں طبق اس مصیبت پر روئے۔
اور دریا اس مصیبت پر موجزن ہوئے۔ اور آسمان اپنے ارکان کے ساتھ۔ اور
زمین اور درخت اپنی شاخوں کے ساتھ۔ اور مچھلیاں دریا کی تہ میں اور ملائکہ مقربین
اور تمام اہل آسمان حسینؑ پر روئے۔ اے لوگو کونسا سینہ ہے۔ جو اس مصیبت پر شق نہ ہو
جائے۔ اور کونسا دل ہے۔ جو اس مصیبت پر غمگین نہ ہو۔ اور کونسے کان اس صدمے
کو سن سکتے ہیں۔ جو شہادت امام حسینؑ سے اسلام کو پہنچا ہے۔ اے لوگو ہم نے

صبح کی ایسی حالت میں کہ ہم آوارہ وطن قیدی تھے۔ گویا ہم اولادِ ترک یا کابل سے ہیں حالانکہ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ نہ اسلام میں کوئی رخنہ ڈالا۔ قسم ہے خدا کی اگر رسولِ خدا انکو ہمارے قتل کرنے کی وصیت فرماتے۔ جیساکہ رسولؐ نے ہمارے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ تو اس سے زیادہ ہم پر ظلم نہ کرتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ختم ہوا ترجمہ۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ اس مجلس کے بعد آل رسولؐ کے گھروں میں شب و روز مجلس امامؑ جاری تھی۔ حضرت سید الساجدینؑ نے چالیس سال تک اس مجلس کو قائم رکھا۔ پانی پینے کے وقت ذکر امام حسینؑ فرماتے تھے۔ کھانے کے وقت ذکر امام حسینؑ فرماتے تھے۔ ایسے ہی باقی آل رسولؐ نے اپنی تمام عمریں اسی ذکر میں بسر فرمائیں۔ ابن حجر عسقلانی جو علمائے اہلسنّت میں بلند پائے کے عالم مانے جاتے ہیں۔ کتاب اصابہ فی معرفت الصحابہ ذیل میں حالات امراء القیس کے حضرت رباب حرم امام حسینؑ کی نسبت لکھتے ہیں۔ (وھی التی قامت علی قبر الحسین علیہ السلام حولا کاملا) یعنی بیبی وہ حرم محترم امام حسینؑ ہیں۔ جو ایک سال تک بعد شہادت امامؑ قبر مبارک پر بیٹھی رہیں۔ اور ایسے ہی جناب ام لیلیٰ مادر علی اکبرؑ کی نسبت مشہور ہے۔ کہ اُن کے بَین حیوانات پر بھی اثر کر جاتے تھے۔ سلسلہ مجالس جناب سید الساجدین زین العابدین علی ابن الحسینؑ ۹۵ھ ہجری تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد ان مجالس کا قیام حضرت باقرؑ سے متعلق تھا۔ حضرت باقرؑ کی امامت کا زمانہ نہایت ظلم اور ستم کا زمانہ تھا۔ آل مروان کا دور دورہ تھا۔ اس واسطے حضرتؑ کے زمانہ میں مجالس امام حسینؑ عام طور پر نہ ہو سکیں۔ خاص خاص لوگ جس وقت حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اُس وقت حضرت ذکر امام حسینؑ فرماتے۔ چنانچہ ابو بصیر روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت باقرؑ نے فرمایا۔ کہ میرے جد حسینؑ پر انسان اور جن اور حیوانات اور طیور نے گریہ و بکا کیا۔ ان خفیہ مجالس کا سلسلہ ۱۱۵ھ ہجری المقدس تک جاری رہا۔ اس کے بعد جناب صادقؑ کی امامت کا دور شروع ہوا۔ اس دور میں سلطنت کی حالت تبدیل ہو رہی تھی۔ بنی امیہ کی دولت کا انتقال تھا۔ اور بنی عباس کی حکومت کا دور شروع ہو رہا تھا۔ دو نو سلطنتیں آپس میں مشغول تھیں۔ حضرتؑ نے اس فرصت میں ذکر اپنے جد امام حسینؑ کو خوب رائج فرمایا۔ شعرا آتے اور حضرت اُن کو مرثیہ کہنے کی فرمائش کرتے۔ حضرتؑ کے زمانہ کی مجالس کا تذکرہ کثرت سے کتب تواریخ میں موجود ہے ہم بنظر اختصار

حضرتؑ کے زمانہ کی ایک مجلس لکھتے ہیں جس سے ناظرین کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ حضرت صادقؑ کے زمانہ میں مجالس امام حسینؑ علانیہ بلا خوف و خطر ہوتی تھیں۔ اور اُن مجالس کی طرز کچھ کچھ ہمارے موجودہ زمانہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ زید شحام روایت کرتے ہیں کہ میں ایک جماعت اہل کوفہ کے ساتھ حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ جعفر بن عفان طائی حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے اُس کو اپنے پاس جگہ دی۔ اور فرمایا۔ اے جعفر میں سُنتا ہوں۔ کہ تو میرے جد حسینؑ کا مرثیہ کہتا ہے۔ جعفر نے عرض کی یا ابن رسول اللہؐ۔ ضرور حسینؑ کے لئے مرثیہ خوانی کرتا ہوں۔ پس حضرتؑ نے اپنی مجلس کو درست کیا۔ اور اہل حرم کے واسطے ایک پردہ نصب کیا۔ مخدرات پردہ کے پاس آکر بیٹھیں۔ اُس وقت حضرتؑ نے جعفرؓ کو حکم دیا۔ کہ مرثیہ پڑھ۔ جعفر نے مرثیہ پڑھا۔ حضرت جعفر صادقؑ بہت روئے۔ اور پس پردہ سے بھی رونے کی آواز بلند ہوئی۔ پس حضرتؑ نے فرمایا۔ اے جعفر ہماری اس مجلس میں ملائکہ حاضر تھے۔ اور جو شخص میرے جد حسینؑ کے واسطے ایک شعر کہے اور لوگوں کو رُلائے۔ خداوندعالم اُس کے واسطے جنت واجب کرتا ہے۔ اس عہد میں کثرت سے شعرا نے مرثئے کہے۔ اور مجالس کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ سلسلہ ۱۴۸ھ ہجری تک منتہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد دور امامت جناب امام موسےٰ ابن جعفر کاظمؑ کا شروع ہوا۔ حضرتؑ کی امامت کا زمانہ جناب باقرؑ کے زمانہ سے مشابہ تھا۔ کیونکہ سلطنت بنی العباس مستحکم ہو گئی تھی۔ اور وہ لوگ بھی بنی امیہ کی طرح آل رسولؐ کے ذکر کو دوست نہ رکھتے تھے۔ حضرتؑ کے عہد میں پھر مجالس امام حسینؑ کا سلسلہ خفیہ ہو گیا۔ یہ خفیہ سلسلہ ۱۸۳ھ ہجری تک ختم ہوا۔ اور دور امامت امام علی ابن موسی الرضاؑ شروع ہوا۔ حضرتؑ کو مامون خلیفہ عباسی نے اپنا ولیعہد بنایا۔ اس ولیعہدی کے زمانہ میں حضرت نے اپنے جد امام حسینؑ کی مجالس کی اشاعت فرمائی۔ یہ رسم بھی اسی عہد میں شروع ہوئی۔ کہ ذاکرین و مرثیہ خوانوں کو بعد ختم مجالس نقدی اور تحائف دئے جاتے تھے۔ اس عہد میں علماء شعراء نے کثرت سے مرثئے کہے۔ حضرت امام رضاؑ عشرہ محرم میں خود مجالس کا اہتمام فرماتے تھے۔ ذاکرین شعراء عشرہ تک خدمت میں حاضر رہتے۔ روزانہ مجلس قائم ہوتی شعراء مرثیہ خوانی کرتے۔ اور خود حضرت اپنے اجداد طاہرینؑ کے سلسلہ سے اس مجلس کے فضائل بیان فرماتے۔ ہم کتب تواریخ سے اس عہد کی چند مجالس کا ذکر کرتے ہیں:۔

مجلس رضاء اوّل محرم کتاب خصال میں معنعن ریان ابن شبیب سے روایت ہے۔ ریان کہتا ہے۔ کہ پہلے محرم کو میں مجلس رضاء میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے ابن شعیب کیا تو نے روزہ رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ میں نے روزہ نہیں رکھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ دن پہلی ماہ محرم کا وہ دن ہے۔ کہ جس دن زکریا نبیؑ نے پروردگار سے دعا مانگی تھی۔ اور اللہ تعالٰی نے قبول فرمائی۔ پس جو شخص آج کے دن روزہ رکھے۔ اور پروردگار سے دعا مانگے۔ اسکی دعا قبول ہوگی۔ پھر فرمایا۔ اے ابن شبیب محرم وہ مہینہ تھا کہ قبل از اسلام اہل جاہلیت بھی اس مہینہ میں ظلم اور قتال حرام جانتے تھے۔ مگر اس امت کے لوگوں نے نہ اس مہینہ کی حرمت کو نگاہ رکھا۔ اور نہ اپنے نبی کی حرمت کا کچھ خیال کیا۔ اسی مہینہ میں اس امت کے لوگوں نے ذریت رسولؐ کو قتل کیا۔ اور دختران رسولؐ کو مقید کیا۔ اور ان کے اسباب کو لوٹ لیا۔ اے ابن شبیب اگر تو کسی شے پر رونا چاہے۔ تو تجھ کو امام حسینؑ پر رونا چاہیئے کیونکہ وہ حضرت بالب تشنہ اس طرح ذبح کئے گئے۔ جس طرح گوسفند قربانی کو ذبح کرتے ہیں۔ اور حضرتؑ کے ساتھ ان کے اہلبیتؑ میں سے اٹھارہ جوان ایسے قتل کئے گئے جن کا نظیر روئے زمین پر کوئی نہ تھا۔ ان کی شہادت پر زمین و آسمان نے گریہ کیا۔ اور چار ہزار فرشتہ آسمان سے نازل ہوئے۔ جو قیامت تک قبر امام حسینؑ پر گریہ و بکا کرتے رہیں گے۔ مؤلف حدیث طویل ہے۔ بقدر حاجت نقل کی گئی۔ پہلی تاریخ کی مجلس میں خود حضرت رضاءؑ نے اپنے جد کا ذکر فرمایا +

دوسری مجلس ابراہیم بن ابی محمود سے معنعن روایت ہے۔ کہ میں عشرہ محرم میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے محرم کے فضائل اور اپنے جد امام حسینؑ کے مصائب کا ذکر فرمایا۔ تیسری مجلس میں حضرت نے آیہ مجیدہ "وفدینا بذبح عظیم" کی تفسیر فرمائی۔ جیسا کہ کتب حدیث میں مفصل ذکر ہے۔ چوتھی مجلس میں حضرتؑ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص ہمارے مصائب کو یاد کر کے روئے۔ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوگا۔ الی آخر الحدیث پانچویں مجلس میں دعبل خزاعی شاعر نے قصیدہ تائیہ پڑھا۔ جب ان دو شعروں پر پہنچا۔ ؎ خروج امام لا محالۃ خارج ٭ یقوم علی اسم اللہ والبرکات ٭ یمیز فینا کل حق و باطل ٭ و یجزی علی النعماء والنقمات ٭

حضرت نے فرمایا "یا خزاعی نطق روح القدس علی لسانک" یعنی یہ دو شعر روح القدس نے تیری زبان پر جاری کئے ہیں۔ بعد ختم مجلس حضرت نے ایک سو اشرفی دعبل کو عنایت فرمائی۔ اور پنجاہ ہزار درہم مامون خلیفہ نے دیا۔ اور فضل ابن سہل حنیہ مامون نے ایک گھوڑا اور سراپا اور بیت سا لقد دعبل کو دیا۔ چھٹی مجلس میں دعبل نے یہ مرثیہ پڑھا جس کا مصرع اسبلت دمع العین بالعبرات + وبت تقاسی شدۃ الزفرات۔ اس مرثیہ کے چوبیس مصرع ہیں۔ اور ساتویں مجلس میں یا امۃ قتلت حسینا عنوۃ + لم ترع حق اللہ فیہ فتھتدی اس مرثیہ کے اٹھارہ مصرع کتب تاریخ میں موجود ہیں۔ آٹھویں میں ھلا بکیت علی الحسین واھلہ + ھلا بکیت لمن بکاہ محمد۔ اس مرثیہ کے بھی اٹھارہ مصرعہ ہیں۔ نویں مجلس میں جاؤا من الشام المشوم اھلھا + للشئم یقدم جندھم ابلیس۔ اس کے چوبیس شعر ہیں +

مجلس روزِ عاشورا

دعبل خزاعی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں روز عاشورہ خدمت جناب رضا میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ مجلس لوگوں سے پُر ہے۔ اور حضرت نہایت غمگین اور حزین آپ کے درمیان تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت نے جب مجھ کو دیکھا۔ فرمایا "مرحبا بک یا دعبل مرحبا بناصرنا بیدہ ولسانہ" اور مجھ کو اپنے نزدیک بٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے دعبل میں دوست رکھتا ہوں۔ کہ تو مجھ کو میرے جد کا مرثیہ سنائے۔ کیونکہ یہ ایام ہم اہلبیت پر غم کے ایام ہیں۔ اور ہمارے دشمنوں کے سرور کے دن ہیں۔ اے دعبل جو شخص ہمارے مصائب پر غم کریگا۔ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوگا۔ یہ فرماکر حضرت نے حکم دیا کہ پردہ کردیا جائے۔ چنانچہ پردہ کھینچا گیا۔ اور پس پردہ حضرت نے اپنے اہل حرم کو جگہ دی۔ اور مجھ کو فرمایا کہ مرثیہ پڑھو۔ دعبل کہتے ہیں۔ میں نے اس مجلس میں یہ مرثیہ پڑھا۔ افاطم لو خلت الحسین مجدلا + وقد مات عطشانا بشط فرات + اذا للطمت الخد فاطمۃ عندہ + واجریت دمع العین فی الوجنات + جناب سیدہ کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔ کہ اے مخدومہ اگر آپ دشت کربلا میں تشریف لاتیں۔ تو ملاحظہ فرماتیں۔ کہ حسین علیہ السلام کو کنارہ فرات پر پیاسا ذبح کیا گیا۔ تو آپ اپنے منہ کو پیٹ لیتیں۔ افاطم قومی یا ابنۃ الخیر واندبی + نجوم سماوات بارض فلات

اے سیدہ اُٹھو۔ اور اُن آسمانی ستاروں پر نوحہ کرو۔ جو زمین پر جنگل میں پڑے ہوئے ہیں

قبور بکوفان واخری بطیبہ واخری بفخ نالھا صلواتی۔ آپ کے نوحہ کرنے کو چند قبریں کوفہ میں اور چند مدینہ طیبہ میں اور کچھ فخ میں جو قریب مدینہ منورہ ہے جن پر رحمت خدا کا نزول ہے۔ قبور ببطن النہر من جنب کربلاء معرسھا منھا بشط فرات۔ اور چند قبریں شط فرات پر دشت کربلا میں۔ دعبل کہتے ہیں۔ مرثیہ میں نے یہاں تک پڑھا تھا۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ یہ شعر بھی اس میں شامل کرلو۔ وقبر بطوس یا لھا من مصیبۃ الحت علی الاحشاء بالزفرات۔ میں نے عرض کی۔ اے فرزند رسول طوس میں کس کی قبر ہے۔ آہ آہ۔ حضرت نے فرمایا۔ طوس میں میری قبر ہوگی۔ یہ بہت بڑا مرثیہ ہے۔ اختصاراً چند شعر لکھ دئے ہیں۔ دعبل کہتے ہیں۔ اس مجلس میں سخت گریہ ہوا پس پردہ سے رونے کی صدا بلند تھی۔ مؤلف حضرت رضا کی مجالس کا سلسلہ ۲۰۳ہجری تک جاری رہا۔ اس کے بعد ۲۶۰ہجری تک حضرت امام محمد جواد علیہ السلام و امام علی نقی علیہ السلام و امام حسن عسکری علیہ السلام۔ ان بزرگواروں کی امامت کا زمانہ ہوتا ہے۔ ان کے زمانہ میں پھر علانیہ سلسلہ مجالس موقوف ہوگیا۔ کیونکہ ان کے زمانہ کا خلیفہ حد سے زیادہ اہلبیت کا دشمن تھا۔ کہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ قبر امام حسین علیہ السلام کا نشان باقی رہے۔ دیکھو تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی واردو ترجمہ ڈاکٹر لٹر صاحب مطبوعہ لاہور۔ اس سنہ میں سلسلہ مجالس امام حسین علیہ السلام یہاں تک مخفی ہوا۔ کہ خود صاحب مجلس یعنی امام دوازدہم نے غیبت فرمائی۔ لیکن اس غیبت کو غیبت صغرے کہتے ہیں ۳۲۸ھ تک حضرت کے نائب علانیہ موجود تھے۔ اور اُن کے ذریعہ سے حضرت کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اسی سلسلہ خط وکتابت میں حضرت نے اپنے جدا امام حسین علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ جو زیارت مقدسہ ناحیہ کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں تمام حالات شہادت جناب سید الشہداء علیہ السلام مفصلاً مرقوم ہیں۔ ایک عرصہ تک سلسلہ مجالس امام حسین علیہ السلام اخفاء میں رہا۔ یہاں تک کہ دولت بنی العباس مضمحل ہوگئی۔ اور آل بویہ کی حکومت کا دور شروع ہوا پس معز الدولہ احمد بن بویہ نے ۳۵۲ہجری میں پھر اس مخفی شدہ سلسلہ کو ظاہر کیا۔ اور سب سے پہلے بغداد میں علانیہ مجالس امام حسین علیہ السلام

شروع ہوئیں۔ چنانچہ صاحب شرح شافیہ نے تاریخ ذہبی سے نقل کیا ہے "وفی سنۃ ۳۵۲ ہجری فی یوم عاشوراء الزم معز الدولہ اہل بغداد بالماتم والنوح علی الحسین ابن علی علیہما السلام وامر بان تغلق الاسواق وان لا یطبخ طباخ" یعنی ۳۵۲ھ ہجری میں معز الدولہ نے اہل بغداد پر لازم کر دیا۔ کہ روز عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام پر ماتم اور نوحہ کریں۔ اور بازار بند کئے جائیں۔ اور کوئی اُس روز کھانا پکانے نہ پائے۔ اور ابن وردی نے تتمہ المختصر میں لکھا ہے "وفی سنۃ اثنین وخمسین و ثلثمائۃ امر معز الدولہ بالنیاحۃ واللطم ولنشر شعور النساء علی الحسین وعجزت السنۃ عن منع ذالک لکون السلطان مع الشیعۃ" یعنی ۳۵۲ھ ہجری میں معز الدولہ نے حکم دیا۔ امام حسین علیہ السلام پر رونے اور ماتم کرنے کا اور مانعین منع نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ بادشاہ شیعوں کے ساتھ تھا۔ ابن ذرلاق نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے۔ کہ ۳۵۲ھ ہجری میں معز الدولہ نے بغداد میں مجلس امام حسین علیہ السلام قائم کی۔ اور ۳۶۳ھ ہجری میں ابو تمیم معد بن منصور العبیدی الفاطمی نے مصر میں روضۂ جنابہ نفیسہ اور کلثوم اور مشہد راس کریم پر مجلس امام حسین علیہ السلام قائم کی۔ اس زمانہ سے آج تک ان تینوں مقدس مقاموں پر عشرہ محرم میں مجالس امام حسین علیہ السلام برابر جاری ہیں۔ دیکھو تاریخ مشہد راس کریم مطبوعہ مصر +

جامع کبودی بغداد میں مجلس امام حسین علیہ السلام

یاقوت حموی اپنی کتاب معجم میں بذیل حالات علی ابن عبد اللہ بن وصیف الناشی شاعر لکھتے ہیں۔ کہ ابن عبد الرحیم نے روایت کی کہ مجھ سے خالع نے بیان کیا۔ کہ میں ایام جوانی میں اپنے باپ کے ہمراہ ۳۵۶ھ ہجری میں جامع کبودی بغداد میں جو مسجد دراتین اور صاغہ کے درمیان واقع ہے داخل ہوا۔ درآنحالیکہ مسجد لوگوں سے پر تھی۔ ناگاہ ایک مرد آیا جس کے اوپر چادر تھی۔ اور ہاتھ

میں ایک کوزہ اور مصلےٰ اور عصا تھا پراگندہ حال تھا۔ اُس نے جماعت حاضرین پر سلام کیا۔ اور بڑی نرم آواز سے کہا۔ کہ میں ہوں رسول فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ سب نے "مرحبا" کہا۔ اور اُس کو ایک بلند مقام پر بٹھایا۔ اُس نے کہا۔ اے حاضرین! آیا آپ لوگ شناخت کرتے ہیں احمد مزوق نوحہ گر کو۔ سب نے کہا۔ وہ اسی جگہ پر موجود ہے۔ اُس مرد نے کہا۔ کہ میں نے حضرت سیدہ ؑ کو خواب میں دیکھا۔ کہ مجھ سے فرماتی ہیں۔ کہ تو بغداد کی طرف جا۔ اور احمد مزوق کو کہہ دے۔ کہ وہ میرے حسینؑ پر ناشی کے اشعار سے نوحہ کیا کرے۔ اس کو سُن کر لوگ بہت روئے۔ اور اپنے منہ پر طمانچے مارتے تھے۔ تا نماز عصر لوگوں کا یہی حال رہا۔ لوگوں نے چاہا۔ کہ اُس کو کچھ دیں۔ مگر اُس نے منظور نہ کیا۔ اور کہا۔ کہ اس رسالت پر اگر مجھ کو تمام دُنیا دی جائے۔ تو مجھ کو منظور نہیں ہے +

مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ ۳۵۲ھ ہجری میں اِس مجلس کے اجراے میں آل بویہ کو سخت سے سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور باوجود احکام سلطنت محبان آل اطہار کو اس مجلس کے اظہار میں سخت صدمے اُٹھانے پڑے۔ قتل عام ہوا۔ بلوے ہوئے۔ پانی بند ہوئے۔ محبان اہلبیت ؑ کے محلے کے محلے مخالفین نے آگ سے جلوائے۔ مگر یہ مجلس اور یہ ذکر روز بروز ترقی کرتا گیا۔ ہمارے زمانہ کے مانعین عزاداری حسین ؑ امرتسری مشتہر و حیرت دہلوی وغیرہ اگر اُس زمانہ کی تاریخ کو ملاحظہ فرمائیں۔ کہ مخالفین نے اس ذکر کے بند کرنے میں کیا کیا کوشش نہیں کی۔ تو ان کو یقین ہو جائے۔ کہ اس ذکر کا بند کر دینا اُن کی کوشش سے باہر ہے۔ بلکہ امکان سے خارج ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے۔ کہ یہ مجلس اور یہ ذکر روز بروز ترقی کر رہا ہے اسلامی آبادی میں کوئی جگہ ایسی باقی نہیں ہے۔ جہاں یہ مجلس نہ ہوتی ہو۔ ایک لاکھ سے زیادہ کتابیں صرف ذکر شہادت میں علمائے اسلام نے لکھی ہیں۔ علاوہ اس کے فن حدیث۔ تفسیر۔ سیر۔ تاریخ۔ فقہ کمتر کوئی کتاب

اسلام کی ہوگی جس میں اس شہادت کا ذکر نہ ہو۔ شعرائے عرب و عجم وغیرہ نے اس قدر مرثئے امام علیہ السلام کے کہے ہیں۔ کہ تعداد سے باہر ہیں۔ شائد دُنیا میں صرف یہی واقعہ ہے۔ جو ہر زبان میں نقل ہُوا ہے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ ہندی۔ لٹن۔ فرنچ۔ انگریزی۔ چینا۔ برہمی۔ روسی۔ تبتی۔ لداخی۔ کشمیری۔ پختو۔ اتنی زبانوں میں تو حقیر مؤلف نے سُنا ہے۔ اور روز بروز اس ذکر میں اور تازگی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ جس شہر میں پیشتر ایک مجلس تھی۔ اب اُس جگہ دس مجلسیں ہوتی ہیں۔ اور جس شہر میں کوئی حسنین علیہم السلام کا نام درست لینا نہ جانتا تھا۔ اب وہاں مجالس امام حسین علیہ السلام قائم ہوتی ہیں۔ مثلاً قصور ضلع لاہور مجھ کو خوب یاد ہے۔ کہ مَیں میاں احمد مرال ساکن قصور کی خدمت میں بوستاں پڑھا کرتا تھا (میاں صاحب کبھی کبھی مجھ سے فرمایا کرتے) "شاہ جی تم تو امام حسن حسین صاحب کی اولاد ہو"۔ اب اللہ کے فضل سے اُسی قصور میں دو جگہ پر مستقل مجلس امام حسین علیہ السلام ہوتی ہے۔ اور ہزارہا مخلوقات جمع ہو کر سُنتے ہیں۔ جس بزرگوار نے اس شہر میں مجالس امام علیہ السلام کی بنیاد رکھی۔ ضروری ہے۔ کہ اُس کے نام نامی سے صفحات کتاب کو روشن کیا جائے۔ وہ جناب مستطاب پاکیزہ گوہر درج سیادت و درخشندہ اختر برج سعادت مظہر آثار سیادت و سعادت صاحب نفس زکیہ و اخلاق بہیہ سید السادات سید رجب علی شاہ صاحب شمسی حسینی سبزواری پناہ شاہی سلمہ اللہ تعالے جو ایک مرد ہیں کریم النفس۔ عابد۔ زاہد۔ زکی۔ دانش مند۔ خدا تعالے ان کو حوادثات زمانہ سے محفوظ رکھے۔ اب چند سال سے مکرمی میاں محمد حسین صاحب نے کورٹ رکن الدین خاں میں ایک مکان بنام جناب سید الشہداء علیہ السلام مجالس کے واسطے وقف فرمایا ہے۔ اور مستقل مجلس محرم الحرام میں عشرہ تک برابر قائم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالے اُن کی توفیقات خیر کو زیادہ کرے +

غرض بنظر حالات گذشتہ و موجودہ ایک سلیم الفطرت مل یقین کر سکتا ہے۔ کہ اس ذکر کا سلسلہ جب تک بنی آدم کی آبادی دُنیا میں ہے۔ اور

جب تک کلمۂ لا الہ الا اللہ کی آواز بلند ہوتی رہیگی۔ جاری رہیگا۔ یہ سلسلہ نصرف دُنیا میں ہی جاری ہے۔ بلکہ عالم برزخ میں بھی مجالس امام حسین علیہ السلام برابر جاری ہیں۔ صرف حقیر کی ناچیز معلومات میں عالم برزخ کی اس قدر مجالس ہیں۔ کہ اگر تمام تحریر میں لائی جائیں۔ تو اقلاً اسی قدر اور کتاب طیار ہو سکتی ہے۔ روز شہادت سے آج تک جس قدر بزرگوں نے جناب سیّدہ بنت رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا ہے۔ سیاہ لباس میں اور ذکر امام حسین علیہ السلام میں مشغول دیکھا ہے۔ اِس مقام پر چند مجالس عالم برزخ کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

عالم برزخ میں مجلس انبیاء علیہم السلام

علامہ ابی اسحاق اسفرائنی اپنی کتاب نور العین فی مقتل الحسینؑ میں لکھتے ہیں۔ کہ جناب سکینہ بنت الحسین علیہ السلام نے یزید کے پاس بیان کیا۔ کہ میں نے خواب میں رات کو دیکھا۔ اصل عبارت۔ قصراً من لؤلؤ ابیضاً ولہ اربعۃ ابواب وعلی کل باب خدم لا یحصی فبینما انا انظر الیہ واذ قد فتح بابٌ منہم وخرج منہم خمس رجالٍ وخمس نسوۃٍ ویقدمھم غلام لھم فقدمت الی الغلام وقلت لمن ھذا القصر فقال للحسین فقلت من ھؤلاء الامۃ الذین معک فقال یاسکینۃ ھذا اٰدم وھذا نوح وھذا ابراھیم وھذا موسی وعیسی فبینما انا انظر الیھم اذا برجلٍ اقبل وھو متغیر اللون ولہ نور ساطع وھو مغتم یحبل کالمرأۃ الثکلی قابضٌ علی لحیتہ باکیاً حزیناً۔ کہ ایک قصر ہے مروارید سفید کا بنا ہوا۔ اور چار اُس کے دروازے ہیں۔ اور ہر دروازے پر بے شمار خدمت گار کھڑے ہیں۔ میں اُس قصر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کہ ناگاہ ایک دروازہ قصر کا کھُلا۔ اور پانچ مرد اور پانچ عورتیں اُس سے باہر نکلیں۔ اُن کے آگے آگے ایک غلام تھا۔ میں نے غلام سے پوچھا۔ کہ یہ بزرگوار کون ہیں۔ پس اُس غلام نے کہا۔ اے سکینہ۔ ایک آدم صفی اللہؑ ہے۔ دُوسرا نوح نبی اللہؑ ہے۔ تیسرا ابراہیم خلیل اللہؑ ہے۔ چوتھا موسیٰ کلیم اللہؑ

ہے۔ پانچواں عیسےٰ روح اللہؑ ہے۔ فرماتی ہیں۔ میں ان بزرگواروں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کہ ایک بزرگ اندر کی طرف سے تشریف لائے۔ اس بزرگوار کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوا ہوا تھا۔ اور اُس کے چہرۂ مبارک سے ایک نور ساطع تھا۔ اور ایسا غمگین تھا کہ جیسے کسی عورت کا جوان لڑکا مر گیا ہوتا ہے۔ اس بزرگ نے اپنے ریش مقدس کو ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ اور گریہ و بکا فرماتا تھا۔ میں نے غلام سے پوچھا۔ کہ یہ کون بزرگ ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ یہ تیرے جد محمد مصطفےٰ ہیں۔ پس میں دوڑی۔ اور حضرتؐ کے پاس میں نے فریاد کی۔ کہ اے جد بزرگوار آپ کے نواسہ حسینؑ کو پیاسا امت نے ذبح کیا۔ اور آپ کے بیٹوں کو قید کر کے شہر بشہر پھرایا۔ پس جناب رسول خداؐ میرا ہاتھ پکڑ کر اُس قصر کے اندر لے گئے۔ قصر کے اندر پانچ بیبیاں موجود تھیں۔ (وبینھن امرأۃ عظیمۃ الخلقۃ ناشرۃ شعرھا وعلیھا ثیاب سود) اُن بیبیوں میں ایک بی بی نہایت عظیم الشان اپنے سر کے بال کھولے ہوئے اور سیاہ لباس پہنے ہوئے تھی۔ (وفی یدھا قمیص ملطخ بدم وھی تقوم ساعۃ وتقعد اخری) اور اُس کے ہاتھ میں ایک کرتہ خون کا بھرا ہوا تھا کبھی وہ درد سے آہ کر کے بیٹھتی تھی اور کبھی اُٹھتی تھی۔ جب وہ کھڑی ہوتی۔ سب بیبیاں کھڑی ہو جاتیں۔ اور جب وہ بیٹھتی۔ سب بیبیاں بیٹھ جاتیں۔ میں نے اُس غلام سے پوچھا۔ کہ یہ کون بیبیاں ہیں۔ اُس نے کہا۔ ایک حوا اور ایک مریمؑ اور ایک آسیہ اور ایک تیری جدہ خدیجۃ الکبریٰ اور جس کے ہاتھ میں قمیص ہے۔ وہ تیری جدہ فاطمۃ الزہراؑ ہے پس فرماتی ہیں۔ میں جدہ کے پاس گئی۔ اور عرض کی۔ اے جدہ تیری اولاد کو قتل کیا۔ اور تیرے بیٹوں کو اسیر کیا گیا۔ سکینہ فرماتی ہیں۔ کہ میرے بیان پر وہ بیبیاں اس قدر بلند آواز سے روئیں۔ کہ میں نے گمان کیا۔ کہ قصر پھٹ جائیگا۔ اصل عبارت ختم ہوئی۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ گویا عالم برزخ میں بھی ایک مقام مجلس حسینیہ کے واسطے بنایا گیا ہے۔ جس میں انبیاء اولیاء اور جناب صدیقہ ذکر امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ شہید ثالث اعلی اللہ مقامہ اپنی کتاب مجالس المتقین میں تحریر فرماتے ہیں۔ اصل عبارت۔ وایں خادم الشریعہ در اوائل

اجتہاد خود بشدت نہی مینمودم از مجالس روضہ خوانہاے صاحب صوت را تا آنکہ شب بیست و یکم ماہ رمضان المبارک فی ۱۲۲۵ھ ہجری ہمان یوم نیز منع نمودہ بودم۔ در مسجد خواندن تعزیہ در عالم رویا دیدم۔ کہ اندرون مسجد شاہ اصفہان تا وسط میدان اژدحام عظیم است از خلق و صداے شیون بلند است سوال نمودم چہ واقع شدہ جواب گفتند جناب امیر المومنینؑ در مسجد تعزیہ فرزند خود میخوانند بحدے جمعیت بود کہ من پا بکتفہاے خلق گذاشتم تا خود را بمنبر آنجناب رسانیدم۔ آنجناب را عمامہ سبز در سر و قامت مائل بکوتہی و کمر کج چوں مرد نوجواں مردہ شیون کناں واحسیناہ گویاں تعزیہ میخواند از گریہ بے طاقت شدم استماع نمودم۔ دیدم بعضے فقراتِ نقصے ادا میفرمایند کہ در اعتقاد من غنا بود۔ عرض کردم یا مولائے من این قسم را غنا میدانم۔ توجہ و التفات باین عبد نمودہ فرمودند (اخوند شما تعزیہ فرزندم را بپا دارید بہر قسمیکہ باشد ومنع نکنید)۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ عالم برزخ میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد رسول خداؐ کی یہ حالت ہے۔ کہ عبداللہ ابن عباس و جناب ام سلمہ نے حضرت کو دیکھا (علی اللحیۃ والراسہ تراب)۔ ریش مبارک اور سر اقدس پر خاک ڈالی ہوئی تھی۔ اور جناب سیدہؑ کو جس نے دیکھا۔ سیاہ لباس میں حزیں غمگین کئیب دیکھا۔ جناب امیر المومنینؑ کی یہ حالت ہے۔ کہ آپ کی کمر کج ہو گئی ہے۔ ایسے اور بہت سے واقعات عالم برزخ کے کتب اسلام میں موجود ہیں۔ اختصاراً اسی قدر کافی ہے ✦

روز قیامت مجلس امام حسین علیہ السلام

دُنیا اور عالم برزخ میں اسی طرح مجالس ذکر امام حسین علیہ السلام ہوتی رہینگی۔ قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے آخری مجلس امام حسین علیہ السلام قائم ہوگی۔ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں اور ملا حسین کاشفی واعظ صاحب تفسیر حسینی روضۃ الشہداء میں شہاب الدین ابوبکر حضرمی شافعی رشفۃ الصادی من بحر الفضائل نبی الہادی میں اور بہت سے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور تمام مخلوقات انسان۔ جنات۔ ملائکہ۔ انبیاء۔ اولیاء۔ اوصیاء۔ اقطاب ابدال عرصۂ محشر میں حاضر ہونگے۔ ایک منادی رب العزت کی طرف سے ندا کریگا کہ اے

اہل محشر اپنے سر جھکا لو۔ اور اپنی آنکھیں بند کر لو۔ کہ جناب صدیقہ کبریٰ فاطمۃ الزہراء عرصۂ محشر میں تشریف لاتی ہیں۔ ملا حسین کاشفی نے حضرت سیدہ کا محشر میں تشریف لانا اس طرح نظم کیا ہے۔ ؎

جناب فاطمہؑ آید بعرصۂ محشر ۔۔۔ بسر عمامۂ پر خون ساقیٔ کوثر
فگندہ بر سر کتفین جامۂ حسینؑ ۔۔۔ بدست گوہر دنداں سید الثقلینؐ
کشودہ موٗ و خراشیدہ رو و نوحہ کناں ۔۔۔ بہ ہیبتی کہ فتد لرزہ در زمین و زماں
گرفتہ قائمۂ عرش کبریائی را ۔۔۔ کند حدیث شہیداں کربلائی را

گویا عرصۂ محشر مقام مجلس ہوگا۔ سامعین کل مخلوقات الٰہی جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا اس مجلس میں اپنے بیٹے کی شہادت کا ذکر فرمائینگی۔ اور تتمہ حدیث میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت فاطمۃ الزہراء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا بعد اختتام مجلس اُن لوگوں کے لئے دُعا فرمائینگے۔ جنہوں نے دار دُنیا میں اِس مجلس کو قائم رکھا۔ اور اس ذکر پر آنسو بہائے ہیں۔ والسلام۔ اللّٰھم صل علی محمدؐ وآل محمدؐ وبارک وسلم +

حقیر یہ ہدیہ محقرہ مومنین باتمکین کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ ناظرین سے التماس دُعا +

خادم السادات
محسن علی سبزواری
۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۰ ہجری المقدس

فہرست کتب موجودہ دفتر البرہان لاہور

البدر التمام اردو ترجمہ **الہیئتہ والاسلام**۔ مترجمہ جناب مولانا مولوی سید محمد ہارون صاحب ممتاز الافاضل زنگی پوری۔ یہ عجیب کتاب جو اپنی وضع میں بالکل نئی ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ علم ہیئت جدید جو زمانہ موجودہ کی تحقیقات کا مایہ ناز ہے وہ پیغمبر خدا اور ان کے اصحاب و اوصیاء کرام اب سے تیرہ سو برس قبل نہایت توضیح کے ساتھ بیان فرما چکے ہیں۔ جب کہ نہ علوم کی یہ ترقی تھی اور نہ آلات تحقیق ایجاد ہوئے تھے۔ دنیا پر سخت تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ یہ کتاب دراصل اسلام و بانی اسلام کی حقیقت و صداقت کی مجسم تصویر ہے۔ قیمت ۸؍ مجلد ۱۲؍ +

تحفۃ الاتقیاء اردو ترجمہ کتاب مستطاب **تنزیہ الانبیاءؑ**۔ کتاب مذکور **تخطیئۃ الانبیاءؑ** کا جواب ہے۔ جس کے مصنف نے حضرت آدمؑ سے جناب خاتمؐ تک اکثر انبیاءؑ پر الزام لگانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مصنف نے عصمت انبیاءؑ پر دلائل و براہین عقلیہ قائم کرکے ہر ایک شبہے کا جواب نہایت خوبی سے دیا ہے۔ اصل کتاب پر بہت سی آیات و احادیث ایڈیٹر البرہان کی طرف سے اضافہ کی گئی ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲؍ + بلا جلد ۱۰؍

سحر مبین فی اوصاف المعصومینؑ یعنی حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے سچے اور صحیح فضائل و مناقب میں ایک نادر اور بدیہہ مجموعہ نظم۔ نہایت خوشخط و خوشنما رنگین و سنہری ٹائٹل پیج تقطیع ۲۰×۲۶ حجم ۱۵۲ صفحے قیمت ۸؍ مجلد ۱۲؍ +

اخلاق المعصومینؑ۔ از حضرت خاتم النبیینؐ تا حضرت خاتم الوصیینؑ امام زمان عجل اللہ فرجہ حضرات چہاردہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مکارم اخلاق کا نمونہ۔ اردو زبان میں ایسا مجموعہ موجود نہیں۔ قیمت صرف ۴؍ +

صحیفۂ رضویہ مع ترجمہ اردو۔ خلیفہ مامون رشید کی خواہش کے موافق جناب ثامن آل عبا امام رضا علیہ التحیۃ والثناء نے تحریر فرمایا تھا اس کی خوبی اسی سے ثابت ہے کہ امامؑ کا کلام ہے اس رسالے میں جملہ اصول عقائد اسلام کو مندرج فرمایا ہے۔ قیمت ۱۰؍ +

احسن العقائد۔ ابتدائی تعلیمات خصوصاً بچوں کی تعلیم اور تعلیمی کورس میں داخل کرنے کیلئے جملہ اعتقادات مذہب کو سلیس اردو میں بیان کیا گیا ہے۔ مؤلفہ اڈیٹر البرہان۔ قیمت ۱۰؍ +

طریقۃ الصلوٰۃ جس میں جملہ واجب اور بعض سُنّتی نمازوں کے طریق اور احکام کو اس طرز سے بامحاورہ اردو میں بیان کیا ہے۔ کہ معمولی لیاقت کا آدمی بھی بلا کسی کی امداد کے سیکھ سکتا ہے۔ قیمت صرف ۲ر +

کتب مطبوعہ غیر

اخلاق حسینیؑ - جناب شہید کربلاؑ کی اخلاقی و عملی تعلیم کا نمونہ - قیمت ۶ر +

معیار الاخلاق - اسلامی اخلاق کا صحیح معیار - صاف کھلا ہوا چھاپہ - قیمت ۴ر +

فلسفۂ مذہب - مذہب کی فلاسفی کے بیان میں بے نظیر رسالہ - قیمت ۲ر +

تنقید لطیف - مسٹر لطیف ایم - اے کے ملحدانہ خیالات کا رد - قیمت ۴ر +

تقدیس القرآن - قرآن مجید پر غیر مسلم کے اعتراضات کا تسلی بخش جواب - قیمت ۲ر +

اسلام و اصلاح معاشرت - خواجہ غلام الثقلین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی کے فارسی لیکچر کا اردو ترجمہ - قیمت ۲ر +

حلیہ مبارک - آنحضرت صلعم کی شکل و شمائل کا بیان - قیمت ار +

تحقیق المتین اردو ترجمہ کتاب **حق الیقین** مصنفہ جناب علامہ ملا محمد باقر مجلسی اعلے اللہ مقامہ - قیمت عہ +

چشمۂ نجات اردو ترجمہ کتاب **عین الحیات** مصنفہ جناب علامہ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ - قیمت عہ +

کشف الحقائق - سوانح عمری عالیجناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام قیمت عہ +

تذکرۂ مجلسی اعلی اللہ مقامہ - یعنی علامہ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی زندگی کے دلچسپ حالات - قیمت ۴ر +

تبصرۃ الایمان - سوانح عمری جناب امام زمان علیہ السلام عجل اللہ فرجہ - قیمت عہ +

حیات دبیرؒ - مرزا دبیرؒ کی زندگی کے دلچسپ حالات و چیدہ کلام کا نمونہ - قیمت ۱ے و عہ +

توبۃ النصوح منظوم - از جناب فروغ لکھنوی - قیمت +

المشتہر

مینجر البرہان - بازار حکیماں - لاہور

م - ن ۲۹۷۶۱۷

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمات، مجلس انتظامی، عہدہ داران جامعہ
و صدور شعبہ جات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ کو [illegible] کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔ اور [illegible]
اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں اور دو کتابیں بی اے و تحقیقاتی جماعتوں کے
۳۔ طلبائے ایم اے، ایل ایل بی اپنے پاس رکھ سکیں گے
کے طلبہ تین کتابیں ایم اے کے طلبہ ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے [illegible] حساب
طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ [illegible] اور [illegible]
۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ کی جائیں تو [illegible] جرمانہ لیا جائے گا
ایک آنہ یومیہ فی کتاب [illegible] کتابیں گم ہو جائیں یا کسی قسم کا نقصان پہنچے تو [illegible] ادا کرنا لازم ہے۔
۵۔ بشرط موقع کتابیں کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔
ہر کتب خانہ میں کتاب اگر خراب ہو جائے تو تشہیر کی جائے [illegible] داری
۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان بنانا یا حاشیہ پر لکھنا منع ہے۔
عائد ہوگی۔
۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]
دیا جائے گا۔
۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہیں کی جا سکیں گی۔ فقط